فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ
اس میں عوام کے لئے شفا ہے۔

شِفَاءُ العَلِيل
ترجمہ
القول الجميل

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی مشہور محل میکلوڈ روڈ۔ کراچی۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

الحمد للہ و المنہ کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

القول الجمیل

مع شرح

شفاء العلیل

مُصنّفہ

عالم ربّانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

در طباعت مکرّر رونق تازہ یافت

مدینہ پبلشنگ کمپنی "مشہور محل" میکلوڈ روڈ، کراچی

(مطبوعہ مشہور پریس کراچی)

فہرست فوائد فصول شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل مشتمل بریازدہ فصل است

صفحہ	فوائد فصول
۱۲	**پہلی فصل**
〃	استدلال بیعت
۱۸	**فوائد فصل دوسری کے**
〃	سنیت بیعت
۱۹	حکمت بیعت
۲۰	شرائط مرشد
۲۸	شرائط مرید
۲۹	اقسام بیعت صوفیہ
۳۰	حکمت تکرار بیعت
۳۶	**فوائد فصل تیسری کے**
۳۶	طریقۂ تربیت وتعلیم مرید
۴۰	تفصیل گناہ کبیرہ
۴۶	تفصیل شعب ایمانیہ
۴۹	**فوائد فصل چوتھی کے**
〃	اشغال قادریہ رح
۵۲	طریقۂ ذکر نفی واثبات
۵۶	دورۂ قادریہ رح
۵۷	طریقۂ پاس انفاس
۵۸	طریقۂ مراقبہ
۵۹	مراقبہ حضور حق تبارک وتعالیٰ
۶۰	طریق معیت
〃	مراقبۂ قرآنیہ
۶۱	مراقبۂ فنا
۶۲	برائے کشف وقائع آیندہ
۶۵	طریقۂ کشف ارواح
〃	برائے حصول امور مشکلہ
〃	برائے انشراح خاطر ودفع بلاہا

صفحہ	فوائد فصول
۶۶	برائے شفائے مریض وغیرہ
۶۶	**فوائد فصل پانچویں کے**
۶۷	اشغال چشتیہ رح
۷۰	ذکر جلی وخفی
۷۲	طریقہ پاس انفاس
۷۳	طریقۂ ربط قلب بشیخ
۷۵	طریقۂ مراقبہ چشتیہ رح
۷۶	شرائط چلہ نشینی
۷۸	کشف قبور واستفاضہ بداں
"	صلوٰۃ المعکوس
"	صلوٰۃ کن فیکون
۸۰	**فوائد فصل چھٹی کے**
"	اشغال نقشبندیہ رح
۸۱	شغل نفی واثبات
۸۴	طریقۂ اثبات مجرد
۸۵	حقیقت مراقبہ بوجہ شمول
۸۶	طریقۂ مراقبہ بسیط
۹۱	کلمات نقشبندیہ
۹۳	بیان ہوش دردم
۹۵	بیان نظر برقدم
۹۶	بیان سفر در وطن
۹۷	بیان خلوت درانجمن
۹۸	بیان یادکرد
۹۹	بیان بازگشت
۱۰۰	بیان نگاہداشت
۱۰۱	بیان یادداشت
"	بیان وقوف زمانی
"	بیان وقوف عددی
۱۰۲	بیان وقوف قلبی
۱۰۳	تصرفات نقشبندیہ رح
۱۰۴	طریقت تاثیر طالب
۱۰۵	بیان حقیقت ہمت
۱۰۵	بیان سلب مرض
۱۰۶	طریقۂ توبہ بخشی

صفحہ	فوائد فصول
۱۰۷	طریقۂ تصرف قلوب
"	طریقۂ اطلاع نسبت اہل اللہ
۱۰۸	طریقۂ اشراف خواطر
"	طریقۂ کشف وقائع آئندہ
۱۰۹	طریقۂ دفع بلا
۱۱۰	اشغال طریقۂ مجددیہ رح
۱۱۳	**فوائد فصل ساتویں**
۱۱۳	بیان حقیقت نسبت
"	بیان توارث نسبت از زمان
۱۲۵	فراست صادقہ
۱۲۷	**فوائد فصل آٹھویں کے**
"	اعمال مجربہ خاندانی حضرت مصنف
۱۲۸	برائے کشایش ظاہری وباطنی
۱۲۹	برائے درد دندان و سر و ریاح
"	برائے دفع حاجت درد
"	غائب وشفائے

صفحہ	فوائد فصول
۱۳۰	برائے گزیدن سگ دیوانہ
"	برائے دفع فاقہ
"	بیدار شدن از شب
۱۳۱	عمل حفظ اطفال
۱۳۳	برائے امان از ہر آفت
"	برائے خوف حاکم
۱۳۴	آیات شفا برائے مریض
	سی و سہ آیات برائے دفع سحر و
۱۳۵	محافظت از دزدان و درندگان
۱۳۹	برائے حفظ چیچک
۱۴۰	نامہائے اصحاب کہف رح برائے امان
"	از غرق وحرق وغارتگری و دزدی
"	برائے حاجت روائی
۱۴۱	نماز برائے قضائے حاجات
۱۴۴	اعمال برائے آسیب زدہ
۱۴۵	ایضاً عمل آسیب زدہ برائے دفع جن از خانہ
"	برائے عقیمہ
۱۴۶	برائے اسقاط جنین

صفحہ	فوائد فصول
١٤٦	برائے دردزہ
١٤٧	برائے ازینکہ فرزند نرینہ تزاید
١٤٨	برائے ازینکہ فرزندش نزیدہ
"	برائے فرزند نرینہ
١٤٩	اعمال چشم زخم ڈائن
"	نشان سیاہی بر زنخدان اطفال
"	برائے دفع نظربد
١٥٣	برائے مسحور مریض مایوس العلاج
"	برائے گم شدہ
١٥٤	برائے شناختن دزد
١٥٥	برائے بردہ گریختہ
١٥٦	برائے حاجت روائی
"	طریقہ استخارہ
١٥٨	افسونہائے تپ
١٥٩	برائے دفع خنازیر ہندی کنٹھ مالا

صفحہ	فوائد فصول
١٥٩	برائے دفع سرخ بادہ
١٦٠	برائے دفع ضعف بصر
"	برائے دفع صرع
"	**فوائد فصل نویں کے**
"	درآداب عالم حقانی کہ در علم ظاہری وباطنی کامل باشد
١٧٩	**فوائد فصل دسویں کے**
"	درآداب بتذکیر و وعظ گوئی
١٩١	**فوائد فصل گیارھویں کے**
"	در ذکر سلاسل طریقت مصنف رح
١٩٩	سند سلسلہ قادریہ رح
٢٠١	سند سلسلۂ چشتیہ رح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَوۡلِیَآءِ اُمَّتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اَمَّا بَعۡدُ۔ عاجز بندہ گناہوں سے شرمندہ خرم علی عفاء اللہ عنہ خدمات اہل دین میں عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص احباب نے فرمائش کی کہ کتاب مستطاب قول الجمیل فی بیان سواء السبیل تصنیف عالم ربانی مرتاض حقانی عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اردو میں کرے تا زمانہ اخیر میں کہ روز بروز جہل کی ترقی ہے اہل دین حقیقت حال سے مطلع ہوں اور اصول طریقت اور شرائط اور احکام بیعت سے آگاہ ہوکر افراط و تفریط سے بچیں نہ مطلقاً بیعت کا انکار کریں نہ ہر نااہل سے بیعت کرلیں ہر چند مترجم بسبب کور باطنی اس کتاب عالی قدر کے ترجمہ کرنے کی کہ ذاکرین حق اور اولیائے طریقت کے اشغال میں ہے لیاقت نہیں رکھتا لیکن بفحوائے اُس حدیث صحیح کے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخاری اور مسلم میں ثابت ہے کہ ملائکہ ربانی اہلِ ذکر کو تلاش کرتے ہیں پھر جب ذاکرین کو پاتے ہیں تو اُن کو اپنے پروں سے اوّل آسمان[1] تک چھا لیتے ہیں پھر جب حق تعالیٰ فرشتوں کو شاہد کرکے

[1] یہ مختصر ہے حدیث دراز کا اس کے آگے یوں ہے کہ جب فرشتے جناب باری تعالیٰ میں جاتے ہیں تو پوچھتا ہے اُن سے پروردگار عالم حالانکہ وہ بہت جانتا ہے اُن سے کیا کہتے ہیں بندے میرے ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ ساتھ پاکی اور بڑائی کے یاد کرتے ہیں تجھ کو اور تعریف کرتے ہیں تیری یعنی سبحان اللہ اللہ اکبر الحمد للہ کہتے ہیں اور تمجید کرتے ہیں تیری یعنی لاحول پڑھتے ہیں۔ پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا دیکھا ہے اُنھوں نے مجھ کو عرض کرتے ہیں فرشتے کہ قسم ہے خدا کی نہیں دیکھا اُنھوں نے تجھ کو پس فرماتا ہے۔

(باقی صفحہ پر)

فرماتا ہے کہ میں نے اُن کو بخشا تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں تو فلانا بندہ گنہگار بھی ہے جوان کی راہ پر نہیں کسی کام کو آیا تھا سو وہاں بیٹھ گیا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اُس کو بھی بخشا وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس کا بیٹھ جانے والا شقی یعنی بے نصیب نہیں رہتا۔ ترجمہ اِس کتاب کا وسیلہ نجات کا سمجھا اور کیوں نہ ہو کہ حدیث مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ دستاویز قوی ہے انشاء اللہ تعالیٰ نظم

سیہ دل تبہ کار گو میں ہوں لیکن
فدائی ہوں اللہ کے عاشقوں کا

یہ امید رکھتا ہوں لطفِ ازل سے
کہ اِس دل میں پرتو پڑے صادقوں کا

اور کیا عجب ہے رحمت بے علت سبب انگیز سے کہ کوئی بندۂ خدا اہل دل اِس ترجمے کو دیکھ کر خوش ہو جاوے اور مترجم کے افلاس باطنی پر رحم کرے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اللہ تعالیٰ کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ مجھ کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ تجھکو تو ہوویں وہ بہت کرنے والے عبادت تیری اور بہت بیان کریں بزرگی تیری اور بہت کریں تسبیح تیری پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا مانگتے ہیں مجھ سے کہتے ہیں فرشتے کہ مانگتے ہیں تجھ سے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھی ہے اُنھوں نے بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب ہمارے نہیں دیکھی اُنھوں نے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اُس کو تو بہت ہوں اُس پر حرص کرنے والے اور بہت طلب کریں اُس کو اور بہت کریں اُس کی محبت۔ پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں عرض کرتے ہیں فرشتے کہ پناہ مانگتے ہیں وہ دوزخ سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا دیکھا ہے اُنھوں نے دوزخ کو کہتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب نہیں دیکھا اُنھوں نے اُس کو۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ اُس کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اُس کو تو بہت ہوں اُس سے بھاگنے والے اور بہت اُس سے ڈرنے والے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس گواہ کرتا ہوں میں تم کو تحقیق میں نے بخش دیئے گناہ اُن کے پس عرض کرتا ہے ایک اُن فرشتوں میں سے کہ فلانا شخص اُن میں تھا کہ نہیں تھا ذکر کرنے والوں میں سے سوائے اس کے نہیں کہ آیا تھا کسی کام کے لئے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ هم الجلساء لا یشقی جلیسهم یعنی ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں بدبخت ہوتا ہمنشین ان کا انتہیٰ یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب ذکر اللہ عزوجل میں بخاری سے نقل کی ہے ۔ ۱۲

اور توجہ فرماوے یا بعد موت مترجم کے دعائے مغفرت کرے۔ مصرع:
وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ[۱]۔ بالجملہ کتاب مذکور گیارہ فصل پر
مشتمل ہے فصل پہلی[۱] اور دوسری[۲] اقسام بیعت اور اُس کے احکام اور
شرائط میں فصل تیسری[۳] سالکین کی تربیت کی ترتیب میں فصل چوتھی[۴]
مشائخ قادریہ رح کے اشغال میں فصل پانچویں[۵] مشائخ چشتیہ کے اشغال
میں فصل چھٹی[۶] مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں فصل ساتویں[۷]
اُن کا اشغال یعنی تحصیل نسبت میں فصل آٹھویں[۸] عزائم اور اعمال
میں فصل نویں[۹] عالم ربانی کی شرائط اور چند نصائح میں فصل دسویں[۱۰]
وعظ گوئی اور وعظ کی شرائط اور آداب وغیرہ میں فصل گیارھویں[۱۱]
سلاسل طریقت کے اسناد میں اب معلوم کرنا چاہیئے کہ ترجمہ اس کتاب
میں بامحاورہ مقدم رکھا گو اصل کے تراجم الفاظ میں تقدیم اور تاخیر واقع
ہو اس واسطے کہ ترجمہ کرنے سے سہولت فہم مقصود ہے سو ترجمہ
تحت اللفظ میں حاصل نہیں اور جو حواشی مصنف قدس سرہٗ اور اُن کے
خلف الرشید علامۂ عصر مسند دہر مولانا شاہ عبد العزیز کے اِس کتاب پر
صحیح پائے مزید توضیح اور تکثیر فوائد کے واسطے اُن کا ترجمہ بھی ذیل کے
فوائد میں مندرج کر دیا جہاں کہیں مولانا کا لفظ آوے تو مولانا شاہ
عبد العزیز مراد ہوں گے اور اس کا شفاء العلیل ترجمۂ قول الجمیل نام

---

[۱] یعنی زمین کے لئے بزرگوں کے پیالے سے حصہ ہے کہ شربت وغیرہ پینے کے وقت کچھ پیالے میں سے زمین پر ڈال دیتے ہیں نظر کے دفع کے لئے یہ بحسب عرف کے کہا ہے حاصل یہ ہے کہ کیا تعجب ہے جو کبھی اُن کی برکات میں سے کچھ مل جاوے ۱۲

رکھا حق تعالیٰ اس ترجمے کو اپنے مزید کرم سے قبول فرمادے اور مترجم اور صاحب فرمایش اور مصحح اور ناشر اور سائر اہل دین کو اس کتاب کے برکات سے فائدہ مند کرے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ قُلُوْبَ بَنِیْٓ اٰدَمَ مُسْتَعِدَّۃً لِفَیَضَانِ الْاَنْوَارِ مُتَهَیِّئَۃً لِاِیْدَاعِ الْمَعَارِفِ وَالْاَسْرَارِ سب تعریف اللہ کو جس نے بنی آدم کے دلوں کو واسطے فیضان انوار کے مستعد بنایا اور تفویض معارف اور اسرار کے واسطے لائق ٹھہرایا وَ بَعَثَ الْاَنْبِیَآءَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارَ دَاعِیْنَ وَ هَادِیْنَ اِلٰی طُرُقِ اِکْتِسَابِهَا بِالطَّاعَاتِ وَ الْاَذْکَارِ اور بھیجا انبیائے برگزیدہ اخیار کو داعی اور ہادی بنا کر کہ معارف اور اسرار الٰہی کی تحصیل کی راہیں بتادیں عبادات اور اذکار سے ثُمَّ جَعَلَ لَهُمْ وَرَثَۃً یَقُوْمُوْنَ بِعِلْمِهِمْ وَ رُشْدِهِمْ مِنَ الْعُلَمَآءِ الرَّاسِخِیْنَ الْاَبْرَارِ پھر حق تعالیٰ نے انبیاء کے وارث ٹھہرائے یعنی علمائے مضبوط نیک کار جو اُن کے علم اور ارشاد کو بعد زمانہ انبیاء کے قرناً بعد قرن قائم رکھیں وَلَا تَزَالُ مِنْهُمْ طَآئِفَۃٌ قَائِمِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یُضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ اور ہمیشہ تا قیامت ان میں سے چند لوگ حق پر قائم رہیں گے ان کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے جو شریر ان کے معاند اور منکر ہوں گے۔ وَجَعَلَهُمْ سُرُجًا یَهْدِیْ

النَّاسَ بِهَا فِی ظُلُمَاتِ الطَّبِیْعَةِ اِلیٰ قُرْبِ الْجَبَّارِ اور حق تعالیٰ نے
وارثین انبیاء کو چراغ ہدایت بنایا جن سے طبیعت اور بشریت کی تاریکیوں
میں لوگ راہ پاتے ہیں خدا کے قرب کی طرف فَمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ
اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَهِیْدٌ فَقَدْ رَشَدَ وَلَہُ النَّعِیْمُ الْمُقِیْمُ
وَالْجَنَّاتُ وَالْاَنْھَارُ سو جس کا دل بیدار ہے اُس نے کلام حق کو سُنا
دھیان کر کے سو وہ راہ پا گیا اور اُس کے واسطے نعمت دائمی اور جنات
اور انہار ہیں وَمَنْ اَعْرَضَ وَتَوَلّٰی فَقَدْ غَوٰی وَھَوٰی وَلَہُ الْجَحِیْمُ
وَالْحَمِیْمُ وَمَا لَہٗ مِنَ النَّصَارِ اور جس نے اس ہدایت سے روگردانی اور سرکشی
کی سو راہ کو بھولا اور نیچے گر پڑا اور اُس کے لئے دوزخ اور پانی گرم ہے اور
کوئی اُس کا مددگار نہیں نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ
شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ
یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ
نَذِیْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ
تَسْلِیْمًا۔ ہم ستائش کرتے ہیں اللہ کی اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور
اُس سے مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنے
نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے جس کو اللہ
نے ہدایت کی اُس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اُس نے بہکایا اُس کا کوئی
راہ بتانے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ

کے جو اکیلا ہے اُس کا کوئی ساجھی نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے پیشوا اور سردار یعنی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا ساتھ حق کے بشیر اور نذیر[1] کر کے حق تعالیٰ اُن پر اپنی عمدہ رحمت نازل کرے اور اُن کی آل اور اصحاب پر اور برکت دے اور سلام بھیجے سلام بھیجنا۔

اَمَّا بَعْدُ فَیَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ الْفَقِیْرُ اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ وَلِیُّ اللّٰہِ ابْنُ الشَّیْخِ عَبْدُ الرَّحِیْمِ تَغَمَّدَہُمَا اللّٰہُ بِفَضْلِہِ الْجَسِیْمِ وَ جَعَلَ مَآلَہُمَا اِلَی النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ ھٰذِہٖ فُصُوْلٌ مُشْتَمِلَۃٌ عَلٰی اُصُوْلِ الطَّرِیْقَۃِ وَ مَا یَتَّصِلُ بِہَا مِمَّا اسْتَفَدْنَاہُ مِنْ مَّشَایِخِنَا النَّقْشْبَنْدِیَّۃِ وَ الْجِیْلَانِیَّۃِ وَ الْچِشْتِیَّۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وَسَمَّیْتُہَا بِالْقَوْلِ الْجَمِیْلِ فِیْ بَیَانِ سَوَآءِ السَّبِیْلِ

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے بندہ ضعیف محتاج اللہ کریم کی رحمت کا **ولی اللہ** بیٹا شیخ عبد الرحیم کا ان دونوں کو ڈھانپ لے اپنے فضل بڑے میں۔ اور ان دونوں کا ٹھکانا نعمت[2] دائمی کی طرف ٹھہراوے۔ یہ چند فصلیں مشتمل ہیں قواعد طریقت پر یعنی کلیات درویشی پر اور اس پر جو طریقت سے قریب اور مناسب ہے یعنی دعوات اور اعمال پر جس کو ہم نے اپنے نقشبندی اور قادری اور چشتی پیروں سے حاصل کیا ہے راضی ہو اللہ

---

[1] بشیر خوشخبری دینے والا مومنوں کو ساتھ جنت کے اور نذیر ڈر سنانے والے کافروں کو ساتھ دوزخ کے ۱۲۔ [2] کہ وہ جنت ہے اور نعمتیں اُس کی ۱۲

تعالیٰ اُن سے اور ان فصلوں کا قول الجمیل فی بیان سواء السبیل میں نے نام رکھا۔ اللہ مجھ کو کافی ہے اور بہتر کارساز ہے اور نہیں بچاؤ گناہ سے اور نہیں طاقت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بلند قدر ہے بڑائی والا۔

فصل پہلی

اس فصل میں مسنون ہونا بیعت کا مذکور ہے اگرچہ زمانہ رسالت میں بیعت کتنے ہی اُمور کے واسطے تھی اور اب ایک مقصد میں منحصر[ف] ہے اور یہ امر اصل غرض کو مضر نہیں قَالَ اللہُ تَعَالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ ط یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ حق تعالیٰ نے فرمایا مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کی مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب اُن کو اجر عظیم عنایت کرے گا وَاسْتَفَاضَ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یُبَایِعُوْنَہٗ تَارَۃً عَلَی الْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ وَتَارَۃً عَلٰی اِقَامَۃِ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ

[ف] اگر تامل کیجئے تو یہ بیعت بھی کتنے امور کے لئے اجمالاً ہوتی ہے اس لئے کہ پیر کے آگے توبہ گناہوں سے کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرع شریعت کے بجالاؤں گا پس یہ بھی مشتمل ہوئی کتنے امور پر یہاں پر جو بحسب رسم کے بیعت کرنے اور ارادہ اڑے رہنے کا گناہوں پر ہے تو وہ البتہ بے فائدہ ہے کہ ایک امر کے لئے بھی نہ ہوئی پس حضرت مصنف کی وہی مراد ہے کہ جو پہلے لکھی گئی ۱۲ اق

وَتَارَةً عَلَى الثَّبَاتِ وَالْقَرَارِ فِي مَعْرَكَةِ الْكُفَّارِ وَتَارَةً عَلَى التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ وَالِاجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ وَالْحِرْصِ عَلَى الطَّاعَاتِ كَمَا صَحَّ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَ نِسْوَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى اَنْ لَّا يَنُحْنَ اور احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگ بیعت کرتے تھے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکۂ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھی سنت نبوی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر وَرَوَی ابْنُ مَاجَةَ اَنَّهٗ بَايَعَ نَاسًا مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ عَلٰى اَنْ لَّا يَسْئَلُ النَّاسَ شَيْئًا فَكَانَ اَحَدُهُمْ يَسْقُطُ سَوْطُهٗ فَيَنْزِلُ عَنْ فَرَسِهٖ فَيَاْخُذُهٗ وَلَا يَسْئَلُ اَحَدًا۔ اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت کی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں سو ان میں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اس کا کوڑا گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا وَمِمَّا لَا شَكَّ فِيْهِ وَلَا شُبْهَةَ اَنَّهٗ اِذَا ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِعْلٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْعِبَادَةِ وَالِاهْتِمَامِ بِشَانِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يُنْزِلُ عَنْ كَوْنِهٖ سُنَّةً فِي الدِّيْنِ

اور جس میں کچھ شک اور شبہ نہیں وہ یہ ہے کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ برسبیل عادت تو وہ فعل سنّت دینی سے کمتر تو نہیں **ف** اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہ نہیں بَقِیَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ وَعَالِمًا بِمَا اَنْزَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِکْمَۃِ وَ مُعَلِّمًا لِلْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَمُزَکِّیًا لِلْاُمَّۃِ فَمَا فَعَلَہٗ عَلٰی جِہَۃِ الْخِلَافَۃِ کَانَ سُنَّۃً لِلْخُلَفَآءِ وَمَا فَعَلَہٗ عَلٰی جِہَۃِ کَوْنِہٖ مُعَلِّمًا لِلْکِتَابِ وَ الْحِکْمَۃِ وَمُزَکِّیًا لِلْاُمَّۃِ کَانَ سُنَّۃً لِلْعُلَمَآءِ الرّٰسِخِیْنَ - باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر قرآن اور حکمت کو اُتارا اور معلّم تھے قرآن اور حدیث کے اور اُمت کے پاک کرنے والے تھے سو جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بنا بر خلافت کے کیا وہ خلفاء کے واسطے سنّت ہو گیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب اور حکمت اور تزکیہ اُمت کے کیا وہ علمائے راسخین کے واسطے سنت ہوا **ف** علمائے راسخین سے وہ مراد ہیں جو علم ظاہر اور باطن کے جامع ہیں۔ فَلْنَبْحَثْ عَنِ الْبَیْعَۃِ مِنْ اَیِّ قِسْمٍ ہِیَ فَظَنَّ قَوْمٌ اَنَّہَا مَقْصُوْدَۃٌ عَلٰی قَبُوْلِہِ الْخِلَافَۃَ وَاَنَّ الَّذِیْ تَعْتَادُہُ الصُّوْفِیَّۃُ مِنْ مُبَایَعَۃِ الْمُتَصَوِّفِیْنَ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَھٰذَا ظَنٌّ فَاسِدٌ لِمَا ذَکَرْنَا مِنْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

كَانَ يُبَايِعُ تَارَةً عَلٰى اِقَامَةِ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ وَتَارَةً عَلَى التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ وَهٰذَا صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ شَاهِدًا عَلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْتَرَطَ عَلٰى جَرِيْرٍ عِنْدَ مُبَايَعَتِهٖ فَقَالَ وَالنُّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَاَنَّهٗ بَايَعَ قَوْمًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَاشْتَرَطَ اَنْ لَا يَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَيَقُوْلُوْا بِالْحَقِّ حَيْثُ كَانُوْا فَكَانَ اَحَدُهُمْ يُجَاهِرُ الْاُمَرَاءَ وَالْمُلُوْكَ بِالرَّدِّ وَالْاِنْكَارِ وَاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَ نِسْوَةً مِنَ الْاَنْصَارِ وَاشْتَرَطَ الْاِجْتِنَابَ عَنِ النَّوْحَةِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ التَّزْكِيَةِ وَالْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

تو ہم کو چاہئے کہ بیعت کی گفتگو کریں کہ وہ کون قسم میں سے ہے سو بعضے لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر ہے قبول خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیوں کی عادت ہے باہم اہلِ تصوّف سے بیعت لینے کی وہ شرعاً کچھ نہیں اور یہ گمان فاسد ہے بدلیل اُس کے جو ہم مذکور کر چکے کہ مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بیعت لیتے تھے اقامت ارکان اسلام پر اور گاہے تمسک بالسنۃ پر اور صحیح بخاری گواہی دے رہی ہے اس پر کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ پر شرط کی اُن کی بیعت کے وقت سو فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نہ ڈریں امر خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے اور حق ہی بات بولیں جہاں ہیں سو اُن میں سے بعضے لوگ اُمراء اور سلاطین پر کھل کر بلا خوف رد انکار

کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت کی
اور شرط کر لی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کریں۔ ان کے سوائے بہت امور
میں بیعت ثابت ہے اور وہ امور از قسم تزکیہ اور امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کی ہیں ف تو صاف ثابت ہو گیا کہ بیعت فقط قبول خلافت
پر منحصر نہیں۔ فَالحَقُّ اَنَّ البَیعَۃَ عَلٰی اَقسَامٍ مِنهَا بَیعَۃُ الخِلَافَۃِ
وَمِنهَا بَیعَۃُ التَّمَسُّکِ بِحَبلِ التَّقوٰی وَمِنهَا بَیعَۃُ الهِجرَۃِ وَ الجِهَادِ
وَمِنهَا بَیعَۃُ التَّوَثُّقِ فِی الجِهَادِ تو حق یہ ہے کہ بیعت چند قسم پر ہے بعضی
بیعت خلافت کی بعضی بیعت اسلام لانے کی اور بعضی بیعت تقویٰ کی رسّی پکڑنے کی اور
بعضی بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بعضی بیعت جہاد میں مضبوط رہنے کی۔ وَکَانَت
بَیعَۃُ الاِسلَامِ مَترُوکَۃً فِی زَمَنِ الخُلَفَاءِ اَمَّا فِی زَمَنِ الرَّاشِدِینَ
مِنهُم فَلِاَنَّ دُخُولَ النَّاسِ فِی الاِسلَامِ فِی اَیَّامِهِم کَانَ غَالِبًا
بِالقَهرِ وَالسَّیفِ لَا بِالتَّالِیفِ وَ اِظهَارِ البُرهَانِ وَلَا طَوعًا وَرَغبَۃً
وَاَمَّا فِی غَیرِهِم فَلِاَنَّهُم کَانُوا فِی الاَکثَرِ ظَلَمَۃً فَسَقَۃً لَا یَهتَمُّونَ
بِاِقَامَۃِ السُّنَنِ۔ اور مسلمان ہونے کی بیعت خلفاء کے زمانہ میں متروک تھی
خلفائے راشدین کے وقت میں بیعت اسلام تو اس واسطے متروک تھی
کہ داخل ہونا لوگوں کا اسلام میں اُن کے ایام میں اکثر بسبب شوکت اور
تلوار کے تھا نہ تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام پر اور نہ دخول
اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدین کے سوا اور
خلفاء کے وقت میں چنانچہ خلفائے مروانیہ اور عباسیہ کے وقت میں

اِس واسطے بیعت اسلام متروک تھی کہ اُن میں اکثر ظالم اور فاسق تھے اقامت سنن دین میں کوشش بلیغ نہ کرتے تھے۔ وَکَذٰلِکَ بَیْعَۃُ التَّمَسُّکِ بِحَبْلِ التَّقْوٰی کَانَتْ مَتْرُوْکَۃً اَمَّا فِیْ زَمَانِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ فَلِکَثْرَۃِ الصَّحَابَۃِ الَّذِیْنَ اسْتَنَارُوْا بِصُحْبَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَادَّبُوْا فِیْ حَضْرَتِہٖ فَکَانُوْا لَا یَحْتَاجُوْنَ اِلٰی بَیْعَۃِ الْخُلَفَاءِ وَاَمَّا فِیْ زَمَنِ غَیْرِھِمْ فَخَوْفًا مِّنْ اِفْتِرَاقِ الْکَلِمَۃِ وَاَنْ یُّظَنَّ بِھِمْ مُبَایَعَۃُ الْخِلَافَۃِ فَتَھِیْجُ الْفِتَنُ وَکَانَتِ الصُّوْفِیَّۃُ یَوْمَئِذٍ یُقِیْمُوْنَ الْخِرْقَۃَ مَقَامَ الْبَیْعَۃِ ثُمَّ لَمَّا انْدَرَسَ ھٰذَا الرَّسْمُ فِی الْخُلَفَاءِ انْتَھَزَ الصُّوْفِیَّۃُ الْفُرْصَۃَ وَتَمَسَّکُوْا بِسُنَّۃِ الْبَیْعَۃِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور اسی طرح تقویٰ کی رسّی تھامنے کی بیعت زمانہ خلفاء میں متروک ہو گئی تھی خلفائے راشدین کے زمانے میں تو بسبب کثرت اصحاب کے متروک تھی جو نورانی ہو چکی تھی بسبب صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور متادّب ہو گئی تھی آپ کے حضور میں تو اُن کو کچھ حاجت نہ تھی خلفاء کے بیعت کی تصفیہ باطن کے واسطے اور خلفاء کے سوا اور زمانے میں بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف سے کہ بیعت کرنے والوں کے ساتھ بیعت خلافت کا گمان کیا جاوے تو فساد اُٹھے بیعت مذکورہ متروک تھی اور اُس وقت میں اہلِ تصوّف خرقہ دینے کو قائم مقام بیعت کے کرتے تھے پھر بعد مدّت یہ رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین میں معدوم ہو گئی تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جان کر سنّت بیعت اختیار کی واللہ اعلم ف مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا تو حضرات صوفیہ بعد اندراس رسم بیعت کے جاری کرنے سے مصداق اس حدیث مرفوع کے ہوئے کہ جو سنّت مردہ کر

جلاوے تو اس کو اُس کا اجر ملے گا اور اُن لوگوں کا بھی اُس کو اجر ملے گا جو اُس سُنت پر چلیں۔

فصل دوسری

اس فصل میں سنیت بیعت اور اُس کی غایت اور منفعت اور اُس کی شرائط وغیرہ کا بیان ہے وَلَعَلَّكَ تَقُوْلُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْبَيْعَةِ مَا هِیَ وَاجِبَةٌ اَمْ سُنَّةٌ ثُمَّ مَا الْحِكْمَةُ فِیْ شَرْعِهَا ثُمَّ مَا شَرْطُ مَنْ يَّاْخُذُ الْبَيْعَةَ ثُمَّ مَا شَرْطُ الْمُبَايِعِ ثُمَّ مَا وَفَاءُ الْمُبَايِعِ وَمَا نَكْثُهٗ ثُمَّ هَلْ يَجُوْزُ تَكْرَارُ الْبَيْعَةِ مِنْ عَالِمٍ وَّاحِدٍ اَوْ عُلَمَاءَ كَثِيْرِيْنَ ثُمَّ مَا اللَّفْظُ الْمَاثُوْرُ عِنْدَ الْبَيْعَةِ شاید کہ اے مخاطب تو کہے گا کہ مجھ کو بیعت کا حکم بتائیے کہ کیا ہے واجب ہے یا سنت پھر بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت کیا ہے پھر بیعت لینے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے میں ایفائے بیعت کس کو کہتے ہیں۔ اور عہد شکنی کیا ہے پھر کیا جائز ہے مکرر کرنا بیعت کا ایک عالم یا علمائے کثیر سے یا جائز نہیں پھر کون الفاظ منقول ہیں سلف سے بیعت کے وقت فَاَقُوْلُ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الْاُوْلٰى فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَيْعَةَ سُنَّةٌ وَّلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ لِاَنَّ النَّاسَ بَايَعُوا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَرَّبُوْا بِهَا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ عَلٰى تَاْثِيْمِ تَارِكِهَا وَلَمْ يُنْكِرْ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ عَلٰى تَارِكِهَا كَانَ كَالْاِجْمَاعِ عَلٰى اَنَّهَا لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ سو میں کہتا ہوں ساتوں سوالات

مضمون الفاظ بیعت

کے جواب مفصلاً پہلے سوال کے جواب کو تو یوں سمجھ لے کہ بیعت سُنّت ہے واجب نہیں اس واسطے کہ اصحابؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اُس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ کیا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہو گیا اس پر کہ وہ واجب نہیں ف اور اگر بیعت تقویٰ کی واجب ہوتی تو بالضرور اُس کے تارک پر انکار وارد ہوتے تو معلوم ہو گیا کہ بیعت سنّت ہے اس واسطے کہ حقیقت سنّت یہی ہے کہ فعل مسنون بلا دلیل وجوب تقرب الی اللہ کا موجب ہو وَ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّانِیَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَجْرٰی سُنَّتَہٗ اَنْ یَّضْبِطَ الْاُمُوْرَ الْخَفِیَّةَ الْمُضْمَرَۃَ فِی النُّفُوْسِ بِاَفْعَالٍ وَّاَقْوَالٍ ظَاهِرَۃٍ وَّیَنْصِبَهَا مَقَامَهَا کَمَا اَنَّ التَّصْدِیْقَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ خَفِیٌّ فَاُقِیْمَ الْاِقْرَارُ مَقَامَهٗ وَکَمَا اَنَّ رِضَی الْمُتَعَاقِدَیْنِ بِبَذْلِ الثَّمَنِ وَالْمَبِیْعِ اَمْرٌ خَفِیٌّ مُضْمَرٌ فَاُقِیْمَ الْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ مَقَامَهٗ۔ اور سوال ثانی کا جواب یوں معلوم کر کہ سُنت اللہ یوں جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں اُن کا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہو اور اقوال قائم مقام ہوں امور قلبیہ کے چنانچہ تصدیق اللہ اور اُس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو اقرار ایمان[۱] کا

[۱] اور اسی اقرار پر احکام ایمان کے دائر ہو گئے چنانچہ حفظ جان اور مال اور وجوب نصرت دین ۱۲

جواب سوال اوّل

فصل سنیت بیعت

جواب سوال دوم

بجائے تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا گیا - اور چنانچہ رضامندی بائع اور مشتری
کی قیمت اور مبیع کے دینے میں امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب[1] اور قبول
کو قائم مقام رضائے مخفی کے کر دیا - فَکَذٰلِکَ التَّوْبَۃُ وَ الْعَزِیْمَۃُ
عَلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ وَ التَّمَسُّکُ بِحَبْلِ التَّقْوٰی خَفِیٌّ مُّضْمَرٌ فَاُقِیْمَتِ
الْبَیْعَۃُ مَقَامَھَا - سو اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقوی کی
رسی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت[2] کو اُس کے قائم مقام کر دیا
وَ اَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الثَّالِثَۃُ فَشَرْطُ مَنْ یَّاْخُذُ الْبَیْعَۃَ اُمُوْرٌ اَحَدُھَا
عِلْمُ الْکِتَابِ وَ السُّنَّۃِ وَ لَآ اُرِیْدُ الْمَرْتَبَۃَ الْقُصْوٰی بَلْ یَکْفِیْ مِنْ
عِلْمِ الْکِتَابِ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ ضَبَطَ تَفْسِیْرَ الْمَدَارِکِ اَوِ الْجَلَالَیْنِ
اَوْ غَیْرَھُمَا وَ حَقَّقَہٗ عَلٰی عَالِمٍ وَ عَرَفَ مَعَانِیَہٗ وَ تَفْسِیْرَ
الْغَرِیْبِ وَ اَسْبَابَ النُّزُوْلِ وَ الْاِعْرَابَ وَ الْقَصَصَ وَ مَا یَتَّصِلُ
بِذٰلِکَ اور مسئلہ ثالث کا جواب یہ ہے کہ بیعت لینے والے میں یعنی پیر اور مرشد میں
چند امور شرط ہیں شرط اوّل علم قرآن اور حدیث کا اور میری یہ مراد نہیں کہ
پلے سرے کا مرتبہ علم کا مشروط ہے بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے
کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا سوا اُن کے مانند تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کے
محفوظ کر چکا ہو اور کسی عالم سے اُس کو تحقیق کر لیا ہو اور اُس کے معنی اور ترجمہ
لغات مشکلہ کو اور شان نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اُس کے

شرائط مرشد شرط اوّل

جواب سوال سوم

[1] اور اسی ایجاب اور قبول پر احکام بیع کے دائر ہوئے یعنی قیمت اور بیع میں تصرف کرنا اور ہبہ اور وراثت وغیر ذالک ۱۲

[2] اور اسی پر احکام دائر ہوئے یعنی وجوب ایفا کے عہد شکنی وغیر ذالک ۱۲

قریب ہے اُس کو جان چکا ہو ف یعنی دو مختلف چیزوں میں تطبیق دینا
اور معرفت ناسخ اور منسوخ اور احکام مستنبطۂ قرآنی کی وَمِنَ السُّنَّةِ
اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ ضَبَطَ وَحَقَّقَ مِثْلَ کِتَابِ الْمَصَابِیْحِ وَعَرَفَ مَعَانِیَهٗ
وَشَرْحَ غَرِیْبِهٖ وَاِعْرَابَ مُشْکِلِهٖ وَتَاوِیْلَ مُعْضَلِهٖ عَلٰی رَاْیِ
الْفُقَهَاءِ اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو
مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اُس کے معانی دریافت کر چکا ہو
اور اُس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل
اور تاویل معضل کے برابر رائے فقہائے دین کی معلوم کر چکا ہو۔ ف
مُشْکِلْ اور مُعْضَلْ میں فرق یہ ہے مشکل اُس دشوار لفظ کو کہتے ہیں جو
باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی کے صعب ہو اور معضل وہ ہے جس کے
معنے مشتبہ ہوں اور ایک معنے کی تعیین نہ ہو سکے یا دوسری حدیث
اُس کے معارض اور مخالف ہو فرمایا ابن مصنّف یعنی مولانا شاہ
عبد العزیز دہلوی رح نے کہ اِسی طرح میں نے مُصنّف قدس سرہٗ سے سُنا مترجم
کہتا ہے مصنّف نے لفظ محتمل المعنے اور احادیث متعارضہ میں اتباع مذاہب
فقہاء کے اِس واسطے تصریح کی کہ چاروں اماموں کی مخالفت میں ضلالت
صریح ہے یعنی اُس نے ترک اجماع کیا۔ وَلَا یُکَلَّفُ بِحِفْظِ الْقُرْاٰنِ
وَلَا الْفَحْصِ عَنْ حَالِ الْاَسَانِیْدِ اَلَا تَرٰی اَنَّ التَّابِعِیْنَ وَاَتْبَاعَهُمْ
کَانُوْا یَاْخُذُوْنَ بِالْمُنْقَطِعِ وَالْمُرْسَلِ اِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ حُصُوْلُ
الظَّنِّ بِبُلُوْغِ الْخَبَرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اور بیعت لینے والا مکلف نہیں علم قرآن میں اختلافات قرأت کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں حال اسانید کے تجسس کا کیا تو نہیں جانتا کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث منقطع اور مرسل کو لیتے تھے یہ مقصود تو حصول ظن ہے ساتھ پہنچ جانے حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سو اتنی بات تو کتب معتمدہ حدیث میں تفحص رواۃ پر منحصر نہیں اگرچہ تحقیق فن حدیث میں بدون علم رجال کے حاصل نہیں

ف منقطع وہ حدیث ہے جس کا راوی اول سند میں مذکور نہ ہو اور مرسل وہ ہے جو آخر سند میں راوی مذکور نہ ہو چنانچہ تابعی حدیث کو بدون ذکر صحابی کے مذکور کرے چونکہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ مشہور و بالخیر تھا اور وسائط سند قلیل ہوتے تھے تو انقطاع سے بھی حصول ظن بلوغ خبر متصور تھا بخلاف غیر تابعین اور تبع تابعین کے کہ اُن کو یہ دولت قریبہ خدا داد کہاں حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیری مریدی کے واسطے اتنا علم بھی قرآن اور حدیث کا کافی ہے لیکن عمل بالحدیث اور استنباط احکام کے واسطے کو بہت سا کچھ درکار ہے۔ وَلَا بِعِلْمِ الْاُصُوْلِ وَالْکَلَامِ وَجُزْئِیَّاتِ الْفِقْہِ وَالْفَتَاوٰی اور بیعت لینے والا علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور جزئیات فقہ اور احکام حوادث کے یاد رکھنے کا مکلف نہیں **ف** مولانا عبد العزیز قدس سرہ نے حاشیے میں فرمایا کہ جزئیات فقہ سے مقابل کلیات مراد نہیں بلکہ صور مفروضہ مراد ہیں جن کی طرف کمتر حاجت ہوتی ہے

مترجم کہتا ہے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جزئیات فقہ جو کثیر الوجود اور کثیر الحاجت ہیں اُن کا حفظ مشروط ہے وَ اِنَّمَا شَرَطْنَا الْعِلْمَ لِاَنَّ الْغَرَضَ مِنَ الْبَيْعَةِ اَمْرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهْيُهٗ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اِرْشَادُهٗ اِلٰى تَحْصِيْلِ السَّكِيْنَةِ الْبَاطِنَةِ وَاِزَالَةِ الرَّذَائِلِ وَ اِكْتِسَابِ الْحَمَائِدِ ثُمَّ امْتِثَالِ الْمُسْتَرْشِدِ بِهٖ فِيْ كُلِّ ذٰلِكَ فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عَالِمًا كَيْفَ يُتَصَوَّرُ مِنْهُ هٰذَا اور عالم ہونا مرشد کا تو ہم نے فقط اتنے واسطے شرط کیا ہے کہ غرض بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشروعات کا اور روکنا اُس کو خلاف شرع سے اور اُس کی رہنمائی طرف تسکین باطنی کے اور دور کرنا بدخوؤں کا اور حاصل کرنا صفات حمیدہ کا پھر مرید کا عمل میں لانا اُس کو جمیع امور مذکورہ میں سو جو شخص عالم اور واقف ان امور سے نہ ہوگا اُس سے یہ کیونکر متصور ہوگا ف مترجم کہتا ہے سبحان اللہ کیا معاملہ بالعکس ہوگیا ہے فقرائے جہّال کو اس وقت میں یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مریدی میں علم کا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ علم درویشی کو مضر ہے اس واسطے کہ شریعت کچھ اور ہے اور طریقت کچھ اور حالانکہ صوفیانِ قدیم کے کتب اور ملفوظات میں مثل قوت القلوب اور عوارف اور احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اور فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت عبد القادر جیلانی میں صاف مصرح ہے کہ علم شریعت شرط ہے طریقت اور تصوف[1] کی یہ بھی جہالت کی شامت ہے کہ جن مرشدوں کا نام صبح و شام مثل

[1] کتاب طریق محمدی میں لکھا ہے کہ سردار جماعت صوفیہ کرام اور امام ارباب طریقت کے حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے نہ یاد کیا قرآن اور نہ لکھی حدیث نہ پیروی کی جاوے اس کی اس امر تصوف میں اس لئے کہ علم ہمارا اور یہ مذہب ہمارا مقید ہے ساتھ کتاب و سنت کے اور یہ بھی اُن ہی کا قول ہے کل طریقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ یعنی جس طریقت کو رد کرے شریعت پس وہ نپٹ کفر ہے اور فرمایا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف اسم ہے تین چیزوں کا ایک تو یہ کہ نہ بجھاوے نور معرفت اُس کا نور ورع اُس کے کو اور دوسرے یہ کہ نہ کلام کرے ساتھ علم باطن کے اس طرح کا کہ نقض کرے اُس کو ظاہر کتاب اللہ اور تیسرے یہ کہ نہ باعث ہو اُس کو کرامت اوپر ہتک حرمت محارم اللہ تعالیٰ کے انتہی اور بہت سے اقوال بزرگان دین مثل ان ہی کے منقول ہیں چنانچہ جامع التفاسیر کے صد۱۱ پر بہ تفصیل لکھے گئے ہیں جو چاہے اُس میں دیکھ لے ۱۲- ق

قرآن اور درود کے ذکر کیا کرتے ہیں اُن کے کلام سے بھی غافل ہیں کہ وہ کیا فرما گئے ہیں وَقَدِ اتَّفَقَ کَلِمَةُ الْمَشَائِخِ عَلٰی اَنْ لَّا یَتَکَلَّمَ عَلَی النَّاسِ اِلَّا مَنْ کَتَبَ الْحَدِیْثَ وَقَرَءَ الْقُرْاٰنَ اور متفق ہے مشائخ کا قول اس پر کہ وعظ نہ کرے لوگوں کو مگر وہ شخص جس نے کتابت حدیث کی ہو یعنی روایت کی ہو اُستاد سے اور جس نے قرآن کو پڑھا ہو۔ اَللّٰھُمَّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ صَحِبَ الْعُلَمَاءَ الْاَتْقِیَاءَ دَھْرًا طَوِیْلًا وَّ تَاَدَّبَ عَلَیْھِمْ وَکَانَ مُتَفَحِّصًا عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِہٖ نَعَسٰی اَنْ یَّکْفِیَہٗ ذٰلِکَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کچھ نہیں بنتی بارِ خدایا مگر یہ کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی علماء کی بہت مدت تک صحبت کی ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو اور حلال اور حرام کا متفحص ہو اور کثیر الوقوف ہو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک۔ یعنی قرآن اور حدیث سُن کر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب اور سنت کے موافق کر لیتا ہو تو اُمید ہے کہ اس قدر معلومات بھی اُس کو کفایت کرے در صورت عدم علم واللہ اعلم وَالشَّرْطُ الثَّانِیْ الْعَدَالَةُ وَالتَّقْوٰی فَیَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ مُجْتَنِبًا عَنِ الْکَبَائِرِ غَیْرَ مُصِرٍّ عَلَی الصَّغَائِرِ اور بیعت لینے والے کی دوسری شرط عدالت اور تقویٰ ہے تو واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اڑ نہ جاتا ہو **ف** مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیے میں فرمایا کہ تقویٰ مرشد کا اس واسطے مشروط ہوا کہ بیعت مشروع ہوئی ہے واسطے صفائی باطن کے اور انسان مجبول ہے اپنے بنی نوع کی اقتدائے افعال پر

دوسری شرط

اور صفائی باطن میں فقط قول بدون عمل کے کفایت نہیں کرتا سو جو مرشد کہ
اعمال خیر سے متصف نہ ہو فقط زبانی تقریروں پر کفایت کرتا ہو وہ شخص حکمت
بیعت کا برہم زن ہے وَالشَّرْطُ الثَّالِثُ اَنْ یَّكُوْنَ زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا
فِي الْاٰخِرَةِ مُوَاظِبًا عَلَى الطَّاعَاتِ الْمُؤَكَّدَةِ وَالْاَذْكَارِ الْمَاْثُوْرَةِ الْمَذْكُوْرَةِ
فِي صِحَاحِ الْاَحَادِيْثِ مُوَاظِبًا عَلٰى تَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَكَانَ
يَادْدَاشْت لَهٗ مَلَكَةً رَاسِخَةً - اور تیسری شرط بیعت لینے کی یہ ہے کہ
دُنیا کا تارک ہو اور آخرت کا راغب ہو محافظ ہو طاعات مؤکدہ اور اذکار
منقولہ کا جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں مدام تعلق دل کا اللہ پاک سے
رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق کامل اُس کو حاصل ہو مترجم کہتا ہے یادداشت
کی حقیقت آگے مذکور ہوگی وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ یَّكُوْنَ اٰمِرًا
بِالْمَعْرُوْفِ نَاهِيًا عَنِ الْمُنْكَرِ مُسْتَبِدًّا بِرَاْيِهٖ لَا اِمَّعَةً لَيْسَ لَهٗ
رَاْيٌ وَّلَا اٰمِرٌ ذَا مُرُوَّةٍ وَّعَقْلٍ تَامٍّ لِيُعْتَمَدَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ
مَا يَاْمُرُ بِهٖ وَيَنْهٰى عَنْهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ
الشُّهَدَاۤءِ فَمَا ظَنُّكَ لِصَاحِبِ الْبَيْعَةِ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت
لینے والا امر کرتا ہو مشروع کا اور خلاف شرع سے روکتا جو مستقل ہو
اپنی رائے پر نہ کہ مرد ہر جائی ہر دم خیالی جس کو نہ رائے ہو نہ امر مروت
والا اور صاحب عقل کامل کا ہو تاکہ اُس پر اعتماد کیا جاوے
اُس کے بتائے اور روکے ہوئے فعل پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ
گواہی اُن کی مقبول ہے جن گواہوں کو تم پسند کرو سو کیا تیرا گمان ہے

صاحب بیعت کے ساتھ یعنی جب شاہدوں میں عدالت شرط ہوئی تو بیعت
لینے والے مرشد میں بطریق اولیٰ عدالت اور تقویٰ شرط ہوگا۔ ف
مولانا نے فرمایا یہ مراد نہیں کہ امر بالمعروف اور مستقل الرائے وغیرہ
ہونا قبول شہادت کی شرط ہے تاکہ اعتراض وارد ہو کہ یہ امور شہادت
میں شرط نہیں تو چاہئے کہ صاحب بیعت میں بھی شرط نہ ہو بلکہ حاصل
استدلال آیت قرآنی کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قبول شہادت کو اہل اسلام کی
رضا اور اختیار پر مفوض کیا اور چونکہ رضا امر مخفی ہے لہٰذا اُس کی تعیین
علامات ظاہرہ سے ہوتی مثل اجتناب عن الکبائر وغیرہ تو اخذ بیعت کی
بھی تفویض اہل اسلام کے رضا پر ہو کر تعیین اس کی علامات ظاہرہ مذکورہ
سے ہوگی تو امور مذکورہ کا مشروط ہونا مرشد میں بطریق اولیٰ ہوگا۔
وَالشَّرْطُ الْخَامِسُ اَنْ يَّكُوْنَ صَحِبَ الْمَشَائِخَ وَتَاَدَّبَ بِهِمْ دَهْرًا
طَوِيْلًا وَاَخَذَ مِنْهُمُ النُّوْرَ الْبَاطِنَ وَالسَّكِيْنَةَ وَهٰذَا لِاَنَّ
سُنَّةَ اللهِ جَرَتْ بِاَنَّ الرَّجُلَ لَا يُفْلِحُ اِلَّا اِذَا رَأَى الْمُفْلِحِيْنَ
كَمَا اَنَّ الرَّجُلَ لَا يَتَعَلَّمُ اِلَّا بِصُحْبَةِ الْعُلَمَاءِ وَعَلٰى هٰذَا
الْقِيَاسِ غَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الصِّنَاعَاتِ اور پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت
لینے والا مرشدان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور اُن سے ادب سیکھا ہو۔
زمانہ دراز تک اور اُن سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو اور یہ یعنی
صحبت کاملین اس واسطے مشروط ہوئی کہ عادت الٰہی یوں جاری ہوئی ہے کہ مراد نہیں
ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے جیسے انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا

مگر علماء کی صحبت سے اور اسی قیاس پر ہیں اور پیشے یعنی جیسے آہنگری بدون صحبت
آہنگر یا نجاری بدون صحبت نجار کے نہیں آتی ف مولانا نے فرمایا کہ
جریان سنت اللہ کا بھید یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے
کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا بدون ابنائے جنس کی مشارکت
اور معاونت کے بخلاف اور حیوانات کے کہ اُن کے کمالات پیدائشی ہیں
اور کسبی نہایت کمتر ہیں۔ چنانچہ تیرنا حیوانات میں پیدائشی کمال ہے
اور انسان کو بدون سیکھے نہیں آتا۔ وَلَا یُشْتَرَطُ فِیْ ذٰلِکَ ظُهُوْرُ
الْکَرَامَاتِ وَالْخَوَارِقِ وَلَا تَرْکُ الْاِکْتِسَابِ لِاَنَّ الْاَوَّلَ ثَمْرَۃُ
الْمُجَاهَدَاتِ لَا شَرْطُ الْکَمَالِ وَالثَّانِیْ مُخَالِفٌ لِلشَّرْعِ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا
فَعَلَهُ الْمَغْلُوْبُوْنَ فِیْ اَحْوَالِهِمْ اِنَّمَا الْمَاْثُوْرُ الْقَنَاعَۃُ بِالْقَلِیْلِ وَالْوَرَعُ
مِنَ الشُّبُهَاتِ اور شرط نہیں اس میں یعنی بیعت لینے میں ظہور کرامات اور
خوارق عادات کا اور نہ ترک پیشہ وری کا اس واسطے کہ ظہور کرامات
اور خوارق عادات ثمرہ ہے مجاہدات اور ریاضت کشی کا نہ شرط کمال کے
اور ترک اکتساب مخالف شرع ہے اور دھوکہ نہ کھاؤ اُس سے جو درویش
مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے
کسب حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اُن کے فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک
کسب پر منقول تو یہی ہے کہ تھوڑے پر قناعت کرنا اور شبہات سے
پرہیز کرنا یعنی مال مشتبہ اور پیشۂ مکر اور مشتبہ سے بچنا ضرور ہے ف
مولانا نے فرمایا اور یہی شرط ارشاد نہیں کہ کمال ترہّب اختیار کرے

یعنی عبادات شاقہ کا اپنے اوپر لازم کرنا چنانچہ صوم دہر اور تمام رات جاگنا اور گوشہ گیری نساء سے کرنا اور طعام لذیذ کا نہ کھانا اور جنگل یا پہاڑوں پر رہنا چنانچہ ہمارے وقت کے عوام اس کو شرط کمال کی جانتے ہیں اس واسطے کہ یہ امور تشدد فی الدین اور تشدید علی النفس میں داخل ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت نہ پکڑو اپنی جانوں کو تو اللہ تم کو سخت پکڑے گا اور فرمایا کہ رہبانیت اسلام میں جائز نہیں وَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الرَّابِعَۃُ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ یَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُبَایِعُ بَالِغًا عَاقِلًا رَاغِبًا وَقَدْ جَآءَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ عُرِضَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَبِیٌّ لِیُبَایِعَہٗ فَمَسَحَ عَلٰی رَاْسِہٖ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَلَمْ یُبَایِعْ - اور سوال چوتھے کا جواب یوں جان کہ واجب ہے یہ کہ بیعت کرنے والا جوان ہوشیار رغبت والا ہو اور مقرر حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا گیا تاکہ آپ سے بیعت کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُس کے واسطے برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی ف مولانا نے فرمایا بالغ اور عاقل ہونا بیعت کے واسطے اس واسطے مشروط ہے کہ نابالغ اور مجنون خود ایمان کا مکلف نہیں تو تقویٰ اور اجتہاد فی الطاعات کا اُس کے حق میں کیا مذکور ہے وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ یُّجَوِّزُ بَیْعَۃَ الصِّغَارِ تَبَرُّکًا وَتَفَؤُّلًا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور بعضے مشائخ لڑکوں کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں بنا بر برکت اور نیک فالی کے واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ شاید تجویز بدلیل صحیح مسلم کی حدیث کے ہے کہ حضرت زبیرؓ اپنے بیٹے عبداللہؓ

سوال چہارم شرائط بیعت

حکم صغار

کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے سو رسولِ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے پھر اُن سے
بیعت لی وَ اَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الْخَامِسَۃُ فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَیْعَۃَ الْمُتَوَارِثَۃَ
بَیْنَ الصُّوْفِیَّۃِ عَلٰی وُجُوْہٍ اَحَدُھَا بَیْعَۃُ التَّوْبَۃِ مِنَ الْمَعَاصِیْ
وَالثَّانِیْ بَیْعَۃُ التَّبَرُّکِ فِیْ سِلْسِلَۃِ الصَّالِحِیْنَ بِمَنْزِلَۃِ سِلْسِلَۃِ
اَسْنَادِ الْحَدِیْثِ فَاِنَّ فِیْھَا بَرَکَۃً وَالثَّالِثُ بَیْعَۃُ تَاْکِیْدِ الْعَزِیْمَۃِ
عَلَی التَّجَرُّدِ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَتَرْکِ مَانَھٰی عَنْہُ ظَاھِرًا وَّ بَاطِنًا وَّ تَعْلِیْقِ
الْقَلْبِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَھُوَ الْاَصْلُ اور سوال پانچویں کا جواب یوں جان کہ
جو بیعت کہ صوفیوں میں متوارث ہے وہ کئی طریق پر ہے پہلا طریقہ بیعت توبہ
ہے معاصی سے اور دوسرے طریقہ پر بیعت تبرک ہے یعنی بقصد برکت
صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث ہے کہ اس میں
البتہ برکت ہے اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے
خلوص امر الہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور تعلیق دل کی
اللہ جل شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے وَ اَمَّا الْاَوَّلَانِ فَالْوَفَاءُ
بِالْبَیْعَۃِ فِیْھِمَا تَرْکُ الْکَبَائِرِ وَعَدَمُ الْاِصْرَارِ عَلَی الصَّغَائِرِ
وَالتَّمَسُّکُ بِالطَّاعَاتِ الْمَذْکُوْرَۃِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالسُّنَنِ
الرَّوَاتِبِ وَالنَّکْثُ بِالْاِخْلَالِ فِیْ مَا ذُکِرَ نَا ۔ اور پہلے دونوں قسم
کے طریقوں میں بیعت کا پورا کرنا عبارت ہے ترک کبائر سے اور نہ
اڑ جانا صغائر پر اور طاعات مذکورہ کو اختیار کرنا از قسم

جواب سوال پنجم

اقسام بیعت صوفیہ

قسم اول و دوم

واجبات اور مؤکدہ سنتوں کی اور عہد شکنی عبارت ہے خلل ڈالنے سے اُس میں جن کو ہم نے مذکور کیا یعنی ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر اور طاعات پر مستعد نہ ہونا بیعت شکنی ہے۔ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَالْوَفَاءُ الْبَقَاءُ عَلٰی هٰذِهِ الْهِجْرَةِ وَالْمُجَاهَدَةِ حَتّٰی یَکُوْنَ مُتَنَوِّرًا بِنُوْرِ السَّکِیْنَةِ وَیَصِیْرُ ذٰلِكَ دَیْدَنًا لَّهٗ وَخُلُقًا وَّجِبِلَّةً فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَدْ یُرَخَّصُ فِیْ مَآ اَبَاحَهُ الشَّرْعُ مِنَ اللَّذَّاتِ وَالْاِشْتِغَالِ بِبَعْضِ مَا یُحْتَاجُ اِلٰی طُوْلِ التَّعَهُّدِ کَالتَّدْرِیْسِ وَالْقَضَآءِ وَالنَّکْثُ بِالْاِخْلَالِ فِیْ ذٰلِكَ اور تیسرے طریقے میں پورا کرنا بیعت کا عبارت ہے مدام ثابت رہنے سے اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہاں تک کہ روشن ہو جاوے اطمینان کے نور سے اور یہ اُس کی عادت اور خو اور جبلی ہو جاوے بلاتکلف تو اس حالت کے نزدیک گاہے اُس کو اجازت دی جاتی ہے اُس میں جس کو شرع نے مباح کیا ہے از قسم لذات کے اور مشغول ہونے کے بعضے اُن کاموں میں جن میں طول مدت کی طرف حاجت ہو جاتی ہے جیسے درس کرنا علوم دینی کا اور قضا اور بیعت شکنی عبارت ہے اُس کی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل کے وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ السَّادِسَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ تَکْرَارَ الْبَیْعَةِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاثُوْرٌ وَّکَذٰلِكَ عَنِ الصُّوْفِیَّةِ اَمَّا مِنَ الشَّخْصَیْنِ فَاِنْ کَانَ بِظُهُوْرِ خَلَلٍ فِیْ مَنْ بَایَعَهٗ فَلَا بَاْسَ وَکَذٰلِكَ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَوْ غَیْبَتِهِ الْمُنْقَطِعَةِ وَاَمَّا بِلَا عُذْرٍ فَاِنَّهٗ یُشْبِهُ الْمُتَلَاعِبَ وَیَذْهَبُ بِالْبَرَکَةِ وَیَصْرِفُ قُلُوْبَ الشُّیُوْخِ عَنْ تَعَهُّدِهٖ

مسئلہ سوم | تیسرے فرق کا بیان ارقضا و تدریس | جواب سوال ششم

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور چھٹے سوال کے جواب میں معلوم کر کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سو اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اُس پیر میں جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اُس کی موت کے بعد یا اُس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اُس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اُس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے واللہ اعلم یعنی اُس کو ہرجائی اور ہر دم خیالی سمجھ کر اُس پر التفات نہیں فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ السَّابِعَۃُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللَّفْظَ الْمَاثُوْرَ عَنِ السَّلَفِ عِنْدَ الْبَیْعَۃِ اَنْ یَّخْطُبَ الشَّیْخُ الْخُطْبَۃَ الْمَسْنُوْنَۃَ اور ساتویں سوال کا جواب معلوم کر کہ لفظ منقول سلف سے بیعت کے وقت یہ ہے کہ مرشد خطبۂ مسنونہ پڑھے۔ وَھِیَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ۔ اور خطبۂ مسنونہ یہ ہے یعنی الحمد للہ سے آخر تک ترجمہ اس کا یہ ہے سب تعریف اللہ کو ہم اُس کی حمد کرتے ہیں اور اُس سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت اُس سے چاہتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اللہ کی اپنے نفوس کی بدیوں سے

ف حصن حصین میں بعد اِلَّا اللّٰہُ کے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ بھی ہے ۱۲

اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اُس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اُس نے بہکایا اُس کو کوئی راہ بتانے والا نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں اُس کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور اس کی کہ محمدؐ بندے ہیں اللہ کے اور اُس کے رسول رحمت بھیجے اللہ اُن پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے اصحاب پر اور برکت کرے اور سلامتی عنایت فرماوے۔ ثُمَّ یُلَقِّنُہُ الْاِیْمَانَ الْاِجْمَالِیَّ فَیَقُوْلُ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ عَلٰی مُرَادِ اللّٰہِ وَاٰمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی مُرَادِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّأْتُ مِنْ جَمِیْعِ الْاَدْیَانِ وَجَمِیْعِ الْعِصْیَانِ وَاَسْلَمْتُ الْاٰنَ وَاَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ پھر بعد خطبہ مذکور کے مرشد مرید کو ایمان اجمالی تلقین کرے سو یوں کہے کہ کہہ ایمان لایا میں اللہ پر اور جو اللہ کے نزدیک سے آیا اللہ کی مراد پر اور ایمان لایا میں رسول اللہؐ پر اور جو رسول اللہؐ کے نزدیک سے آیا رسول اللہؐ کی مراد پر صلی اللہ علیہ وسلم اور بیزار ہوا میں سب دینوں سے سوائے اسلام کے اور بیزار ہوا سب گناہوں سے اور میں اب اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہوں میں کہ گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کا بندہ ہے اور اُس کا رسول ثُمَّ یَقُوْلُ قُلْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ خُلَفَآئِہٖ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَصَوْمِ

رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَیْتِ اِنِ اسْتَطَعْتُ اِلَیْہِ سَبِیْلًا پھر مرشد کہے مرید سے کہ میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے خلفا کے واسطے سے پانچ امر پر اس کی گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور مقرر محمد رسول ہے اللہ کا اور نماز[1] کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور رمضان کے صوم پر اور بیت اللہ کے حج پر اگر مجھکو استطاعت ہوگی اُس کی راہ کی **ف** استطاعت سبیل سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔ ثُمَّ یَقُوْلُ قُلْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ خُلَفَائِہٖ عَلٰی اَنْ لَّآ اُشْرِکَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَآ اَسْرِقَ وَلَآ اَزْنِیْ وَلَآ اَقْتُلَ وَلَآ اٰتِیَ بِبُہْتَانٍ اَفْتَرِیْہِ بَیْنَ یَدَیَّ وَرِجْلَیَّ وَلَآ اَعْصِیَہٗ فِیْ مَعْرُوْفٍ پھر مرشد مرید سے کہے کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بواسطہ خلفائے حضرت کے اس پر کہ شریک نہ کروں گا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور چوری نہ کروں گا اور زنا نہ کروں گا اور قتل نہ کروں گا اور بہتان کو نہ لاؤں گا اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے درمیان[1] سے اُس کو افترا کرکے اور نافرمانی رسول کریم کی نہ کروں گا امر مشروع میں **ف** اس مضمون کی بیعت قرآن مجید میں منصوص ہے۔ ثُمَّ یَتْلُو الشَّیْخُ ہَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ[2] وَجَاہِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ط وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ پھر مرشد ان دو آیتوں کو پڑھے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ سے آخر تک یعنی

[1] یہ کنایہ ہے نفس سے یعنی اپنے جی سے بہتان کسی پر نہ بناؤں گا ۱۲ [2] قولہ الوسیلۃ ما یتوسلون بہ الی ثوابہ والزلفی منہ من فعل الطاعات وترک المعاصی من وسل لی کذا اذا تقرب الیہ و فی الحدیث الوسیلۃ منزلۃ فی الجنۃ ۱۲ بیضاوی الوسیلۃ ما یقربکم الیہ من طاعۃ ۱۲ جلالین

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو
اُس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے
نبی وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ سبحانہ کا دست قدرت اور رحمت
اُن کے ہاتھوں پر ہے سو جس نے بیعت کو توڑا یہی بات ہے کہ اُس نے اپنی
ذات کی مضرت کے واسطے بیعت کو توڑا اور جس نے پورا کیا اُس کو جو
اللہ سے عہد کیا سو قریب اُس کو اجر عظیم عنایت کرے گا **ف** پہلی
آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے مولاناؒ نے حاشیے میں فرمایا
کہ ہم نے اپنے جد امجد حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کے ایک مرید سے
سُنا کہ اُن کے ہمعصر ایک عالم نے اُن سے بیعت کے سنت یا بدعت
ہونے میں گفتگو کی جد امجد نے واسطے مشروعیت بیعت کے اس آیت سے
استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلے سے ایمان مراد لیجیئے اس واسطے
کہ خطاب اہلِ ایمان سے ہے چنانچہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اس پر
دلالت کرتا ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں
داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب
نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغائرت بین المعطوف والمعطوف
علیہ کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہو سکتا بدلیل مذکور یعنی
تقویٰ میں داخل ہے پس متعین ہو گیا کہ وسیلے سے مراد ارادت اور
بیعت مرشد کی ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت ہے ذکر اور فکر
ہیں تا فلاح حاصل ہو کہ عبارت ہے وصول ذات پاک سے

واللہ اعلم ثُمَّ یَدعُو لِنَفسِہٖ وَ لِلتِّلمِیذِ وَ لِلحَاضِرِینَ فَیَقُولُ بَارَکَ اللہُ لَنَا وَ لَکُم وَ نَفَعَنَا وَ اِیَّاکُم پھر مرشد دعا کرے اپنی ذات کے واسطے اور مرید کے واسطے اور حاضرین کے واسطے سو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ برکت کرے ہمارے اور تمھارے واسطے اور نفع پہونچاوے ہم کو اور تم کو وَلَا بَاسَ اَن یُّلَقِّنَہٗ فَیَقُولُ قُل اختَرتُ الطَّرِیقَۃَ النَّقشبَندِیَّۃَ اَوِ القَادِرِیَّۃَ اَوِ الچِشتِیَّۃَ المَنسُوبَۃَ اِلَی الشَّیخِ الاَعظَمِ وَ القُطبِ الاَفخَمِ خَواجَہ نَقشبَند اَوِ الشَّیخِ مُحیِ الدِّینِ عَبدِ القَادِرِ الجِیلَانِیِّ اَوِ الشَّیخِ مُعِینِ الدِّینِ السَّنجَرِیِّ اَللّٰھُمَّ ارزُقنَا فُتُوحَھَا وَ احشُرنَا فِی زُمرَۃِ اَولِیَآئِھَا بِرَحمَتِكَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ مرید کو یوں تلقین کرے سو کہے کہ تو کہہ کہ میں نے اختیار کیا طریقۂ نقشبندیہ جو منسوب ہے طرف شیخ اعظم اور قطب افخم خواجہ نقشبند رح کے یا طریقہ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رح کی طرف یا طریقہ چشتیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ معین الدین رح سنجری یعنی سیستانی کی طرف خداوندا ہم کو فتوح اس طریقے کے عنایت کر اور ہم کو اس طریقے کے دوستوں کے گروہ میں محشور کر اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین سَمِعتُ سَیِّدِی الوَالِدَ یَقُولُ رَاَیتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فِی مُبَشِّرَۃٍ فَبَایَعتُہٗ فَاَخَذَ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ بِیَدَیَّ بَینَ یَدَیہِ فَاَنَا اُصَافِحُ عِندَ البَیعَۃِ عَلٰی ھٰذِہِ الصِّفَۃِ سُنا میں نے اپنے والد بزرگوار سے فرماتے تھے کہ

میں نے دیکھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سو میں نے آپ سے بیعت کی سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں دست مبارک میں کر لیا سو میں تو اُسی طرح جیسے خواب میں دیکھا مصافحہ کرتا ہوں بیعت لینے کے وقت **ف** مولانا رح نے فرمایا کہ بعضے اکابر مرید سے فرماتے ہیں کہ اپنا داہنا ہاتھ پھیلا دے پھر بیعت لینے والا اُس پر اپنا داہنا ہاتھ رکھتا ہے اسی طرح عمرو بن العاص رض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اَمَّا بَیْعَتُہٗ النِّسَآءِ فَبِاَنْ یَّاخُذَ الشَّیْخُ طَرَفُ ثَوْبٍ وَّالَّتِیْ تُبَایِعُ طَرَفَہٗ الْاٰخَرَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور عورتوں کی بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اُس کا پکڑے واللہ اعلم۔ **ف** مولانا رح نے فرمایا کہ بیعت زبانی بھی عورتوں سے جائز ہے بدون پکڑنے کپڑے کے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

فصل تیسری

اس فصل میں مُرید کی تربیت اور تعلیم کا طریقہ مذکور ہے: لِتَرْبِیَۃِ السَّالِکِیْنَ دَرَجَاتٌ مُّتَرَتَّبَۃٌ فَاَوَّلُ مَا یَجِبُ اَنْ یَّتَغَیَّرَ فِیْہِ الْعَقِیْدَۃُ فَاِذَا رَغِبَ اَمْرُؤٌ فِیْ سُلُوْکِ طَرِیْقِ اللّٰہِ فَمُرْہُ اَوَّلًا بِتَصْحِیْحِ الْعَقَائِدِ عَلٰی مُوَافَقَۃِ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنْ اِثْبَاتِ وَاجِبٍ وَّاحِدٍ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مُتَّصِفٍ بِجَمِیْعِ صِفَاتِ الْکَمَالِ مِنَ الْحَیٰوۃِ وَالْعِلْمِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْاِرَادَۃِ وَغَیْرِھَا مِمَّا وَصَفَ اللّٰہُ بِہٖ نَفْسَہٗ وَثَبَتَ بِہِ النَّقْلُ عَنِ

الْمُخْبِرِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ
سالکوں کی تربیت کے واسطے درجات ہیں علی الترتیب سو اول جس کا سنوارنا
واجب ہے وہ عقیدہ ہے تو جب کوئی شخص راہ خدا کے چلنے میں راغب
ہو تو حکم کر اُس کو اوّل عقائد کے صحیح کرنے کا موافق عقائد سلف صالح کے
یعنی ثابت کرنا واجب الوجود کا جو واحد ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اُس
کے موصوف ہے وہ جمیع صفات کمال سے حیات ہیں اور علم اور قدرت اور
ارادے ہیں اور سوائے ان کے اور صفات ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک
کو وصف کیا ہے ساتھ اُن کے اور نقل اُس کی ثابت ہوئی مخبر صادق
علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے اور صحابہ رضؓ اور تابعین رحؒ سے مُنَزَّہٌ مِّنْ جَمِیْعِ
سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ مِنَ الْجِسْمِیَّۃِ وَالتَّحَیُّزِ وَالْعَرَضِیَّۃِ
وَالْجِھَۃِ وَالْاَلْوَانِ وَالْاَشْکَالِ الٰہ واحد ہے جو پاک ہے نقصان
اور زوال کی سب نشانیوں سے مجسّم ہونے سے اور احتیاج مکانی اور عرض
ہونے اور جہت میں ہونے اور الوان اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم
جسمیت سے منزہ ہے وَ اَمَّا مَا وَرَدَ مِنَ الْاِسْتِوَآءِ عَلَی الْعَرْشِ
وَالضِّحْکِ وَاِثْبَاتِ الْیَدَیْنِ فَنُؤْمِنُ بِہٖ عَلَی الْجُمْلَۃِ ثُمَّ نَکِلُ
تَفْصِیْلَہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَنَعْلَمُ اَلْبَتَّۃَ اَنَّہٗ لَیْسَ کَمِثْلِ اِتِّصَافِنَا بِالتَّحَیُّزِ
وَغَیْرِہٖ بَلْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہ وَنَعْلَمُ اَنَّہٗ شَیْءٌ
ثَابِتٌ لِلّٰہِ تَعَالٰی کَمَا اَثْبَتَ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ اور وہ جو وارد ہوا ہے
استواء علی العرش اور ضحک اور اثبات یدین کا سو اس پر ہم ایمان

رکھتے ہیں مجمل بلا تفصیل پھر اُس کی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں
یعنی وہی خوب جانتا ہے کہ کیا مراد ہے استواء علی العرش سے اور اتنا تو ہم
بالیقین جانتے ہیں کہ اُس کے استواء وغیرہ میں ہمارا اتصافؔ[1] بالتحیز وغیرہ
نہیں بلکہ خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع اور بصیر ہے اور جانتے ہیں ہم
کہ استواء علی العرش ایک چیز ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے چنانچہ اُس نے
اپنی کتاب محکم میں اُس کو ثابت کیا ہے ف مترجم کہتا ہے صفات متشابہ
میں یعنی استواء وغیرہ میں قدمائے سلف سے یہی منقول ہے کہ اس پر مجمل
ایمان لائیے اور تاویل نہ کیجئے اور تفصیل اس کی علم الٰہی پر سپرد کیجئے
امام مالکؒ نے فرمایا کہ استواء علی العرش معلوم ہے اور کیفیت اس کی
مجہول ہے اور اس میں سوال کرنا بدعت ہے اور یہی راہ اسلم ہے کہ مبادا
تاویل میں غیر حق کو حق قرار دینا پڑے ثُمَّ اِثْبَاتِ نُبُوَّةِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ
السَّلَامُ عُمُوْمًا وَّ نُبُوَّةِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ خُصُوْصًا وَّ وُجُوْبِ اِتِّبَاعِهٖ فِیْ کُلِّ مَا اَمَرَ
وَنَهٰی وَتَصْدِیْقِهٖ فِیْ کُلِّ مَا اَخْبَرَ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ وَمِنَ الْمَعَادِ
الْجِسْمَانِیِّ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالرُّؤْیَةِ وَ
الْقِیَامَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ مِمَّا ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ وَصَحَّتْ
بِهِ الرِّوَایَةُ پھر بعد توحید کے اثبات نبوت انبیا علیہم السّلام کی علی العموم

[1] یعنی مثلاً ہم ایک تخت یا کوٹھے پر بیٹھیں تو مکانیت اور جگہ کا گھیرنا لازم آتا ہے ویسا اُس کے استوا میں نہیں لازم آتا وہ پاک ہے مکانیت وغیرہ صفات نقصان سے ۱۲ ق

و نبوت سیدنا و مولانا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علی الخصوص اور ثابت کرنا آنحضرتؐ کی اتباع کا واجب ہونا جس میں کہ آپ نے امر کیا اور نہی کی اور تصدیق آپ کی جمیع اخبار میں یعنی منجملہ صفات ربانی اور معاد جسمانی اور جنت اور نار اور حشر اور حساب اور روئیت الٰہی اور قیامت اور عذاب قبر اور سوائے ان کے اور امور میں چنانچہ حوض کوثر اور صراط اور میزان جس کی نقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور روایت اس کی صحیح ہے۔ ثُمَّ يَتْلُوْهُ النَّظَرُ فِي اجْتِنَابِ الْكَبَائِرِ وَالنَّدَمِ مِنَ الصَّغَائِرِ پھر بعد تصحیح عقائد کے نظر الحق ہے کبائر کے اجتناب اور صغائر سے شرمندہ ہونے میں وَالْحَقُّ اَنَّ الْكَبِيْرَةَ كُلُّ ذَنْبٍ اُوْعِدَ عَلَيْهِ بِالنَّارِ اَوِ الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ فِي الْقُرْاٰنِ اَوِ السُّنَّةِ الصَّحِيْحَةِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ اَوْ سُمِّيَ مُرْتَكِبُهٗ كَافِرًا كَقَوْلِهٖ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ اَوْ شُرِعَ عَلٰى مُرْتَكِبِهٖ حَدٌّ كَالزِّنَاءِ وَالسَّرِقَةِ وَقَطْعِ الطَّرِيْقِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ اَوْ كَانَ مُسَاوِيًا اَوْ اَكْثَرَ شَرًّا مِنْ هٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتِ فِي حُكْمِ بَدَاهَةِ الْعَقْلِ اور حق یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید ہو دوزخ کی یا عذاب شدید کی قرآن یا حدیث صحیح میں جو اہل حدیث کے نزدیک معروف ہو یا اس کے مرتکب کو کافر کہا ہو جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرق مابین مسلمین اور مابین مشرکین کے

نماز ہے سو جس نے اُس کو چھوڑا وہ کافر ہے یا کبیرہ وہ ہے جس کے مرتکب پر
شرع میں حد مقرر ہو چنانچہ زنا اور چوری اور راہزنی اور شراب کا پینا یا وہ
گناہ برابر یا زیادہ ہو بُرائی میں کبائر مذکورہ سے صریح عقل کے حکم میں
مِنْهَا الْاِشْرَاكُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی عِبَادَۃً وَاِسْتِعَانَۃً فِی الرِّزْقِ وَالشِّفَاءِ
وَغَیْرِهِمَا وَاِلَی التَّوْبَۃِ مِنْهُمَا الْاِشَارَۃُ فِی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِیَّاكَ
نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ سو منجلہ کبائر اکبر الکبائر اشراک باللہ ہے یعنی خدا
کے ساتھ ساجھا لگانا عبادت میں اور استعانت میں یعنی غیر خدا سے مدد مانگنی
روزی اور شفا وغیرہما میں اور غیر کی عبادت اور استعانت کی توبہ کی طرف
اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اس قول میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ -
ف مولانا نے حاشیہ اس کتاب میں فرمایا کہ مدد مانگنی روزی اور شفا میں
ہمارے زمانے میں شائع ہے بہ نسبت قبور اور اموات کے مترجم کہتا ہے
شرک فی العبادۃ یہ ہے کہ جو امور کہ بطور عبادت کے خدا کے واسطے یا خانۂ
خدا کے واسطے مخصوص ہیں اُن کو غیر خدا کے واسطے کرنا جیسا کہ علی رضؓ مرتضیٰ کا
روزہ رکھنا یا کسی کو سجدہ کرنا یا غیر خدا کا نام بطور اسم الٰہی کے ذکر کرنا یا قبور کے گرد
طواف کرنا بطور طواف بیت اللہ کے اور یہ جو فرمایا کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ
اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں اشراک فی العبادۃ اور اشراک فی الاستعانۃ کی توبہ کا
اشارہ ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ تقدیم مفعول کی فعل پر مفید ہے تخصیص اور حصر کو
یعنی خاص کر تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں
پھر جب عبادت اور استعانت حق تعالیٰ کو خاص ہوئی تو سوائے خدا کے

تفصیل کبائر و صغائر

اشراک باللہ اکبر

اوروں کی عبادت کرنا یا کسی سے مدد مانگنی روزی اور شفا وغیرہ میں ہرگز جائز نہیں وجہ اختصاص عبادت کی تو ظاہر ہے اور وجہ اختصاص استعانت کی یہ ہے کہ مدد کرنا تین صفت پر موقوف ہے ایک[1] علم دوسری[2] قدرت تیسری[3] رحمت اس واسطے کہ جو غیر کی حاجت کو نہ جانے کیونکر اُس کی مدد کرے اور اگر علم ہو قدرت نہ ہو تو کس طرح حاجت روائی کر سکے اور اگر علم اور قدرت دونوں ہوں لیکن اگر رحمت اور شفقت نہ ہو محتاج پر تو کیونکر اعانت کا ظہور ہو حالانکہ صفات ثلاثہ مخصوص بخدای علیم و قدیر و رحیم ہیں لہٰذا استعانت غیر خدا سے جائز نہیں بعضے گور پرست کہتے ہیں کہ اولیا کو حق تعالیٰ نے علم اور قدرت عطا کی ہے تو اُن سے استعانت کیونکر ممنوع ہو گی تو اُن کا جواب یہ ہے کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے ثابت کرو کہ اولیاء اللہ کو ایسا علم محیط ہے کہ دور اور نزدیک اور غیب اور شہادت اُن کے نزدیک برابر ہے ہر لحظہ سارے عالم کی حاجات سے مُطّلع ہیں اور مشکلکشائی کی قدرت رکھتے ہیں سو اس کا اثبات ہرگز ممکن نہیں تو اُن کی کج بحثیوں کا کلام بھی لائق التفات کے نہیں حق تعالیٰ اپنے کرم سے فہم صحیح عنایت فرماوے اور کج روی اور کج فہمی سے بچا دے آمین وَمِنْهَا تَصْدِيْقُ الْكَاهِنِ اور منجملۂ کبائر تصدیق کرنا ہے کاہن کا۔ **ف** کاہن عرب میں کچھ لوگ تھے کہ جنوں سے دریافت کر کے اخبار غیبی لوگوں کو بتاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے اور کاہن کے مانند ہے منجم اور رمّال اور جفار اور شانہ بین کی تصدیق کرنا اس واسطے کہ علم غیب

تصدیق کاہن و منجم و غیرہ

مخصوص بذات حق ہے جو اس کا دعویٰ کرے وہ بدلیل قرآن اور حدیث اور اجماع کے جھوٹا ہے وَمِنْهَا سَبُّ الرَّسُوْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَاِنْكَارُهَا وَالْاِسْتِهْزَاءُ بِهَا وَكَذَا اِنْكَارُ ضُرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ اور منجملہ اکبر الکبائر کے پیغمبرؑ اور قرآن اور فرشتوں کو بد کہنا اور انکار کرنا اور تمسخر کرنا ان حضرات سے اور اسی طرح ضروریات دین کا انکار کرنا ف مولاناؒ نے فرمایا ضروریات دین وہ امور ہیں جو قرآن مجید اور حدیث مشہور اور اجماع متواتر سے ثابت ہوں۔ وَمِنْهَا تَرْكُ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ اور منجملہ کبائر نماز اور زکوٰۃ اور صوم اور حج کا چھوڑنا ہے وَمِنْهَا قَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمِنْهُ قَتْلُ الْاَوْلَادِ وَقَتْلُ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ اور منجملہ کبائر ہے ناحق قتل کرنا اور قتل ناحق میں اولاد کا قتل کرنا اور انسان کو اپنی جان کا قتل کرنا داخل ہے وَمِنْهَا الزِّنَاءُ وَاللِّوَاطَةُ وَشُرْبُ الْمُسْكِرِ وَالسَّرِقَةُ وَقَطْعُ الطَّرِيْقِ وَالْغَصَبُ وَالْغُلُوْلُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَطْعُ الرَّحِمِ وَتَطْفِيْفُ الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَالرِّبَا وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالْكِذْبُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَنِكَاحُ الْمَحَارِمِ وَالْقِيَادَةُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالسِّعَايَةُ عِنْدَ السُّلْطَانِ لِيَقْتُلَ اَوْ يَنْهَبَ وَتَرْكُ الْهِجْرَةِ مِنْ دَارِ الْكُفْرِ وَمُوَالَاةُ الْكُفَّارِ وَالْقِمَارُ وَالسِّحْرُ فَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ الْكَبَائِرِ اور منجملہ کبائر زنا ہے اور اغلام اور نشے والی چیز کا

لہ جیسے حشر اور نشر اور جنت اور دوزخ اور وزن اعمال اور گذرنا پل صراط پر وغیر ذلک ۱۲ ق

۳ بعض پیغمبر و فرشتگان

۴ ترک نماز و روزہ

قتل ناحق

۵ کبائر

پینا اور چوری اور رہزنی اور غصب اور غنیمت کا مال چرانا اور جھوٹی قسم کھانی اور پاکدامن[1] عورت کو زنا کا عیب لگانا اور یتیم کا مال کھانا اور والدین کی نافرمانی کرنی اُن کی خدمت نہ کرنی اور حق برادری نہ ادا کرنا اور ناپ اور تول میں کمی کرنا پورا نہ دینا اور بیاج کھانا اور جہاد میں کفار کی صف جنگ سے بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اور معاملات فیصل کرنے میں رشوت لینا اور محارم سے نکاح کرنا اور مردوں اور عورتوں کے درمیان میں کٹناپن کرنا اور حاکم سے چغل خوری کرنا تاکہ وہ قتل کرے یا لوٹ لے اور دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کرنا اور کافروں سے دوستی کرنا اُن کے خیر خواہ ہونا اور جوا کھیلنا اور جادو کرنا سو یہ سب کبائر میں داخل ہیں۔ ف مولانا رح نے فرمایا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ کبائر ستر کے قریب ہیں اور سعید بن جبیر رض نے کہا کہ قریب سات سو کے ہیں اور انسب یہ ہے کہ کبائر کو ضبط اور قیاس کرنا چاہیئے مفسدۂ منصوصہ پر تو اگر اقل مفاسد سے کم ہو تو صغیرہ ہے اور نہیں تو کبیرہ یہ خلاصۂ تقریر امام عز الدین بن سلام رح ہے اور شیخ ابو طالب رح مکی نے فرمایا کہ میں نے کبائر کی احادیث کو جمع کیا تو میں نے سترہ کبائر مصرح پائے چار گناہ دل میں شرک اور گناہ پر جم جانے کی نیت اور رحمت الٰہی سے نا امید ہونا اور قہر خدا سے بے خوف ہونا اور چار گناہ زبان میں جھوٹی گواہی دینا اور پاکدامنوں کو زنا کا عیب لگانا اور جھوٹی قسم کھانا اور جادو کرنا اور

تحقیق و تفصیل کبائر

[1] اور ایسی ہی نیک و برے مرد کو تہمت زنا وغیرہ کی لگانی کما فی کتب الفقہ ۱۲ ق۔

تین گناہ پیٹ میں شراب[1] پینا اور یتیم کا مال کھانا اور بیاج لینا اور دو گناہ شرمگاہ میں زنا اور لواطت[2] اور دو گناہ ہاتھ میں ناحق قتل اور چوری اور ایک گناہ پاؤں میں یعنی جہاد[1] میں صفِ جنگ سے بھاگنا اور ایک گناہ تمام بدن سے یعنی والدین کی نافرمانی حق تعالیٰ اپنے کرم سے ہم کو ان گناہوں سے بچاوے آمین ۔ وَالصَّغِيْرَةُ كُلُّ مَا نَهَى عَنْهُ الشَّرْعُ اَوْ خَالَفَ مَشْرُوْعًا اَوْ رَافَعَ طَرِيْقَةً مَّامُوْرَةً فِى الدِّيْنِ اور گناہ صغیرہ وہ ہے جس سے شرع نے روک دیا یعنی بعد کبائر مذکورہ یا کہ امر مشروع کے مخالف یا رافع ہو دین کے طریقۂ ماموره کا ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِى اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ مِنَ الطَّهَارَةِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ فَيُقِيْمُهَا عَلٰى مَا اَمَرَ بِهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِعَايَةِ الْاَبْعَاضِ وَالْاٰدَابِ وَالْهَيْئَاتِ وَالْاَذْكَارِ پھر اجتناب کبائر اور ندامت صغائر کے بعد نظر کرنا چاہیئے ارکان اسلام میں از قسم طہارت اور صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور حج کے تو ان امور کو بموجب ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کرے رعایت ابعاض اور آداب اور ہیئات اور اذکار سے ف مولانا رح نے فرمایا کہ ابعاض سے مراد یہاں وہ امور ہیں جو ارکان وغیرہ کو شامل ہوں از قسم امور متاکدہ سو ان میں سے بعضے فقہا کے نزدیک بعض امر واجب ہے اور دوسرے فقیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِى الْمَعَاشِ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاللِّبَاسِ وَالْكَلَامِ وَالصُّحْبَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَفِى

[1] جب تک کہ کافر دوگنے ہوں اور جب دوگنوں سے زیادہ ہوں تو بھاگنا جائز ہے کذا فی الکتب الدینیہ ۱۲ ق [2] ترک صلوٰۃ اور ترک زکوٰۃ اور صوم نہ رکھنا اور حج نہ کرنا باوجود فرض ہونے کے اور غیبت! کرنی اور حکم خلاف شرع دینا اور رغبت کرنی کافروں سے وغیر ذلک صریح قرآن وحدیث میں وعید اُن پر مذکور ہیں پس یہ تقسیم مہمل ہے واللہ اعلم ۱۲ -

الْعَقْدِ الْمُنْزِلِیِّ مِنَ النِّکَاحِ وَالْمِلْکَةِ[1] وَالْوِلَادِ وَالْمُعَامِلَاتِ مِنَ الْبَیْعِ وَالْهِبَةِ وَالْاِجَارَةِ فَیُصَحِّحُهَا عَلَی السُّنَّةِ مِنْ غَیْرِ مُدَاهَنَةٍ وَلَا اِعْوِجَاجٍ پھر ارکان اسلام کی اقامت کے بعد نظر کرنا چاہیے ضروریات معاش میں منجملہ اکل و شرب اور لباس اور کلام اور صحبت خلق وغیر ذلک اور نظر کرنا چاہیے امور خانگی میں منجملہ نکاح اور حقوق ممالیک اور حقوق اولاد کے اور نظر کرنا چاہیے معاملات میں از قسم بیع اور ہبہ اور اجارے کے تو اُن کو صحیح اور ٹھیک کرے بروجہ سنت بدون سستی اور بے کجروی کے ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ النَّظَرُ فِی الْاَذْکَارِ الْمَامُوْرَةِ فِی الْاَوْقَاتِ مِنَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَوَقْتِ النَّوْمِ وَغَیْرِهَا وَتَهْذِیْبِ الْاَخْلَاقِ مِنَ الرِّیَاءِ وَالْعُجْبِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَی التِّلَاوَةِ وَذِکْرِ الْاٰخِرَةِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلٰی مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَحِلَقِ الذِّکْرِ وَالْمَسَاجِدِ فَاِذَا تَاَدَّبَ بِهٰذِهِ الْاٰدَابِ حَانَ اَنْ یَّشْتَغِلَ بِالْاَشْغَالِ الْبَاطِنَةِ وَیَجْتَهِدَ فِیْ تَعْلِیْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ دَائِمًا وَالنَّظَرِ اِلَیْهِ بِبَصَرِ الْقَلْبِ وَاِنَّمَا تَرَکْنَا بَیَانَ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ الْمُقَدِّمَةِ اسْتِکْثَارًا لَّهَا وَاعْتِمَادًا عَلٰی فَهْمِ الطَّالِبِ الصَّادِقِ الْمُتَتَبِّعِ لِلْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْفِقْهِ وَالْکُتُبِ الْمُتَوَسِّطَةِ فِی السُّلُوْکِ مِثْلِ رِیَاضِ الصَّالِحِیْنَ وَالْمُخْتَصَرَةِ فِی الْعَقِیْدَةِ کَالْعَقَائِدِ الْعَضُدِیَّةِ وَمَنْ لَّمْ یَتَیَسَّرْ لَهٗ تَتَبُّعُهَا

---

[1] مولانا رحمہ نے فرمایا عرب بولتے ہیں فلاں حسن الملکہ ہے جب کہ وہ اپنے لونڈی غلاموں سے حسن سلوک کرتا ہو حدیث میں وارد ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَیِّئُ الْمَلَکَةِ یعنی جو ممالیک سے بدسلوکی کرے جنت میں نہ داخل ہوگا ۱۲ منہ

فَلْیَأْخُذْھَا مِنْ عَالِمٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ پھر بعد ضروریات معاش وغیرہ کے
نظر کرنا چاہیے اُن اذکار میں جو اوقات مخصوصہ یعنی صبح اور شام اور
وقت خواب وغیر ذلک میں مامور ہیں پھر نظر کرنا چاہیے آراستگی اخلاق
میں از قسم ریا اور پندار اور حسد اور کینہ وغیرہا کے اور مواظبت اور
دوام کرنا چاہیئے تلاوت قرآن اور آخرت کی یاد پر اور مجالس علم
اور ذکر اللہ کے حلقوں پر اور مساجد پر پھر جب کہ سالک ان آداب
مذکورہ کے ساتھ متادب ہو گیا تو اب وقت آیا اشغال باطنی کے اشغال کا اور
ہمیشہ اللہ عزوجل کے ساتھ دل لگائے رہنے کی کوشش کرنے کا اور
اُسی کو تاکتے رہنے کا دل کی بینائی سے اور ہم نے تو امور مقدمہ کا
بیان علی وجہ التفصیل اُن کو بہت جان کر چھوڑ دیا اور طالب صادق
کے فہم پر بھروسا کر کے جو طالب کہ قرآن اور حدیث اور فقہ اور کتب متوسطۂ
سلوک کا مثل ریاض الصالحین اور کتب مختصرۂ عقائد مانند عقیدۂ عضدیہ
کا واقف اور متجسس ہے اور جس کو تتبع اور علم ان کتابوں کا
میسّر نہ ہو وہ کسی عالم سے دریافت کر لے واللہ اعلم ف مولاناؒ نے
فرمایا کہ جن امور کو مؤلف قدس سرہٗ نے کثیر جان کر ترک کیا اُن کو ہم
مجملاً بیان کرتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی
ستّر اور چند شاخیں ہیں اور مراد یہاں ایمان سے ورع اور تقوےٰ
کا مرادف ہے تو سالک کو مراعات ان شعب ایمانیہ کی ضرور ہے چنانچہ
اُن کا بیان یوں ہے کہ خدا پر ایمان لانا اور اُس کے صفات پر اور اُس کے

ف تفصیل شعب ایمانیہ

غیر کو حادث جاننا اور اُس کے ملائکہ پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے
رسولوں پر اور تقدیر پر اور پچھلے دن پر ایمان لانا اور حق تعالیٰ سے
محبت رکھنی اور غیر حق سے محبت یا بغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا
بلا دخل انسانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنی
اور اُن کی تعظیم کا معتقد رہنا اور درود پڑھنا حضرت صلعم کی تعظیم ہی میں
داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنی اور
اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا اور ترک ریا و نفاق اخلاص ہی میں
داخل ہے اور خدا سے خوف رکھنا اور اُس کی رحمت کا امیدوار رہنا اور گناہوں
سے توبہ کرتے رہنا اور احسانات ربانی کا شکر ادا کرنا اور عہد کو پورا کرنا - اور
ترک شہوت اور ہجوم مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربانی سے راضی
رہنا اور تواضع اور فروتنی اختیار کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحم خرد پر
اور گھمنڈ اور پندار کا ترک کرنا اور حسد اور کینہ کا ترک کرنا اور غضب
ترک کرنا بھی درحقیقت تواضع میں داخل ہے اور توحید زبانی کا ناطق رہنا
یعنی لاالٰہ الااللہ پڑھتے رہنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا کمتر رتبہ تلاوت کا
دس آیتیں ہیں اور متوسط رتبہ سو آیتیں ہیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ
رتبے میں داخل ہے اور علم دین حاصل کرنا اور غیر کو علم سکھانا اور دعا کرنا اور
ذاکر رہنا اور استغفار ذکر ہی میں داخل ہے اور لغو سے دور رہنا اور حسی اور
حکمی طہارت کرنا اور پرہیز کرنا نجاستوں سے تطہیر ہی میں داخل ہے اور ستر
کو چھپا رکھنا اور فرض اور نفل نماز پڑھنی اور اسی طرح فرض زکوٰۃ اور

نفل صدقہ ادا کرنا اور لونڈی غلام کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور کھانا کھلانا اور ریاضت کرنی سخاوت ہی میں داخل ہے اور فرض اور نفل روزہ رکھنا اور اعتکاف کرنا اور شبِ قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف بیت اللہ کا کرنا اور فرار بالدین یعنی ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا جہاں اپنا دین نہ قائم رہ سکے اور اسی میں ہجرت بھی داخل ہے اور نذر اللہ کو پورا کرنا اور قسم کو قائم رکھنا اور قسم وغیرہ کے کفاروں کو ادا کرنا اور نکاح کر کے پارسائی حاصل کرنی اور عیال کے حقوق ادا کرنا اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد کو تربیت کرنا اور برادری کا حق ادا کرنا اور لونڈی غلاموں کو مالکوں کی اطاعت کرنی اور مالکوں کو لونڈی غلاموں پر مہربانی اور شفقت کرنا اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہنا اور جماعت مسلمین کا تابع رہنا اور مسلمان حاکموں کی اطاعت[له] کرنی اور خلق میں اصلاح کرتے رہنا اور خوارج اور باغیوں کا قتال تو اصلاح بین الناس میں داخل ہے اور امر نیک پر مدد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اعانت میں داخل ہے اور حدود کو جاری رکھنا اور جہاد[له] کرنا اور مرابطہ یعنی سرحد دار الاسلام کی محافظت کرنا جہاد ہی میں داخل ہے اور امانت کا ادا کرنا اور خمس کا دینا ادائے امانت میں داخل ہے اور قرض کا لینا بشرط ادا کرنے کے اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا یعنی غیر کا حق بخوبی ادا کرنا اور اپنے حق لینے میں سختی نہ کرنا اور حسن معاملہ میں داخل ہے مال کا جمع کرنا حلال سے اور مال کا صرف کرنا اپنے موقع پر اور ترک تبذیر و اسراف یعنی

له بشرطیکہ خلاف شرع وہ حکم نہ ہو۔ کما جاء فی الحدیث لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق ۱۲ له بشرط پائے جانے شرائط کے ۱۲

خلاف شرع بیہودہ مال کو برباد نہ کرنا انفاق المال فی حقہ میں داخل ہے اور سلام کا
(خرچ کردن در حق او ۱۲)
جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعائے خیر دینا[1] اور اپنی برائی سے
لوگوں کو بچانا ضرر نہ پہونچانا اور لہو ولعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی
چیز کو راہ سے ہٹا دینا مترجم کہتا ہے شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اسی طرح
شعبۂ ایمانیہ کی تفصیل نقایۃ العلوم (نام کتاب ۱۲) میں فرمائی ہے واللہ اعلم۔

فصل چوتھی

فِی اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْجِیْلَانِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ
الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ یہ فصل مشائخ جیلانیہ یعنی قادریہ کے اشغال میں
ہے قادریہ امام طریقت شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں خدا
راضی رہے اُن سے اور اُن کے سب تابعین سے ف مصنف نے انتباہ میں
فرمایا کہ کتاب غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب حضرت محی الدین غوث الاعظمؒ
کی تصنیف ہے اور مجالس ستین اُن کا ملفوظ ہے اور اصل طریقہ
قادریہ اُس میں مفصل موجود ہے۔ فَاَوَّلُ مَا یُلَقِّنُوْ اَلَہُ الْجَھْرُ[2] بِذِکْرِ

[1] یعنی چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو یہ اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے یہ جواب دینا واجب علی الکفایہ ہے اگر محفل میں سے کوئی جواب نہ دے گا تو سب گنہگار ہوں گے اور یہی حکم ہے سلام کے جواب کا ۱۲۔

[2] ذکر جہر مذہب حنفی میں بدعت ہے مگر اس جگہ کہ اس میں ذکر جہر آیا ہے مثل اذان وغیرہ کے اس میں بدعت نہیں ہے اور ماسوائے اس کے بدعت ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے: والاصل فی الاذکار

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۰ پر ہے)

اللہِ تعالیٰ وَالمُرَادُ بِھٰذَا الجَھرِ ھُوَ غَیرُ المُفرِطِ فَلَا مُنَافَاۃَ بَینَہٗ وَبَینَ مَا نَھیٰ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَیثُ قَالَ[1] اِربَعُوا عَلیٰ اَنفُسِکُم فَاِنَّکُم لَا تَدعُونَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اَلحَدِیث

سو پہلا شغل جس کو مشائخ قادریہ تلقین کرتے ہیں ذکر اللہ ہے جہر سے یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا اور مراد اس جہر سے یہ ہے کہ افراط سے نہ ہو

(صفحہ ۴۹ کا بقیہ نوٹ)

الاخفاء والجہر بہا بدعۃ انتہیٰ یعنی اصل اذکار میں چھپکے ذکر کرنا ہے اور پکار کر کرنا اذکار کا بدعت ہے جہاں کہیں بدعت کو مطلق چھوڑتے ہیں بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے چنانچہ یہ بات بھی فقہ کی کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوتی ہے اور غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے: لان الجہر بالتکبیر بدعۃ لقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انتہیٰ یعنی پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ انتہیٰ اور کہا کفایہ شرح ہدایہ میں ان الجہر بالتکبیر بدعۃ فی کل وقت الا فی المواضع المستثناۃ یعنی جہر ساتھ تکبیر کے بدعت ہے ہر وقت میں مگر کتنی جگہ چیدہ میں اور تصریح کی ہے قاضی خاں نے اپنے فتاوے میں ساتھ کراہت ذکر جہر کے اور اتباع کیا اُس کا اُس پر صاحب مصفی نے اور فتاوی علامہ میں ہے: ویمنع الصوفیۃ من رفع الصوت والصفق یعنی منع کیا کرتے ہیں صوفی بلند کرنے آواز سے اور تالی بجانے سے اور برہان شرح مواہب الرحمن میں ہے ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ یعنی بلاشبہ بلند کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے بدعت ہے بواسطے مخالفت قول اللہ تعالیٰ کے واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول یعنی اور یاد کر اپنے رب کو اپنے جی میں گڑگڑا کر اور از راہ خوف کے اُس سے اور کم جہر کے قول سے اور جو کچھ کہ بعض احادیث میں ذکر جہر ثابت ہوا ہے بغیر مواضع مقررہ کے پس بنا بر تعلیم کے ہے چنانچہ ملا علی قاری رح نے شرح مشکوٰۃ میں یہ لکھا ہے ۱۲ مایۃ المسائل۔

[1] قولہ اربعوا ای اعتدلوا یقال ربع القامۃ اذا کان معتدلہا ای ارفقوا بہا بالاجتناب عن الجہر المفرط ۱۲ من مولانا عبد العزیز قدس سرہ۔

تو اس تقریر سے کچھ مخالفت نہ رہی اس کے جواز میں اور اُس میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس طرح کہ اعتدال اختیار کرو اور نرمی کرو اپنی جانوں پر کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو الی آخر الحدیث ف پوری حدیث یوں ہے بروایت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کہ تم سمیع اور بصیر کو پکارتے ہو اور وہ تمھارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے قریب تر ہے اونٹ کی گردن سے انتہی یہ تمثیل ہے شدت قرب سے والا حق تعالیٰ حبل الورید سے بھی قریب تر ہے شعر:

اتصالی بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس (یعنی رگ جان ۱۲)

کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ فَمِنْهُ اِسْمُ الذَّاتِ اِمَّا بِضَرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّ صِفَتُهٗ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ بِالشَّدِّ وَالْمَدِّ وَالْجَهْرِ بِقُوَّةِ الْقَلْبِ وَالْحَلْقِ جَمِيْعًا ثُمَّ يَلْبَثُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ نَفَسُهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ۔ سو منجملہ ذکر جہری کے اسم ذات ہے خواہ ایک ضرب سے ہو اور طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر آجاوے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے وَاَمَّا بِضَرْبَتَيْنِ وَصِفَتُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ جِلْسَةَ الصَّلٰوةِ وَيَضْرِبَ الْجَلَالَةَ مَرَّةً فِی الرُّكْبَةِ الْيُمْنٰی وَمَرَّةً فِی الْقَلْبِ وَيُكَرِّرُ ذٰلِكَ بِلَا فَصْلٍ وَّ يَنْبَغِیْ اَنْ يَّكُوْنَ الضَّرْبُ لَاسِيَّمَا الْقَلْبِیُّ بِقُوَّةٍ وَّشِدَّةٍ لِيَتَاَثَّرَ الْقَلْبُ وَيَجْتَمِعَ الْخَاطِرُ خواہ ذکر دو ضربی ہو اُس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی

نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل میں ضرب کرے اور اُس کو بار بار بلافصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصًا قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہوتا دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جاوے پریشان خاطری اور وسواس مندفع ہو وَاِمَّا بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا فَیَضْرِبَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَلٰکِنَّ الثَّالِثَ اَشَدُّ وَاَجْھَرُ خواہ ذکر سہ ضربی ہو اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایکبار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے اور چاہیئے کہ تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو وَاِمَّا بِاَرْبَعِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا وَّیَضْرِبَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَمَرَّۃً اَمَامَہٗ وَلٰکِنَّ الرَّابِعَ اَشَدُّ وَاَجْھَرُ خواہ ذکر چہار ضربی ہو اُس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایکبار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیئے کہ چوتھی ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔ وَمِنْہُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَھُوَ کَلِمَۃُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَیُغَمِّضُ عَیْنَیْہِ وَیَقُوْلُ لَا کَاَنَّہٗ یُخْرِجُھَا مِنْ سُرَّتِہٖ ثُمَّ یَمُدُّھَا حَتّٰی یَبْلُغَ اِلَی الْمَنْکِبِ الْاَیْمَنِ فَیَقُوْلُ اِلٰہَ کَاَنَّہٗ یُخْرِجُھَا مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ ثُمَّ یَضْرِبُ اِلَّا اللّٰہُ بِالشِّدَّۃِ وَالْقُوَّۃِ

طریقہ ذکر نفی و اثبات

وَ یُلَاحِظَ نَفْیَ الْمَحْبُوْبِیَّۃِ اَوِ الْمَقْصُوْدِیَّۃِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِثْبَاتَھَا لَہٗ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اور منجملہ ذکر جہری کے نفی اور اثبات ہے اور وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ ہے اور طریقہ اُس کا یہ ہے کہ بطور نماز رو بقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرلے اور لا کہے گویا اپنی ناف سے اُس کو نکالتا ہے پھر اُس کو کھینچے یہاں تک کہ داہنے مونڈھے تک پہونچے پھر اِلٰہَ کہے گویا اُس کو دماغ کی جھلی سے نکالتا ہے پھر اِلَّا اللّٰہُ کو دل پر شدّت اور قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس کا ذکر مقدس میں دھیان کرے ف مولانا نے فرمایا کہ یہ ملاحظہ اور تصوّر باعتبار مراتب ذاکرین کے مختلف ہے یعنی مبتدی نفی محبوبیت کا تصوّر کرے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی موجود کا وَ لَعَلَّکَ تَقُوْلُ مَا الْحِکْمَۃُ فِیْ اِشْتِرَاطِ الضَّرَبَاتِ وَالتَّشْدِیْدَاتِ وَ مُرَاعَاۃِ اَمَاکِنِھَا فَاَقُوْلُ جُبِلَ الْاِنْسَانُ عَلَی التَّوَجُّہِ اِلَی الْجِھَاتِ وَالْاِصْغَآءِ اِلٰی اِیْقَاعِ النَّغَمَاتِ وَ اَنْ تَدُوْرَ فِیْ نَفْسِہِ الْاَحَادِیْثُ وَ الْخَطَرَاتُ فَوَضَعُوْا ھٰذَا الْوَضْعَ سَدًّا لِلتَّوَجُّہِ اِلٰی غَیْرِ نَفْسِہٖ وَ کَبْحًا عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ الْخَارِجَۃِ لِیَتَدَرَّجَ مِنْہُ اِلٰی قَصْرِ التَّوَجُّہِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔ اور شاید کہ تو کہے اے سالک کہ کیا حکمت ہے ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے میں اور کیا فائدہ ہے اُن کے مکانات کی مراعات میں تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہات

مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کی طرف کان لگانے پر اور اس پر مجبول ہے کہ اُس کے دل میں باتیں اور خطرات گھوما کریں تو علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا اور خطرات بیرونی کے آنے سے باز رکھنے کا تا آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر اُس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جاوے ف مولانا رحؒ حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات اور ہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے بعضی صورت میں کسر نفس ہے اور بعضے جلسے میں خشوع اور خضوع ہے اور بعضے میں جمعیت خاطر اور دفع وسواس ہے اور بعضے میں نشاط ہے انتی بھید کی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کولھے پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہونے کو منع فرمایا کہ یہ اہل نار کی شکل ہے اس واسطے کہ ایسی ہیئات میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے اور وہ منافی ہے سرگرمی عبادات کا تو اُس کو یاد رکھنا چاہئیے یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہئیے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں۔

وَيَنْبَغِي اَنْ يَجْتَمِعَ اَهْلُ السُّلُوْكِ حَلْقَةً بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ الْجَمْعِيَّةِ فَفِيْ ذٰلِكَ فَوَائِدُ لَا تُوْجَدُ

سلہ کیونکہ یہ مدد اور آلہ ہے حضور مع اللہ کے حاصل کرنے کا جیسے علم صرف ونحو آلہ اور مدد ہیں پڑھنے عبارتوں کلام اللہ اور حدیث وغیرہا کتب دینیہ کے ۱۲۔

فِی الْوَحْدَۃِ اور لائق ہے کہ اہل سلوک مجتمع ہوں حلقہ کرکے بعد نماز فجر اور عصر کے ذکر الٰہی کرنے کے واسطے بطریق جمعیت کے کہ اس اجتماع میں فوائد ہیں جو تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے فَاِذَا ظَهَرَ عَلَى الطَّالِبِ اَثَرُ هٰذَا الذِّكْرِ الْجَلِيِّ وَشُوْهِدَ فِيْهِ نُوْرُهٗ اُمِرَ بِالذِّكْرِ الْخَفِيِّ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْاَثَرِ اِنْبِعَاثُ الشَّوْقِ وَاطْمِيْنَانُ الْقَلْبِ بِاِسْمِ اللّٰهِ وَانْتِفَاءُ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ وَاِيْثَارُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مَا عَدَاهُ پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ظاہر ہو اور اُس کا نور اُس میں دکھائی دے تو اُس کو ذکر خفی کا حکم کیا جاوے اور ذکر جلی کے اثر سے انبعاث شوق مراد ہے یعنی شوق کا اُبھرنا اور نام خدا سے دل میں چین آنا اور احادیث نفس یعنی وساوس کا دور ہونا اور حق تعالیٰ کو اُس کے ماسوا پر مقدم رکھنا وَمَنْ وَاظَبَ عَلٰى ذِكْرِ اِسْمِ الذَّاتِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اَرْبَعَ اٰلَافِ مَرَّةٍ مَعَ تَقْدِيْمِ الشُّرُوْطِ الَّتِيْ اَسْلَفْنَاهَا وَاسْتَمَرَّ عَلٰى ذٰلِكَ شَهْرَيْنِ اَوْ نَحْوًا مِّنْ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ يُشَاهِدُ فِيْهِ الْاَثَرَ لَا مُحَالَةَ سَوَاءٌ كَانَ غَبِيًّا اَوْ ذَكِيًّا اور جو شخص مواظبت کرے اسم ذات پر ہر دن میں چار ہزار بار ساتھ تقدیم اُن شرطوں کے جن کو ہم اوّل مذکور کر چکے ہیں اور دو مہینے یا مانند اس کے اس ذکر پر مداومت کرے تو اُس میں یہ اثر البتہ مشاہدہ کرے گا خواہ ذاکر کم فہم ہو خواہ تیز فہم وَاَمَّا الذِّكْرُ الْخَفِيُّ فَمِنْهُ اِسْمُ الذَّاتِ مَعَ اُمَّهَاتِ الصِّفَاتِ وَصِفَتُهٗ اَنْ يُّغْمِضَ عَيْنَيْهِ وَيَضُمَّ شَفَتَيْهِ وَيَقُوْلُ

بِلِسَانِ الْقَلْبِ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کَاَنَّہٗ یُخْرِجُھَا مِنْ سُرَّتِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ وَمِنْ صَدْرِہٖ اِلٰی دِمَاغِہٖ اِلَی الْعَرْشِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ ھَابِطًا عَلٰی تِلْکَ الْمَنَازِلِ کَمَا صَعِدَ عَلَیْھَا فَھٰذِہٖ دَوْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ثُمَّ یَفْعَلُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَمِنْ اَھْلِ ھٰذَا الشَّانِ مَنْ یَزِیْدُ اَللّٰہُ قَدِیْرٌ۔

اور منجملہ ذکر خفی تو اسم ذات ہے اور اُن صفات کے ساتھ جو اصول ہیں اور طریقہ اُس کا یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم گویا ان کو اپنی ناف سے نکالتا ہے اپنے سینے تک اور اپنے سینے سے نکالتا ہے اپنے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک پھر یوں کہے اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع اُترتا ہوا ان ہی منزلوں پر جیسا کہ اُن پر چڑھا تھا درجہ بدرجہ تو یہ ایک دورہ ہوا پھر اسی طرح بار بار کیا کرے اور اس طریقے کے بعض لوگ اللہ قدیر کو بھی زیادہ کرتے ہیں **ف** توضیح اس کی یوں ہے کہ اللہ سمیع دل سے کہے ناف سے سینے تک چڑھے اپنے تصور میں پھر اللہ بصیر کہکر سینے سے دماغ تک پہونچے پھر وہاں سے اللہ علیم کہکر عرش تک پہونچے پھر یہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اُترے یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش سے دماغ پر ٹھہرے اور اللہ بصیر کہکر دماغ سے سینہ تک ٹھہرے پھر اللہ سمیع کہتے ہوئے ناف تک ٹھہر جاوے اسی طرح ہر بار کرتا رہے اور اگر اللہ قدیر کو زیادہ کرے تو تیسری بار آسمان تک

بیان ذکر خفی از اشغال دورہ قادریہ

پہونچے اور چوتھی بار عرش تک وَمِنْهُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَ صِفَتُهٗ
اِمَّا کَذِکْرِنَا فِی الْجَهْرِ وَاِمَّا بِاَنْ یَّکُوْنَ مُتَیَقِّظًا مُّطَّلِعًا عَلٰی
اَنْفَاسِهٖ فَاِذَا خَرَجَ النَّفْسُ بِطَبِیْعَتِهٖ مِنْ غَیْرِ قَصْدِهٖ وَاِرَادَتِهٖ
قَالَ مَعَ خُرُوْجِهٖ لَآ اِلٰهَ بِلِسَانِ الْقَلْبِ وَاِذَا دَخَلَ قَالَ
مَعَ دُخُوْلِهٖ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ الْاَکَابِرُ وَهٰذَا پَاسُ اَنْفَاسٍ وَلَهٗ
اَثَرٌ عَظِیْمٌ فِیْ نَفْیِ الْخَوَاطِرِ وَزَوَالِ حَدِیْثِ النَّفْسِ اور منجملہ
ذکر خفی نفی اور اثبات ہے اور طریقہ اُس کا یا اُس طرح ہے جو ذکر جلی
میں مذکور ہوچکا یا اس طرح پر ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار ہوجاوے
اپنے دموں پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر نکلے خود بخود بدون اپنے
ارادے اور قصد کے تو اُس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی دل کی زبان
سے کہے لا الٰہ پھر جب سانس اندر کو جاوے خود بخود تو اندر جانے کے
ساتھ ہی اِلّا اللہ کہے طریقت کے بزرگوں نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام
پاس انفاس ہے اور اس کا بڑا اثر ہے نفی خطرات اور وسواس کے
دور ہوجانے میں چنانچہ کسی عارف نے فرمایا ہے۔ شعر

اگر تو پاس داری پاس انفاس — بسلطانی رسانندت ازیں پاس
شعر؛ تا بجاروب لا نروبی راہ — نرسی در مقام الا اللہ

رباعی

درذات مقدست کسی را رہ نیست — وز عین جلال ہیچکس آگہ نیست
سرمایۂ رہروان کہ راہش طلبند — جز گفتن لا الٰہ الا اللہ نیست

پاس انفاس کا بیان

فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ ذِكْرِ الْخَفِيِّ وَشُوْهِدَ فِي الطَّالِبِ نُوْرُهٗ اُمِرَ بِالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْاَثَرِ الشَّوْقُ وَغَلَبَةُ الْحُبِّ وَانْصِرَافُ عِنَانِ عَزِيْمَتِهٖ اِلَى الْفِكْرِ وَاِيْثَارُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاجْتِمَاعُ الْهِمَّةِ عَلٰى طَلَبِهٖ وَوِجْدَانُ الْحَلَاوَةِ فِي السُّكُوْتِ وَالنَّفْرَةُ عَنِ الْكَلَامِ وَالْاِشْتِغَالُ بِاَمْرِ الدُّنْيَا پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو تو اُس کو مراقبہ کرنے کا امر کیا جاوے اور ذکر خفی کے اثر سے شوق مراد ہے اور غالب ہونا محبّت الٰہی کا اور عزیمت کی باگ کا پھرنا فکر کی جانب اور تقدیم اللہ عزّ وجل کی اور ہمّت کا جم جانا اُسی کی طلب پر اور حلاوت پانا چپ رہنے میں اور گفتگو اور اشغال امر دنیاوی سے نفرت کا ہونا۔ وَاَمَّا الْمُرَاقَبَةُ فَهِيَ عِنْدَهُمْ عَلٰى اَنْوَاعٍ كَثِيْرَةٍ يَجْمَعُهَا اَمْرٌ وَهُوَ اَنْ يَّتَلَفَّظَ بِاٰيَةٍ اَوْ كَلِمَةٍ بِاللِّسَانِ اَوْ يَتَخَيَّلُهَا فِي الْجَنَانِ وَيَفْهَمُ مَعْنَاهَا فَهْمًا جَيِّدًا ثُمَّ يَتَصَوَّرُ كَيْفَ هٰذَا الْمَعْنٰى وَمَا صُوْرَةُ تَحَقُّقِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُ الْخَاطِرَ عَلٰى تِلْكَ الصُّوْرَةِ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ خَطْرَةً سِوَاهَا حَتّٰى يَتَحَقَّقَ الْاِسْتِغْرَاقُ فِيْهَا وَنَوْعُ ذُهُوْلٍ عَمَّا سِوَاهَا اور مراقبہ تو بزرگان طریقت کے نزدیک بہت اقسام پر ہے اور جامع اُن اقسام کثیرہ کا ایک امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی کلمہ زبان سے کہے یا اُس کا دل میں خیال کرے اور اُس کے معنی کو خوب طرح بوجھے پھر تصوّر کرے کہ یہ مدّعا کیونکر ہے اور اس کی تحقیق اور ثبوت

مراقبہ حضوری حق تبارک وتعالیٰ

کی کیا صورت ہے پھر اسی صورت پہ خاطر کو جمع کرے اس طرح پر کہ سوائے اُس کے کوئی خطرہ نہ آوے یہاں تک کہ اُس میں استغراق متحقق ہو اور ایک طرح کی ربودگی اور غفلت اُس کے ماسوا سے حاصل ہو مترجم کہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جانا کہ سوائے اُس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے اُس کو مراقبہ کہتے ہیں وَالْاَصْلُ فِيْهَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ اور اصل مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اُس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اُس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھکو دیکھتا ہے۔ فَيَتَلَفَّظُ السَّالِكُ اَللّٰهُ حَاضِرِىْ اَللّٰهُ نَاظِرِىْ اَللّٰهُ مَعِىْ اَوْ يَتَخَيَّلُ فِى الْجَنَانِ ثُمَّ يَتَصَوَّرُ حُضُوْرَهٗ تَعَالٰى وَنَظَرَهٗ وَمَعِيَّتَهٗ تَصَوُّرًا اَجِيْدًا مُّسْتَقِيْمًا مَّعَ تَنْزِيْهِهٖ عَنِ الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ حَتّٰى يَسْتَغْرِقَ فِىْ هٰذَا التَّصَوُّرِ تو اپنی زبان سے کہے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی یا اس کو دل میں خیال کرے بدون تلفظ کے پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اُس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے باوجود پاک ہونے اُس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے یہاں تک کہ تصور کو جماوے کہ اُس میں ڈوب جاوے اَوْ يَتَصَوَّرُ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَيَتَصَوَّرُ مَعِيَّتَهٗ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا فِى الْخَلْوَةِ وَالْجَلْوَةِ

وَالشُّغْلِ وَالدَّعَةِ یا اس آیت کا تصوّر کرے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ
یعنی حق تعالی تمھارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو اور اُس کے ساتھ
ہونے کو دھیان کرے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے تنہائی اور لوگوں کی
ملاقات میں اور مشغولی اور بیکاری میں اَوْ يَتَلَفَّظُ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا
فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ اَوْ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللهَ يَرٰى اَوْ نَحْنُ اَقْرَبُ
اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اَوْ وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ اَوْ اِنَّ
مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ اَوْ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ
فَهٰذِهٖ مُرَاقَبَاتٌ مُفِيْدَةٌ لِّتَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ
یا یہ آیت پڑھے کہ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ یعنی جدھر تم
متوجہ ہو تو وہاں اللہ کی ذات ہے یا یہ آیت پڑھے اَلَمْ يَعْلَمْ
بِاَنَّ اللهَ يَرٰى یعنی انسان نہیں جانتا کہ اللہ اُس کو دیکھتا ہے یا
اس آیت کو مراقبہ کرے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ
یعنی ہم قریب تر ہیں انسان کی رگ گردن سے یا اس آیت کا تصوّر
کرے وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ یعنی اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے
ہے یا اس آیت کا دھیان کرے اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ یعنی
البتہ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ اب مجھ کو ہدایت کرے گا یا اس
آیت کا مراقبہ کرے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ
یعنی حق تعالی اوّل ہے اُس سے پہلے کوئی چیز نہیں آخر ہے جو بعد
فنائے عالم باقی رہے گا ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے

باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اُس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا سو یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل متعلق ہونے کے واسطے مفید ہیں۔ وَ اَمَّا الْمُفِیْدَةُ بِقَطْعِ الْعَلَائِقِ وَ التَّجَرُّدِ التَّامِّ وَالسُّکْرِ وَالْمَحْوِ فَهِیَ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۵ وَصِفَتُهٗ اَنْ یَّتَصَوَّرَ نَفْسَهٗ قَدْ مَاتَ وَصَارَ رَمَادًا تَذْرُوْهُ الرِّیَاحُ وَالسَّمَآءُ قَدِ انْشَقَّتْ وَکُلُّ شَیْءٍ قَدْ بَطَلَ تَرْکِیْبُهٗ وَهَیْئَتُهٗ وَیَتَصَوَّرُ اللّٰهُ بَاقِیًا مَوْجُوْدًا فَیَبْقٰی عَلٰی هٰذَا التَّصَوُّرِ مَلِیًّا فَاِنَّهٗ یُفِیْدُ الْمَحْوَ۔

اور وہ مراقبہ جو قطع علائق اور پورے مجرد ہو جانے اور بیہوشی اور فنا کے لئے مفید ہے وہ مراقبہ اس آیت کا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنی جو زمین پر ہے وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بڑائی اور بزرگی والا ہے اور اُس کے مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو تصور کرے کہ مر گیا اور ایسی راکھ ہو گیا جس کو ہوائیں اُڑاتی ہیں اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی اور اللہ کو باقی اور موجود دھیان کرے سو اس تصور پر دیر تک قائم رہے تو یہ نیستی اور نابودی کو مفید ہو گا ف ایسے تصورات کی سند وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امیر المومنین علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ

وَسَدِّدْنِیْ وَاذْکُرْ بِالْھُدٰی ھِدَایَتَكَ الطَّرِیْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّھْمِ یعنی اے علیؓ کہہ کہ خداوندا مجھکو ہدایت کر اور سیدھا چلا اور ہدایت سے اپنی راہ کے چلنے کو اور راستی سے تیر کی راستی کو دھیان کر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین رض سید اولیا کو وہ طریقہ سکھایا جس سے بتدریج محسوسات سے حالات مطلوبہ کو انسان پہونچ جاوے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ وَکَذٰلِكَ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلَاقِیْکُمْ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ط اور اسی طریقۂ مذکورہ سے اس آیت کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ آخر آیت تک یعنی مقرر جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو وہ تم کو ملنے والی ہے جہاں کہیں کہ تم ہو گے موت تم کو پالیوے گی اگرچہ تم اونچے یا مضبوط برجوں میں ہو فَاِذَا ظَھَرَ اَثَرُ الْمُرَاقَبَۃِ فِی الطَّالِبِ وَشُوْھِدَ نُوْرُہٗ اُمِرَ بِالتَّوْحِیْدِ الْاَفْعَالِیِّ - پھر جب اثر مراقبہ کا طالب میں ظاہر ہو اور اُس کا نور مشاہدہ ہو تو اُس کو توحید افعالی کا امر کیا جاوے **ف** توحید افعالی یہ ہے کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو خدا کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمرو سے تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے نہ توقع سعدی نے فرمایا شعر

درین نوعی از شرک پوشیدہ ہست ❖ کہ زیدم بیازرد و عمروم بخست

وَاعْلَمْ اَنَّ الشَّارِعَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رَغَّبَ وَ

حَثَّ عَلٰی شَیْئَیْنِ عَلَی الذِّکْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ مَا یَتَلَفَّظُ بِہٖ وَعَلَی الْفِکْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْمُرَاقَبَةُ اور جان رکھا ے مخاطب کہ شارع علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے دو چیز پر ترغیب اور آمادگی دلائی ایک ذکر پر اور مراد ذکر سے وہ ہے جو زبان سے بولا جاوے اور دوسرے فکر پر اور مراد اُس سے مراقبہ ہے قَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ مِمَّا جَرَّبْنَا لِکَشْفِ الْوَقَائِعِ الْاٰتِیَةِ عَلٰی مَاهِیَ عَلَیْهِ اَنْ یَّعْتَکِفَ الطَّالِبُ فِیْ خَلْوَةٍ وَّیَغْتَسِلَ وَیَلْبَسَ اَحْسَنَ لِبَاسِهٖ وَیَتَطَیَّبَ وَیَجْلِسَ عَلَی السَّجَّادَةِ وَیَضَعَ مُصْحَفًا مَّفْتُوْحًا عَلٰی یَمِیْنِهٖ وَمُصْحَفًا مَّفْتُوْحًا عَلٰی یَسَارِهٖ وَمُصْحَفًا کَذٰلِکَ بَیْنَ یَدَیْهِ وَمُصْحَفًا کَذٰلِکَ خَلْفَهٗ ثُمَّ یَدْعُو اللّٰهَ اَنْ یَّکْشِفَ عَلَیْهِ الْوَاقِعَةَ الْفُلَانَةَ بِجُهْدِ هِمَّتِهٖ ثُمَّ یَشْرَعَ فِیْ اِسْمِ الذَّاتِ مِنْ غَیْرِ غَمْضِ الْعَیْنِ فَیَضْرِبُ مَرَّةً فِی الْمُصْحَفِ الْاَیْمَنِ وَمَرَّةً فِی الْاَیْسَرِ وَمَرَّةً خَلْفَهٗ وَمَرَّةً بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَجِدَ فِیْ نَفْسِهٖ انْشِرَاحًا وَّنُوْرًا وَّیُوَاظِبُ عَلٰی ذٰلِکَ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَّنَحْوَهَا مَعَ الْخَلْوَةِ فَاِنَّهٗ یُکْشَفُ عَلَیْهِ الْبَتَّةَ قُلْتُ هٰذَا مَا قِیْلَ وَفِیْ قَلْبِیْ مِنْهُ شَیْءٌ لِّمَا فِیْهِ مِنْ اِسَاءَةِ الْاَدَبِ بِالْمُصْحَفِ بعض مشائخ نے کہا جس کا ہم نے تجربہ کیا ہے وقائع آیندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور غسل کرے اور اپنا عمدہ لباس پہنے اور خوشبو لگاوے اور مصلّے پر بیٹھے اور کھلا ایک مصحف اپنے

برائے کشف وقائع آئندہ

داہنے رکھے اور کھلا ایک مصحف اپنے بائیں رکھے اور اسی طرح ایک مصحف
اپنے آگے اور اسی طرح ایک مصحف اپنے پیچھے رکھے پھر حق تعالیٰ سے
بکوشش تمام یہ دعا کرے کہ فلانے واقعے کو اُس پر ظاہر کر دے پھر اسم
ذات کے ذکر میں شروع کرے بدون آنکھ بند کرنے کے (یعنی مجھ پر ۱۲) تو ایک بار داہنے
مصحف پر ضرب لگاوے اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور ایک بار
آگے ضرب لگاوے یہاں تک کہ اپنے دل میں کشایش اور نور کو پاوے
اور سات دن مانند اس کے اس پر مداومت کرے خلوت کے ساتھ
تو البتہ اُس پر کشف حال ہوگا میں کہتا ہوں کہ ایسا کچھ کہا ہے کہنے والوں نے
اور میرے دل میں اس سے کچھ تردد ہے (یعنی حضرت شاہ ولی اللہ ۱۲) اس واسطے کہ اس میں بے ادبی[لہ]
ہے مصحف مجید کے ساتھ وَالَّذِی اَخْتَارَہٗ سَیِّدِی الْوَالِدُ فِی ھٰذَا
الْبَابِ اَنْ یَذْکُرَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِھٰذِہِ الْاَسْمَآءِ یَا عَلِیْمُ یَا مُبِیْنُ
یَا خَبِیْرُ مَعَ مُرَاعَاتِ الشُّرُوْطِ الْمَذْکُوْرَۃِ اِمَّا کَمَا وَصَفْنَا
فِی الذِّکْرِ بِضَرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ اَوْ بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ
اور کشف واقعہ آیندہ میں جو طریقہ ہمارے والد مرشد نے پسند کیا ہے وہ
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے ان اسمائے ثلثہ سے یا علیم یا مبین یا
خبیر شروط مذکور کی مراعات کے ساتھ یا اُس طرح جیسا ہم نے ذکر
یک ضربی میں بیان کیا ہے یا اُس طرح جیسا ذکر سہ ضربی میں واللہ اعلم

لہ سچ فرمایا حضرت مصنفؒ نے اور کیا حاجت ہے اس کی مقصود اصلی تو استخارہ مسنونہ
میں بھی حاصل ہے ۱۲ ق

ف مولانا رحنے فرمایا شروط مذکورہ سے خلوت اور لباس اور غسل اور خوشبو لگانا اور مصلے پر بیٹھنا بدون مصاحف کے رکھنے کے مراد ہے وَقَالُوْا مِمَّا جَرَّبْنَا لِكَشْفِ الْاَرْوَاحِ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ الْمَذْكُوْرَةِ اَنْ يَّضْرِبَ فِي الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ سُبُّوْحٌ وَّ فِي الْاَيْسَرِ قُدُّوْسٌ وَفِي السَّمَآءِ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَفِي الْقَلْبِ وَ الرُّوْحِ اور مشائخ قادریہ نے کہاہے کہ جو طریقہ کہ کشف ارواح کے واسطے ہمارا مجرب ہے شروط مذکورہ کے ساتھ وہ یہ ہے کہ داہنے طرف سُبُّوْحٌ کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ کی اور آسمان میں رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ کی ضرب لگاوے اور دل میں وَالرُّوْحِ کی وَلِتَحْصِيْلِ الْاُمُوْرِ الْمُهِمَّةِ الصَّعْبَةِ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ اَنْ يُّصَلِّيَ فِي اللَّيْلِ مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ يَضْرِبَ فِي الْاَيْمَنِ يَا حَيُّ وَفِي الْاَيْسَرِ يَا وَهَّابُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ اور امور مہمہ مشکلہ کے حاصل کرنے کے واسطے انہی شروط مذکورہ کے ساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر اُس کے واسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف یا حیّ کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف یا وہاب کی اسی طرح ہزار بار کرے۔ وَلِاِنْشِرَاحِ الْخَاطِرِ وَ دَفْعِ الْبَلَآءِ اَنْ يَّضْرِبَ اللّٰهُ فِي الْقَلْبِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كَمَا وَصَفْنَاهُ فِي النَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ وَالْحَيُّ فِي الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ وَالْقَيُّوْمُ فِي الْاَيْسَرِ اور انشراح خاطر اور دور کرنے بلاؤں کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی ضرب دل میں لگاوے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کی اس طرح ضرب لگاوے

جیسا ہم نے نفی اور اثبات میں بیان کیا اور اَلْحَیُّ کی ضرب داہنی طرف اور اَلْقَیُّوْمُ کی ضرب بائیں طرف لگاوے وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِشِفَآءِ مَرِیْضٍ اَوْ دَفْعِ جُوْعٍ وَّتَوْسِیْعِ الرِّزْقِ اَوْ قَہْرِ عَدُوٍّ فَلْیَطْلُبِ الْاِسْمَ الْمُنَاسِبَ بِحَاجَتِہٖ فِی الْاَسْمَآءِ الْحُسْنٰی فَلْیَذْکُرْ بِذٰلِکَ الْاِسْمِ بِضَرْبَتَیْنِ اَوْ ثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ اَوْ اَرْبَعٍ فَیَقُوْلُ یَا شَافِیْ اَوْ یَا صَمَدُ اَوْ یَا رَزَّاقُ اَوْ یَا مُذِلُّ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ اور جب اللہ عزوجل سے دعا کرنے کا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی کا یا کشائش رزق کا یا مغلوبی دشمن کا تو چاہیئے کوئی اسم الٰہی موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنٰی سے طلب کرے سو اُس نام کو دو ضرب یا تین ضرب یا چار ضرب کے ساتھ ذکر کرے تو یوں کہے شفاء بیمار میں یا شافی یا دفع گرسنگی میں یا صمد یا کشائش رزق میں یا رزاق یا دفع دشمن میں یا مذل اور سوا اس کے اور اسمائے الٰہی کو موافق اپنے مطلب کے بطریق مذکور ذکر کرے واللہ اعلم واحکم۔

فصل پانچویں

فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْجِشْتِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ خُوَاجَہ مُعِیْنُ الدِّیْنِ حَسَنِ الْجِشْتِیِّ وَجِشْتُ قَرْیَۃٌ شُیُوْخِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ - یہ فصل ہے مشائخ چشتیہ

کے اشغال میں اور وہ امام طریقہ خواجہ معین الدین حسن چشتی کے مرید ہیں اور چشت خواجہ معین الدین کے پیروں کے گاؤں کا نام ہے خدا راضی رہے ان سے اور ان کے سب پیروں سے **ف** مولانا نے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اس امت کے عمدہ اولیا میں ہیں ان کے ہاتھ پر ہزاروں کفار ہنود مسلمان ہوئے۔ منقول ہے کہ جب خواجہ کا وصال ہوا تو آپ کی پیشانی مبارک پر یہ نقش ظاہر ہو گیا۔ حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ یعنی خدا کا دوست خدا کی محبت میں مرمٹا وَقَالُوْا جَآءَ عَلِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی اَقْرَبِ الطُّرُقِ اِلَی اللّٰہِ وَ اَفْضَلِھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَ اَسْھَلِھَا لِعِبَادِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ بِمُلَازَمَۃِ الذِّکْرِ فِی الْخَلْوَۃِ فَقَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ کَیْفَ اَذْکُرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَمِّضْ عَیْنَیْکَ وَاسْمَعْ مِنِّیْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَعَلِیٌّ یَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ ثُمَّ لَقَّنَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْحَسَنَ الْبَصْرِیَّ وَھٰکَذَا حَتّٰی وَصَلَ اِلَیْنَا وَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ اِنَّمَا وَجَدْنَاہُ عِنْدَ ھٰؤُلَآءِ الْمَشَائِخِ وَ عَلٰی قَوَانِیْنِ اَھْلِ الْحَدِیْثِ

فِیْہِ بَحْثٌ طَوِیْلٌ اور مشائخ چشتیہ رح نے فرمایا کہ امام اولیا علی مرتضیٰ رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو راہ بتائیے جو سب راہوں سے زیادہ تر قریب ہو اللہ کی طرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک اور اُس کے بندوں پر آسان تر ہو تو آنحضرت علیہ الصَّلٰوۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کرلے مداومت ذکر کی خلوت میں سو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کیونکر ذکر کروں یا رسول اللہ صلعم فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو بند کر اور مجھ سے سُن تین بار سو آنحضرت صلعم نے تین بار فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور علی مرتضیٰ رض سُنتے تھے پھر علی مرتضیٰ رض نے تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور آنحضرت صلعم اُس کو سُنتے تھے پھر علی مرتضیٰ رض نے یہ طریقہ حسن رح بصری کو تعلیم کیا اسی طرح درجہ بدرجہ مرشد بمرشد ہم تک پہونچا مصنف رح نے فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہم نے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا۔ اور اہلِ حدیث کے قوانین پر تو اس میں طویل بحث ہے ف مولانا رح نے فرمایا بحث کی یہ وجہ ہے کہ یہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب ہے اور بہ شدت منقطع ہے اس واسطے کہ ملاقات حسن بصری رض کی علی مرتضیٰ رض سے باعتبار تاریخ کے ثابت نہیں اور رکاکت الفاظ اس پر علاوہ مترجم کہتا ہے فی الواقع کتب اسماء الرجال سے اتصال اس روایت کا مشکل ف ہے لیکن اولیائے چشت رضی اللہ عنہم کے ساتھ حُسنِ ظن اس کو مقتضی ہے کہ اس حدیث کو پایۂ اعتبار سے بشبہۂ انقطاع ساقط

ف خواجہ حسن بصری تابعی ہیں خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے اور شہادت عثمان رض تک مدینہ میں رہے۔ پھر بصرہ آ گئے۔ حضرت علی مرتضیٰ رض کا بصرہ آنا اور حسن بصری کا ملنا ثابت ہے۔ دیکھو رسالہ فخر الحسن ۔ ملخص از فخر الحسن اور صحیح الحسن (ع)

نہ کیجیے اس واسطے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بشرط عدالت رُوات حدیث مرسل بھی حجت ہے واللہ اعلم۔ فَاِذَا اَرَادَ الشَّیْخُ اَنْ یُّلَقِّنَ تِلْمِیْذَہٗ اَمَرَہٗ اَنْ یَّصُوْمَ یَوْمًا فَاِنْ کَانَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَھُوَ اَوْلٰی ثُمَّ یَاْمُرُہٗ بِالْاِسْتِغْفَارِ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَّالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاجْتَھِدْ اَنْ لَّا یَاْتِیَ عَلَیْکَ زَمَانٌ اِلَّا وَ اَنْتَ ذَاکِرٌ وَّاعْلَمْ اَنَّ قَلْبَکَ مَوْضُوْعٌ تَحْتَ ثَدْیِکَ الْاَیْسَرِ بِاِصْبَعَیْنِ عَلٰی صُوْرَۃِ زَھْرِ الصَّنَوْبَرِ وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ فَوْقَانِیٌّ وَّبَابٌ تَحْتَانِیٌّ۔ پھر جب مرشد ارادہ کرے اپنے مرید کی تلقین کرنے کا تو اُس کو امر کرے روزہ رکھنے کا سو اگر پنجشنبہ کے دن ہو تو بہتر ہے پھر اُس شخص سے امر کرے دس بار استغفار کرنے کو اور دس بار درود پڑھنے کو پھر مرشد کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی مضبوط کتاب میں فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے سو تو اس پر کوشش کر کہ کوئی زمانہ بدون ذکر کے تجھکو نہ گذرے اور معلوم کرائے طالب کو تیرا دل رکھا ہے تیری بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر بصورت شگوفہ چلغوزہ[۱] کے اور اُس کے دو

[۱] کتب لغت سے معلوم ہوا کہ چلغوزہ چیڑ کے درخت کو کہتے ہیں اور یہی درخت صنوبر ہے اور بعضوں نے صنوبر درخت سرو ناز بو کو بھی کہا ہے۔ ۱۲

دروازے ہیں ایک دروازہ اوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا۔ ف مصنفؒ
نے حاشیے میں فرمایا کہ باب فوقانی سے وہ مراد ہے جو جسم سے ملا ہے
اور باب تحتانی سے وہ مراد ہے جو روح سے متّصل ہے۔ اَمَّا الْبَابُ
الْفَوْقَانِیُّ فَفَتْحُہٗ بِالذِّکْرِ الْجَلِیِّ فَاَمَّا التَّحْتَانِیُّ فَفَتْحُہٗ بِالذِّکْرِ
الْخَفِیِّ دل کے اوپر کے دروازے کی کشایش تو ذکر جلی سے ہوتی ہے
اور نیچے کے دروازے کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے فَاِذَا اَرَدْتَّ
الذِّکْرَ الْجَلِیَّ فَاجْلِسْ مُتَرَبِّعًا وَّخُذِ الْعِرْقَ الَّذِیْ یُسَمّٰی
کَیْمَاسَ بِاِبْھَامِ قَدَمِكَ الْیُمْنٰی وَالَّتِیْ تَلِیْھَا وَسَمِعْتُ سَیِّدِی
الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَقُوْلُ ھُوَ عِرْقٌ فِیْ بَطْنِ الرُّکْبَۃِ یَھْبِطُ
مِنْ جَانِبِ الْفَخِذِ وَاَخْذُہٗ بِھٰذِہِ الْکَیْفِیَّۃِ یُفِیْدُ نَفْیَ الْخَوَاطِرِ
وَیَجْمَعُ الْھِمَّۃَ وَیُسَخِّنُ الْقَلْبَ تَسْخِیْنًا عَجِیْبًا۔ پھر جب تو ذکر
جلی کا ارادہ کرے تو چارزانو بیٹھ اور پکڑ اُس رگ کو جس کا کیماس
نام ہے اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کو داب کر
اور میں نے اپنے والد مرشد قدس سرہ سے سُنا کہتے تھے کہ کیماس وہ
رگ ہے زانو کے تلے ران کی جانب سے اُتری ہے اور اُس کا اس طرح
سے پکڑنا نفی وساوس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دل کو گرم کر دیتا
ہے عجیب گرمی کے ساتھ وَاجْلِسْ جَلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ
بِاجْتِمَاعِ الْعَزِیْمَۃِ ثُمَّ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِالشَّدِّ وَالْمَدِّ
وَاِخْرَاجِ الْقُوَّۃِ مِنْ دَاخِلِ الْقَلْبِ وَاَخْرِجْ لَفْظَۃَ لَا مِنْ

ذکر جلی

السُّرَّةِ وَامْدُدْهَا اِلَى الْمَنْكِبِ الْاَيْمَنِ وَلَفْظَةَ اِلٰهَ مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ تُشِيْرُ بِذٰلِكَ اَنَّكَ اَخْرَجْتَ حُبَّ مَنْ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ بَاطِنِكَ وَالْقِيْنَةَ خَلْفَكَ فَتَنَفَّسْ نَفَسًا اٰخَرَ فَاضْرِبْ اِلَّا اللّٰهُ فِي الْقَلْبِ بِالشِّدَّةِ وَالْقُوَّةِ اور بطریق مذکور بیٹھ بطور[1] نشست نماز کے رو بقبلہ حضور دل سے ہمت کو مجتمع کر کے پھر کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سختی اور کشیدگی کے ساتھ اور قوت کو دل کے اندر سے نکال کر اور لفظ لَآ کا ناف سے نکال اور اُس کو کھینچ داہنے مونڈھے تک اور لفظ اِلٰہ کا دماغ کی جھلّی سے اشارہ کرے تو اس تصور سے گویا تونے غیر خدا کی محبت کو اپنے اندر سے نکالا اور اُس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا پھر دوسرا دم لے سو اِلَّا اللّٰہُ کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کر وَيُلَاحِظُ الْمُبْتَدِيْ نَفْيَ الْمَعْبُوْدِيَّةِ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُتَوَسِّطُ نَفْيَ الْمَقْصُوْدِيَّةِ وَالْمُنْتَهِيْ نَفْيَ الْوُجُوْدِ اور اس نفی اور اثبات سے مبتدی ملاحظہ کرے نفی معبودیت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی وجود کا وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ فِيْ هٰذَا الذِّكْرِ جَمْعُ الْهِمَّةِ وَفَهْمُ الْمَعْنٰى وَيَنْبَغِيْ لِصَاحِبِ الذِّكْرِ الْجَلِيِّ اَنْ لَّا يُقَلِّلَ الطَّعَامَ جِدًّا بَلْ يَكْفِيْهِ

[1] ظاہرا ابتداے عبارت عربی پر ہمزہ رہ گیا ہے یعنی او اجلس ہو تردید کے لیے والافقط لفظ مستقبل القبلۃ بعد لفظ متربعا کے لکھنا کفایت کرتا تھا اُس مطلب کے لیے کہ جو مترجم نے یہاں زیادہ کیا واللہ اعلم ۱۲ ق۔

اَنْ یُخْلِیَ رُبْعَ الْمِعْدَۃِ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّاْکُلَ شَیْئًا مِنَ الدَّسَمِ لِئَلَّا یَتَشَوَّشَ دِمَاغُہٗ اور شرط اعظم اس ذکر میں ہمت کا جمع کرنا اور معنی کا بوجھنا ہے اور ذکر جلی کرنے والے کو لائق یہ ہے کہ کھانے کو نہایت کم نہ کرے بلکہ اُس کو کافی ہے کہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور مناسب ہے کہ کچھ چکنائی کھایا کرے تاکہ اُس کا دماغ نہ پریشان ہو خشکی کے سبب سے وَاِذَا اَرَدْتَّ پَاسَ اَنْفَاسٍ فَکُنْ مُسْتَیْقِظًا وَّاقِفًا عَلٰی اَنْفَاسِكَ فَکُلَّمَا خَرَجَ النَّفْسُ فَقُلْ مَعَ خُرُوْجِہٖ لَآ اِلٰہَ کَاَنَّكَ تُخْرِجُ مَحَبَّۃَ کُلِّ شَیْءٍ سِوَی اللّٰہِ مِنْ بَاطِنِكَ وَاِذَا دَخَلَ النَّفْسُ فَقُلْ مَعَ دُخُوْلِہٖ اِلَّا اللّٰہُ کَاَنَّكَ تُدْخِلُ وَتُثْبِتُ مَحَبَّۃَ اللّٰہِ فِیْ قَلْبِكَ اور جبکہ تو اے سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو بیدار اور اپنے دموں پر واقف ہو جا پھر جب دم باہر کو نکلے تو اُس کے نکلنے کے ساتھ لَآ اِلٰہَ کہہ گویا ہر چیز کی محبت تو سوائے خدا کے اپنے باطن سے نکالتا ہے اور جب دم اندر کی طرف آئے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ اِلَّا اللّٰہُ کہہ گویا تو داخل کرتا ہے اور محبت الٰہی کو ثابت کرتا ہے اپنے دل میں قَالُوْا وَالرُّکْنُ الْاَعْظَمُ رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّیْخِ عَلٰی وَصْفِ الْمَحَبَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ وَمُلَاحَظَۃِ صُوْرَتِہٖ قُلْتُ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَظَاہِرَ کَثِیْرَۃً فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِیًّا کَانَ اَوْ ذَکِیًّا اِلَّا وَقَدْ ظَہَرَ بِہٖ اٰیَۃٌ صَارَ مَعْبُوْدًا لَّہٗ فِیْ مَرْتَبَتِہٖ وَلِھٰذَا السِّرِّ نَزَلَ

پاس انفاس

الشَّرْعُ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْاِسْتِوَآءِ عَلَی الْعَرْشِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَبْصُقْ قِبَلَ وَجْھِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قِبْلَتِہٖ وَسَأَلَ جَارِیَۃً سَوْدَآءَ فَقَالَ اَیْنَ اللّٰہُ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَآءِ فَسَأَلَھَا مَنْ اَنَا فَاَشَارَ بِاِصْبَعِھَا تَعْنِیْ اللّٰہُ اَرْسَلَکَ فَقَالَ ھِیَ مُؤْمِنَۃٌ فَلَا عَلَیْکَ اَنْ لَّا تَتَوَجَّہَ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ وَلَا تَرْبُطَ قَلْبَکَ اِلَّا بِہٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّہِ اِلَی الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ النُّوْرِ الَّذِیْ وَضَعَہٗ عَلَیْہِ وَھُوَ اَزْھَرُ اللَّوْنِ کَمِثْلِ لَوْنِ الْقَمَرِ اَوْ بِالتَّوَجُّہِ اِلَی الْقِبْلَۃِ کَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَکُوْنُ کَالْمُرَاقَبَۃِ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم کی صفت پر اور اُس کی صورت کا ملاحظہ کرنا میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر کثیرہ ہیں سو نہیں کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر کہ اُس کے مقابل ظاہر ہو کر اُس کا معبود ہو گیا ہے بحسب مرتبہ اُس کے کے اور اسی بھید کے سبب سے رو بقبلہ ہونا اور استوار علی العرش کا شرع میں نازل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہے اُس کے درمیان اور اُس کے قبلہ کے درمیان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کالی لونڈی سے پوچھا تو فرمایا کہ اللہ کہاں ہے لونڈی نے آسمان کی

طرف اشارہ کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ میں کون
ہوں تو اُس نے اپنی اُنگلی سے اشارہ کیا مراد اُس کی یہ کہ خدا نے تجھ کو
بھیجا ہے پس فرمایا آپؐ نے کہ یہ ایماندار ہے تو اے سالک تجھ پر کچھ
مضائقہ نہیں اس میں کہ تو متوجہ نہ ہو مگر اللہ ہی کی طرف اور اپنا دل
نہ لگاوے مگر اُسی سے اگرچہ ہو عرش کی طرف متوجہ ہو کر اور اُس نور
کا تصوّر کر کے جس کو حق تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن
رنگ ہے چاند کے رنگ کے مانند یا قبلے کی طرف متوجہ ہو کر چنانچہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف اشارہ کیا ہے تو یہ اس حدیث[له]
کا گویا مراقبہ ہو گا واللہ اعلم **ف** مصنّفؒ نے حاشیے میں فرمایا کہ حق
تعالیٰ کی عالم مثال میں تجلّی ہے تو ہر شخص اپنی استعداد کے مناسب
اُس کو ادراک کرتا ہے مترجم کہتا ہے تجلّی اور عالم مثال کی حقیقت
کتب صوفیہ میں مفصّل مذکور ہے یہ رسالۂ مختصر لائق اُس کی تفصیل کے
نہیں۔ فَاِذَا تَنَوَّرَ الطَّالِبُ بِنُوْرِ الذِّكْرِ اَمَرَهٗ بِالْمُرَاقَبَةِ وَهِيَ
مُشْتَقَّةٌ مِّنَ الرَّقِيْبِ سُمِّيَتْ بِهٰذَا الْاِسْمِ لِاَنَّ الطَّالِبَ يُرَاقِبُ
قَلْبَهٗ اَوْ يُرَاقِبُ اللهَ كَمَا اَنَّ اللهَ يُرَاقِبُهٗ فَيَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ
اَوْ يَتَخَيَّلُ بِقَلْبِهٖ اَللهُ حَاضِرِيْ اَللهُ نَاظِرِيْ اَللهُ شَاهِدِيْ اَللهُ
مَعِيْ اَوْ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ اَوْ كَاَنَّهٗ حَاضِرٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ

له مراد حدیث سے یہی حدیث ہے جو ابھی اوپر گذری۔ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْصُقْ
قِبَلَ وَجْهِهٖ الحدیث ۱۲ ق

الْقِبْلَۃِ تُشَاھِدُہٗ پھر جب طالب رنگین ہو جاوے ذکر کے نور سے تو مرشد اُس کو مراقبہ کرنے کا امر کرے اور مراقبہ رقیب بمعنی محافظ اور نگہبان سے مشتق ہے اس کا نام مراقبہ اس واسطے رکھا گیا کہ سالک بعضی مراقبات میں اپنے دل کی محافظت اور نگہبانی کرتا ہے یا بعضے مراقبات میں اللہ تعالیٰ کا مراقب ہوتا ہے جیسا اللہ اُس کی حفاظت کرتا ہے تو مراقبہ کرنے کے وقت زبان سے کہے یا اپنے دل سے خیال کرے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی یا اس کا مراقبہ کرے اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۔ یعنی آگاہ ہو جا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہے یا اس کا مراقبہ کرے کہ گویا اللہ حاضر ہے تیرے درمیان اور تیرے قبلے کے درمیان میں اور تو اس کو مشاہدہ کرتا ہے۔ قَالَ الْمَشَآئِخُ مَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِی الْاَرْبَعِیْنِیَّۃِ یَلْزِمُہٗ مُرَاعَاتُ اُمُوْرٍ دَوَامُ الصِّیَامِ وَدَوَامُ الْقِیَامِ وَتَقْلِیْلُ الْکَلَامِ وَالطَّعَامِ وَالْمَنَامِ وَالصُّحْبَۃِ مَعَ الْاَنَامِ وَالْمُوَاظَبَۃُ عَلَی الْوُضُوْءِ فِیْ حَالَاتِ الْیَقْظَۃِ وَعِنْدَ الْمَنَامِ وَرَبْطُ الْقَلْبِ مَعَ الشَّیْخِ عَلَی الدَّوَامِ وَتَرْکُ الْغَفْلَۃِ رَأْسًا حَتّٰی تَکُوْنَ عِنْدَہٗ مِنَ الْحَرَامِ فَاِذَا اَدْخَلَ فِی الْحُجْرَۃِ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی تَعَوَّذَ وَسَمّٰی وَقَرَأَ سُوْرَۃَ النَّاسِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِذَا اَدْخَلَ الرِّجْلَ الْیُسْرٰی قَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کُنْ لِیْ کَمَا کُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِیْ مَحَبَّتَکَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَاشْغَلْنِیْ بِجَمَالِکَ

وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰھُمَّ امْحُ نَفْسِیْ بِجَذَبَاتِ ذَاتِكَ یَا اَنِیْسَ مَنْ لَّا اَنِیْسَ لَهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ مشائخ چشتیہ رح نے فرمایا جو چلے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے اُس کو چند امور کی رعایت کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا اور سدا قیام شب کرنا اور بولنے اور کھانے اور سونے اور صحبت خلق کو کم کر دینا اور ہمیشہ باوضو رہنا جاگنے اور سونے کے حالات میں اور مرشد کے ساتھ ہمیشہ دل کو لگائے رکھنا اور غفلت کو بالکل ترک کرنا یہاں تک کہ اُس کے نزدیک غفلت از قسم حرام کے ہو جائے پھر جب حجرے میں داہنا پاؤں داخل کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو تین بار پڑھے اور جب بایاں پاؤں داخل کرے تو اَللّٰھُمَّ سے آخر تک دعا کرے یعنی خداوندا تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں میرا مددگار ہو جا جیسا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار و کارساز تھا اور مجھکو اپنی محبت دے الٰہی مجھکو اپنی حب نصیب کر اور اپنے جمال کے ساتھ مشغول کر لے اور مجھکو عباد مخلصین میں کر ڈال الٰہی میرے نفس کو مٹا ڈال اپنی ذات کی کششوں سے اے انیس اُس کے جس کا کوئی انیس نہیں اے رب مجھکو نہ چھوڑ یو تنہا اور تو بہتر وارثین سے ہے۔ فَیَقُوْمُ عَلَی الْمُصَلّٰی وَیَقُوْلُ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا

وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ فِي الْاُوْلٰى اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَفِي الثَّانِيَةِ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَةً طَوِيْلَةً وَّيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا فَتَّاحُ خَمْسَ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَشْتَغِلُ بِالْاَذْكَارِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا پھر مصلے پر کھڑا ہو اور اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا الْمُشْرِكِيْنَ کو اکیس ۲۱ بار پڑھے یعنی میں نے اپنا منھ متوجہ کیا یکسو ہو کر اُس کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں داخل نہیں پھر دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ پھر لمبا سجدہ کرے اور دعا میں خوب کوشش کرے پھر پانچسو بار یا فَتَّاحُ کہے پھر اُن اذکار میں مشغول ہو جن کو ہم ذکر کر چکے یعنی ذکر جلی اور پاس انفاس اور مراقبات وَقَالُوْآ اِذَا دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ قَرَأَ سُوْرَةَ اِنَّا فَتَحْنَا فِيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَجْلِسُ مُسْتَقْبِلًا اِلَى الْمَيِّتِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ فَيَقْرَأُ سُوْرَةَ الْمُلْكِ وَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ وَيَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ اِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ يَقْرُبُ مِنَ الْمَيِّتِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَقُوْلُ يَا رُوْحُ يَضْرِبُهٗ فِي السَّمَاءِ وَيَا رُوْحَ الرُّوْحِ يَضْرِبُهٗ فِي الْقَلْبِ حَتّٰى يَجِدَ اِنْشِرَاحًا وَّنُوْرًا ثُمَّ يَنْتَظِرُ لِمَا يُفِيْضُ مِنْ صَاحِبِ الْقَبْرِ عَلٰى قَلْبِهٖ -

اور مشائخ چشتیہ رحمہ نے فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا دو رکعت میں پڑھے پھر میت کی طرف سامنے ہو کر کعبۂ معظمہ کو پشت دے کر بیٹھے پھر سورۂ مُلک پڑھے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور گیارہ بار سورۂ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو جاوے پھر کہے یارب یارب اکیس بار پھر کہے یاروح اور اُس کو آسمان میں ضرب کرے اور یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے یہاں تک کہ کشایش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اُس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو کے دل پر وَلِلْچِشْتِیَّۃِ صَلٰوۃٌ تُسَمّٰی صَلٰوۃَ الْمَعْکُوْسِ لَمْ نَجِدْ مِنَ السُّنَّۃِ وَلَا اَقْوَالِ الْفُقَہَآءِ مَا نَشُدُّ ھَا بِہٖ فَلِذٰلِکَ حَذَفْنَاھَا وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ اور چشتیوں کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صَلٰوۃُ الْمَعْکُوْس کہتے ہیں۔ ہم نے سنت مصطفویہ اور اقوال فقہا سے ایسی اصل اُس کی نہیں پائی جس سے ہم اُس کی تقویت کریں اسی واسطے ہم نے اُس کو ذکر نہ کیا اور علم اُس کے جواز اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے۔ وَلَھُمْ صَلٰوۃٌ تُسَمّٰی صَلٰوۃَ کُنْ فَیَکُوْنَ اور چشتیہ کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صَلٰوۃ کُنْ فَیَکُوْن کہتے ہیں ف صَلٰوۃ کُنْ فَیَکُوْن اس واسطے کہتے ہیں کہ مطلب برآری میں اُس کی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہے۔ قَالُوْا مَنِ اعْتَرَضَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ صَعْبَۃٌ فَلْیَرْکَعْ کُلَّ لَیْلَۃٍ مِّنْ لَّیَالِی الْاَرْبَعَآءِ وَالْخَمِیْسِ وَالْجُمُعَۃِ رَکْعَتَیْنِ

شغل نمود واستمداد از پیران

صلوٰۃ المعکوس

صلوٰۃ کن فیکون

يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَّ الْاِخْلَاصَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَ
فِي الثَّانِيَةِ الْفَاتِحَةَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّ الْاِخْلَاصَ مَرَّةً وَّ يَقُوْلُ
مِائَةَ مَرَّةٍ ای آسان کنندۂ دشواریها وای روشن
کنندۂ تاریکیها مِائَةَ مَرَّةٍ وَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ
وَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّ
يَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ فَإِذَا كَانَتِ الثَّالِثَةُ
فَعَلَ هٰذَا ثُمَّ حَسَرَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهٖ وَ جَعَلَ كُمَّهٗ
فِيْ عُنُقِهٖ وَ بَكٰى وَ دَعَا اللهَ اِلٰى حَاجَتِهٖ خَمْسِيْنَ مَرَّةً فَإِنَّهٗ
لَابُدَّ يُسْتَجَابُ لَهٗ وَاللهُ اَعْلَمُ مشائخ چشتیہ رح نے صلوٰۃ کُنْ
فَيَكُوْنُ کے بیان میں کہا ہے کہ جس کو سخت حاجت پیش آوے تو
چاہیئے کہ ہر رات کو لیالی ثلثہ یعنی چہارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی
راتوں میں دو رکعتیں ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار
اور قُلْ هُوَ اللهُ سَو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سَو بار
اور قُلْ هُوَ اللهُ ایک بار اور سَو بار یوں کہے اے آسان کنندۂ
دشواریہا واے روشن کنندۂ تاریکیہا سَو بار اور استغفار کرے
سَو بار اور درود پڑھے سَو بار اور حق تعالیٰ سے دعا کرے بحضور قلب
پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی
کو سر سے اُتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے
اور حق تعالیٰ سے دعا کرے پچاس ۵۰ بار تو بالضرور انشاء اللہ تعالیٰ

دعا اُس کی مستجاب ہوگی واللہ اعلم **ف** مولانا رح نے فرمایا کہ بعضے ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا حالانکہ ادعیۂ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں۔ ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب ردا یعنی چادر کا اُلٹنا پلٹنا نماز استسقا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جاوے تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا واسطے اشعار گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکر جائز نہ ہوگا۔

فصل چھٹی ۶

فِی اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ النَّقْشْبَنْدِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ خُوَاجَہْ بَھَآءُ الدِّیْنِ نَقْشْبَنْدِ الْبُخَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ یہ فصل ہے مشائخ نقشبندیہ رح کے اشغال میں نقشبندیہ امام طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رح کے مرید ہیں اللہ راضی ہو اُن سے اور اُن کے سب مریدوں سے قَالُوْا طُرُقُ الْوُصُوْلِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثٌ اَحَدُھَا الذِّکْرُ فَمِنْہُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَھُوَ الْمَاثُوْرُ عَنْ مُتَقَدِّمِیْھِمْ۔ نقشبندیہ نے کہا کہ اللہ تک پہونچنے کی تین راہیں ہیں ایک تو ذکر ہے سو منجملہ ذکر کے نفی اور اثبات ہے اور وہی منقول ہے متقدمین نقشبندیہ سے

اشغال نقشبندیہ

وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّغْتَنِمَ فُرْصَۃً مِّنَ التَّشْوِیْشَاتِ الْخَارِجِیَّۃِ کَالْاِسْتِمَاعِ اِلٰی اَحَادِیْثِ النَّاسِ وَالدَّاخِلِیَّۃِ کَالْجُوْعِ الْمُفْرِطِ وَالْغَضَبِ وَالْاَلَمِ وَالشِّبْعِ الْمُفْرِطِ ثُمَّ یَذْکُرَ الْمَوْتَ وَیُحْضِرَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ وَیَسْتَغْفِرَ اللّٰہَ تَعَالٰی مِمَّا صَدَرَ مِنْہُ مِنَ الْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَضُمَّ شَفَتَیْہِ وَیُغَمِّضَ عَیْنَیْہِ وَیَحْبِسَ نَفَسَہٗ فِیْ بَطْنِہٖ وَ یَقُوْلَ بِالْقَلْبِ لَا یُخْرِجُھَا مِنْ سُرَّتِہٖ اِلَی الْاَیْمَنِ وَیَمُدُّھَا حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی مَنْکِبِہٖ ثُمَّ یُحَرِّکُ مَنْکِبَہٗ اِلٰی رَاْسِہٖ فَیَقُوْلُ اِلٰہَ ثُمَّ یَضْرِبَ فِیْ قَلْبِہٖ بِالشِّدَّۃِ اِلَّا اللّٰہُ - اور طریقہ نفی واثبات کے ذکر کا یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے تشویشات بیرونی سے چنانچہ لوگوں کی گفتگو سُننا اور تشویشات اندرونی سے چنانچہ گرسنگی زائد اور غضب اور درد اور سیری بہت پھر موت کو یاد کرے اور تصور میں اُس کو اپنے سامنے کرلے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے اُن گناہوں کی جو اُس سے صادر ہوئے پھر دونوں لبوں اور دونوں آنکھوں کو بند کرے اور دم کو اپنے پیٹ میں حبس کرے اور دل سے کہے لا اس کو اپنی ناف سے داہنی طرف نکالے اور کھینچے یہاں تک کہ اپنے مونڈھے تک پہونچے پھر مونڈھے کو سر کی طرف جھکاوے اور ہلاوے اور کہے اِلٰہ پھر ضرب لگاوے اپنے دل میں سختی سے اِلَّا اللّٰہُ کی

شغل نفی واثبات

ف مصنف قدس سرہٗ کے بھائی حضرت شاہ اہل اللہ نے چار باب میں فرمایا کہ مبادی سلوک میں

اسم ذات ہے ہر روز بارہ ہزار بار اور نفی اور اثبات ہر ایک ایک ہزار ایک بار مواظبت کرنا آثار عجیب اور غریب کا مثمر ہے۔ قَالُوْا لِحَبْسِ النَّفْسِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فِي تَسْخِيْنِ الْبَاطِنِ وَجَمْعِ الْعَزِيْمَةِ وَهَيَجَانِ الْعِشْقِ وَقَطْعِ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ وَيَتَدَرَّجُ فِي الْحَبْسِ لِئَلَّا يَثْقُلَ عَلَيْهِ وَالْمُرَادُ بِالْحَبْسِ غَيْرُ الْمُفْرِطِ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا يَاْمُرُ بِهِ الْجُوْكِيَّةُ بَوْنٌ بَائِنٌ۔ نقشبندیہ نے فرمایا کہ حبس نفس یعنی دم روکنے کی عجیب خاصیت ہے باطن کے گرم کردینے اور جمعیت عزیمت اور عشق کے اُبھارنے اور وساوس کے قطع کرنے میں اور بتدریج اندک اندک حبس دم کی مشق کرے تا اُس پر گراں نہ ہوجاوے اور خشکی کی بیماری نہ پیدا ہوجاوے اور حبس دم سے حبس غیر مفرط مراد ہے جس کی نوبت حصر نفس تک نہ پہونچے تو نقشبندیہ رح کے حبس دم میں اور جس کو جوگی بتاتے ہیں فرق بعید ہے ف: مصنف قدس سرہ نے فرمایا۔ رباعی

حاشا کہ اکابر رہ جوگیہ روند ❊ اثبات مقالات رہا بین بکنند
حبس نفس و حصر نفس دارد فرق ❊ حبس نفس است آنچہ نشانش بدہند

وَكَذٰلِكَ لِعَدَدِ الْوِتْرِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اَوَّلًا هٰذِهِ الْكَلِمَةَ مَرَّةً فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّهٰكَذَا يَتَدَرَّجُ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى اَحَدٍ وَّعِشْرِيْنَ مَعَ الْمُرَاعَاةِ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ اور حبس دم کے مانند شمار

طاق کی بھی عجیب خاصیت ہے تو اوّل اسی کلمہ توحید کو ایک بار ایک
دم میں کہے پھر تین بار ایک دم میں کہے اسی طرح درجہ بدرجہ چند روز
کی مشق میں اکیس۲۱ بار تک پہونچے طاق عدد کی مراعات کے ساتھ یعنی
اوّل بار ایک بار اور دوسری بار تین بار اور تیسری بار پانچ بار اور
چوتھی بار سات بار علی ھذا القیاس وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ مُلَاحَظَۃُ
نَفْیِ الْمَعْبُوْدِیَّۃِ اَوِ الْمَقْصُوْدِیَّۃِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی
وَاِثْبَاتِھَا لَہٗ تَعَالٰی عَلٰی وَجْہِ التَّاکِیْدِ وَاجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ لَا کَمَا
یَدُوْرُ فِی النَّفْسِ مِنَ الْخَطَرَاتِ وَالْاَحَادِیْثِ۔ اور شرط اعظم
نفی واثبات ذکر میں ملاحظہ کرنا ہے نفی معبودیت یا نفی مقصودیت یا
نفی وجود کا غیر اللہ تعالیٰ سے اور اثبات معبودیت وغیرہ کا حق تعالیٰ
کے واسطے بروجہ تاکید اور اجتماع خاطر نہ اُس طرح جیسے دل میں خطرات
اور باتوں کے خیالات گھومتے پھرتے ہیں۔ وَمَنْ بَلَغَ اِلٰی اِحْدٰی
وَعِشْرِیْنَ مَرَّۃً وَلَمْ یَنْفَتِحْ لَہٗ بَابٌ مِّنَ الْجَذْبِ وَالْاِنْصِرَافِ
الْبَاطِنِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَجَبَ الْاِشْتِغَالُ بِاِسْمِہٖ وَالنَّفْرَۃُ عَنِ
الْاَشْغَالِ الْاُخْرٰی فَلْیَعْرِفْ اَنَّ عَمَلَہٗ لَمْ یُقْبَلْ فَلْیَسْتَاْنِفْ
بِھٰذِہِ الشُّرُوْطِ مِنَ الثَّلٰثَۃِ اِلٰی اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ اور جو شخص
کہ اکیس بار تک پہونچا اور اُس کے واسطے جذب یعنی کشش ربانی اور
خدا کی طرف گردش باطن کا دروازہ نہ کھلا تو اُس کو اُس کے اسم
کی مشغولی واجب ہوئی اور نفرت اشغال دیگر سے لازم آئی تو

طریق اثبات مجرد

چاہیئے کہ وہ معلوم کرے کہ اُس کا عمل مقبول نہ ہوا تو بشروط مذکورہ اُس کو پھر از سر نو تئین سے شروع کرنا چاہیئے اکیس بار تک - وَ مِنْہُ الْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ کَانَّہٗ لَمْ یَکُنْ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ وَ اِنَّمَا اسْتَخْرَجَہٗ خَوَاجَہْ مُحَمَّدُ بَاقِیْ اَوْ مَنْ یَقْرُبُ مِنْہُ الزَّمَانِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہے یعنی فقط اللہ کا لفظ ذکر کرے بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ کے نزدیک نہ تھا اُس کو تو خواجہ محمد باقی نے یا اُن کے کسی قریب العصر نے نکالا ہے واللہ اعلم **ف** مولانا رحمہ نے فرمایا کہ اثبات مجرد شریعت میں کہیں ثابت نہیں اس واسطے کہ ذات بحت کا تصور عوام کو ممکن نہیں بلکہ شرع میں اسم ذات بعض صفات یا بعض محامد کے ساتھ یا بعض ادعیہ کے ساتھ وارد ہوا ہے سَمِعْتُ سَیِّدِیْ الْوَالِدَ یَقُوْلُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ اَنْفَعُ لِلسُّلُوْکِ فَالْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ اَنْفَعُ لِلْجَذْبِ - میں نے اپنے والد مرشد سے سنا فرماتے تھے کہ نفی اور اثبات سلوک کے واسطے مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب اور کشش کے واسطے زیادہ تر مفید ہے - وَ صِفَتُہٗ اَنْ یُّخْرِجَ لَفْظَۃَ اللّٰہِ مِنْ سُرَّتِہٖ بِالشِّدِّ التَّامِّ وَ یَمُدُّھَا حَتّٰی یَصِلَ اِلَی اُمِّ دِمَاغِہٖ مَعَ الْحَبْسِ وَالتَّدْرِیْجِ فِی الزِّیَادَۃِ حَتّٰی اَنَّ مِنْھُمْ مَنْ یَّقُوْلُھَا فِیْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَّقَدْ رَاَیْتُ اِمْرَأَۃً مِّنْ مُّخْلِصَاتِ سَیِّدِیْ الْوَالِدِ تَقُوْلُھَا اَلْفَ مَرَّۃٍ فِیْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّ اَکْثَرَ

مِنْ ذٰلِكَ اَيْضًا اور طریقہ اثبات مجردہ کا یہ ہے کہ اللہ کی لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اس کو کھینچے یہاں تک کہ اس کے دماغ کی جھلی تک پہونچے حبس دم کے ساتھ اور اندک اندک زیادہ کرتا جاوے۔ یہاں تک بعضے نقشبندی ایک دم میں اس کو ہزار بار کہتے ہیں اور البتہ میں نے ایک عورت کو جو مرشد کے مریدوں سے تھی دیکھا کہ اسم ذات کو ایک دم میں ہزار بار کہتی تھی اور اس سے اکثر بھی وَسَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّهٗ يَحْكِيْ عَنْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ كَانَ فِي الْبِدَايَةِ يَقُوْلُ النَّفْيَ وَالْاِثْبَاتَ فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ مِّائَتَيْ مَرَّةٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور میں نے اپنے والد مرشد سے سنا اپنا حال نقل فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک میں نفی اور اثبات کو ایک دم میں دو سو بار کہتے تھے واللہ اعلم وَثَانِيْهَا الْمُرَاقَبَةُ اور دوسرا طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ ہے ف مصنف قدس سرہ نے حاشیہ منتہیہ میں فرمایا کہ حقیقت مراقبہ بوجہیکہ شامل جمیع افراد آن باشد آنست کہ توجہ قوت دراکہ با قبال تمام بسوئے صفات حضرت حق نمودن یا بسوئے حالت انفکاک[1] روح از جسد تا مثل آن تا آنکہ عقل و وہم و خیال و جمیع حواس تابع آن توجہ گردد و آنچہ محسوس نیست بمنزلہ محسوس نصب العین گردد۔ وَصِفَتُهَا اَنْ يَحْبِسَ النَّفَسَ تَحْتَ السُّرَّةِ حَبْسًا يَسِيْرًا ثُمَّ يَتَوَجَّهُ

[1] انفکاک بمعنی جدا شدن ۱۲

بِمَجَامِعِ اِدْرَاکِہٖ اِلَی الْمَعْنَی الْمُجَرَّدِ الْبَسِیْطِ الَّذِیْ یَتَصَوَّرُہٗ کُلُّ
اَحَدٍ عِنْدَ اِطْلَاقِ اسْمِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ قَلَّ مَنْ یُّجَوِّدُہٗ عَنِ اللَّفْظِ فَلْیَجْتَہِدْ
ھٰذَا الطَّالِبُ اَنْ یُّجَوِّدَ ھٰذَا الْمَعْنٰی عَنِ الْاَلْفَاظِ وَیَتَوَجَّہَ اِلَیْہِ
مِنْ غَیْرِ مُزَاحَمَۃِ الْخَطَرَاتِ وَالتَّوَجُّہِ اِلَی الْغَیْرِ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ لَّا یُمْکِنُہٗ ھٰذَا النَّحْوُ مِنَ الْاِدْرَاکِ فَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ
یَّاْمُرُ مِثْلَ ھٰذَا بِالدُّعَاءِ وَصِفَتُہٗ اَنْ لَّا یَزَالَ یَدْعُو اللّٰہَ
بِقَلْبِہٖ یَقُوْلُ یَارَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ قَدْ تَبَرَّأْتُ اِلَیْکَ عَنْ
کُلِّ مَاسِوَاکَ وَنَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْمُنَاجَاتِ وَمِنْھُمْ مَنْ
یَّاْمُرُہٗ بِتَخَیُّلِ الْخَلَاءِ الْمُجَرَّدِ اَوِ النُّوْرِ الْبَسِیْطِ فَیَتَدَرَّجُ الطَّالِبُ
مِنْ ھٰذَا التَّخَیُّلِ اِلَی التَّوَجُّہِ الْمَذْکُوْرِ - اور طریقہ مراقبے کا یہ ہے
کہ دم کو بند کرے ناف کے نیچے تھوڑا سا پھر اپنے جمیع حواس مدرکہ
سے متوجہ ہو معنی مجرد بسیط کی طرف جس کو ہر شخص اللہ کے نام بولنے
کے وقت تصور کرتا ہے ولیکن ایسے لوگ کمتر ہیں جو اس معنی بسیط کو
لفظ سے خالی کر سکیں تو طالب کوشش کرے اس معنی بسیط کو الفاظ
سے جدا کرے اور اُس کی طرف متوجہ ہو بلا مزاحمت خطرات اور
التفات ماسوے اللہ کے اور بعضے لوگوں سے اس قسم کا ادراک
نہیں ہو سکتا ہے سو بعضے مشائخ تو ایسے شخص کو اس طرح کی دعا
بتاتے ہیں اور طریقہ اُس دعا کا یہ ہے کہ ہمیشہ دل سے کیا کرے یوں
کہے اے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں بیزار ہو آیا تیری طرف

تیرے ماسوا سے اور مانند اس کے کوئی اور مناجات کرے اور بعضے
مشائخ شخص مذکور کو خلائے مجرد یا نور بسیط کے خیال کرنے کو فرماتے
ہیں تو طالب اس تخیل سے توجہ مذکور کی طرف بتدریج پہونچ جاتا ہے
مترجم کہتا ہے خلائے مجرد سے یہ مراد ہے کہ سارے عالم کے مکان
کو جمیع اجسام سے خالی تصوّر کرے اور نور بسیط سادہ روشنی سے
عبارت ہے ۔ وَثَالِثُهَا الرَّابِطُ بِشَیْخِہٖ اور تیسرا طریقہ
وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل بہم پہونچانا ہے اپنے مرشد
کے ساتھ عرف مولانا رح نے فرمایا حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ
زیادہ قریب تر ہے گا ہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو اُس کی مزید
محبت سے مرشد اُس میں تصرف کرتا ہے مشائخ طریقت نے فرمایا
ہے کہ اللہ کے ساتھ صحبت رکھو سو اگر تم سے نہ ہو سکے تو اُن کے
ساتھ صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں عارف باللہ شیخ
عبد الرحیم قدس سرہ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت کے کلام کے معنی یہ
ہیں کہ پہلے تو سامنا کرنا چاہیئے کامل بیداری اور ہوشیاری سے
جو ایک پرتو ہے تجلی ذاتی کے اظلال سے تاکہ تعلق کونین سے مخلصی
حاصل ہو جاوے سو اگر یہ نہ ہو سکے تو اُن لوگوں سے تعلق بہم پہونچانا
چاہیئے جو اس پرتو سے مشرف ہوئے ہیں جو اپنے نفوس اور علائق
ماسوا سے نجات پا گئے ہیں اور اس آیت قرآنی میں کُوْنُوْا مَعَ
الصَّادِقِیْنَ ۔ یعنی سچوں کے ساتھ رہو ایک طرح کا اس میں

اشارہ ہے رابطۂ مرشد کا اگر مرشد کامل شہود ذاتی کا واصل ہو تو
اُس کی توجہ سے اندک زمانے میں وہ حاصل ہوتا ہے جو سالہا سال
کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا اور کیا خوب کہا ہے شعر

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین ❊ طعنہ زند بر دہہ سخرہ کند بر چلہ

وَشَرْطُهَا اَنْ يَّكُوْنَ الشَّيْخُ قَوِيَّ التَّوَجُّهِ دَائِمَ الْيَادْدَاشْتْ
فَاِذَا صَحِبَهٗ خَلّٰى نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مَحَبَّتَهٗ وَيَنْتَظِرُ
لِمَا يُفِيْضُ مِنْهُ وَيُغْمِضُ عَيْنَيْهِ اَوْ يَفْتَحُهُمَا وَيَنْظُرُ بَيْنَ
عَيْنَيِ الشَّيْخِ فَاِذَا اَفَاضَ شَيْءٌ فَلْيَتْبَعْهُ بِمَجَامِعِ قَلْبِهٖ
وَلْيُحَافِظْ عَلَيْهِ وَاِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يُخَيِّلُ صُوْرَتَهٗ بَيْنَ
عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَالتَّعْظِيْمِ فَتُفِيْدُ صُوْرَتُهٗ مَا
تُفِيْدُ صُحْبَتُهٗ اور رابطۂ مرشد کی شرط کا یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ
ہو یاد داشت کی مشق دائمی رکھتا ہو پھر جب ایسے مرشد کی صحبت
کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا
اُس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اُس کی طرف سے فیض
آوے اور دونوں آنکھیں بند کر لے یا اُن کو کھول دے اور مرشد کی
دونوں آنکھوں کے بیچ میں ٹکی لگا دے پھر جب کسی چیز کا فیض آوے
تو اُس کے پیچھے پڑ جاوے اپنے دل کی جمعیت سے اور چاہیئے کہ اُس فیض
کی محافظت کرے اور جب مرشد اُس کے پاس نہ ہو تو اُس کی صورت
کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور

تعظیم کے تو اُس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی تھی ف مولانا رح نے فرمایا مرشد کی شرط یہ ہے کہ واصل بمقام مشاہدہ ہو اور نورانی بہ تجلیات ذاتیہ ہو جن کے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو بموجب اس حدیث صحیح کے ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللہُ - یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد پڑے اور جن کی صحبت فوائد صحبت کے مفید ہو بموجب اس حدیث کے ھُمْ جُلَسَاءُ اللہِ کہ اولیاء اللہ جلیس ہیں خدا کے اور بمقتضائے اس حدیث معتمد کے ھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقیٰ جَلِیْسُھُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی قوم ہے جن کا جلیس اور ہم صحبت بدبخت نہیں ہوتا - مترجم کہتا ہے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بموجب احادیث مذکورہ کے ولی کی علامت بتائی اس قول میں - رباعی

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ❊ وز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار زصحبتش گریزان میباش ❊ ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

خلاصہ یہ ہے کہ جس کی صحبت سے دنیا سرد ہو اور ہر طرف سے دل ٹوٹ کر حضرت حق سے متعلق ہو جاوے تو اُس کی صحبت اور محبت اکسیر اعظم ہے اور جب دنیا دل سے نہ منقطع ہوئی تو تضیع اوقات ہے اُس کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے پس واجب ہے کہ غلو عوام پر دھوکا نہ کھاوے ہر شیخ سے بیعت نہ کرلے بلکہ طریقت کی بیعت اُس مرشد کامل مکمل سے کرے جس کی ولایت کی علامات

ظاہر اور باہر ہوں۔ مولوی روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ **شعر**

اے بسا ابلیس آدم روے ہست ٭ پس بہر دستے نشاید داد دست

اعتقاد اور محبت مرشد کی عمدہ چیز ہے لیکن افراط اور تفریط ہر امر میں معیوب ہے ایسی افراط بھی بہتر نہیں جس میں صورت پرستی کی نوبت پہونچے اور شریعت محمدیہ کی مخالفت ہو جاوے حق تعالیٰ ہر امر میں صراط مستقیم پر قائم رکھے آمین۔ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَقُوْلُ یَجِبُ عَلَی السَّالِکِ اِذَا کَانَ عَلٰی ھَیْئَۃٍ وَحَصَلَ لَہٗ شَیْءٌ مِنْ ھٰذَا الْمَعْنٰی اَنْ لَّا یُغَیِّرَ تِلْکَ الْھَیْئَۃَ فَاِنْ کَانَ قَائِمًا لَمْ یَقْعُدْ وَاِنْ کَانَ قَاعِدًا لَمْ یَقُمْ اور والد مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے سالک پر واجب ہے کہ جب کسی شکل اور ہئیات پر ہو اور اُس کو اس بات سے کوئی حال حاصل ہو اُس شکل کو نہ بدل ڈالے پس اگر کھڑا ہو تو نہ بیٹھے اور اگر بیٹھا ہو تو کھڑا نہ ہو جاوے وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ یَّاْمُرُ بِتَخَیُّلِ الْقَلْبِ مَکْتُوْبًا عَلَیْہِ اِسْمُ اللّٰہِ بِالذَّھَبِ اور بعضے وہ مشائخ ہیں جو سالک کو بتلاتے ہیں دل میں اسم اللہ کو سونے سے لکھا ہوا خیال کرنے کا۔ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَقُوْلُ اَمَرَنِیْ خَوَاجَہ ھَاشِمُ الْبُخَارِیُّ رح بِکِتَابَۃِ اِسْمِ الذَّاتِ وَاَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِیْنَ فَاَکْثَرْتُ مِنْھَا وَاَخَذْتُ بِجَامِعِ قَلْبِیْ حَتّٰی اِنِّیْ کُنْتُ مَشْغُوْلًا بِکِتَابَۃِ کِتَابٍ فَکَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ عَلٰی نَحْوٍ مِّنْ اَرْبَعَۃِ اَوْرَاقٍ وَّمَا شَعَرْتُ اور والد مرشد سے

میں نے سُنا فرماتے تھے کہ مجھکو خواجہ ہاشم بخاریؒ نے اسم ذات کے لکھنے کو فرمایا اور میں دس برس کا تھا میں نے اس کے لکھنے کی کثرت کی اور اس کی تحریر میں نے اپنے دل میں جمالی یہاں تک کہ ایک کتاب کے لکھنے میں مشغول تھا تو اسم ذات کو میں بقدر چار ورقوں کے لکھ گیا اور مجھکو کچھ خبر نہ ہوئی۔ ف مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہٗ سے سُنا کہ کتاب مذکور ملّا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کا حاشیہ تھا شرح عقائد کے حاشیہ خیالی پر وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ رَاَیْتُ خُوَاجَہْ خُرْدْ یَکْتُبُ بِاِبْہَامِہٖ عَلٰی اَصَابِعِہِ الْاَرْبَعِ شَیْئًا فِیْ مَجْلِسِہٖ وَکَلَامِہٖ وَشَانِہٖ کُلِّہٖ فَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ کَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ فِیْ بِدَایَۃِ اَمْرِیْ وَصَارَتْ دَیْدَنًا لَّا اَسْتَطِیْعُ الْاِنْقِلَاعَ عَنْھَا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور والدؒ مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ میں نے خواجہ خُرد یعنی خواجہ محمد باقی کو دیکھا کہ اپنے انگوٹھے سے اپنی چاروں اُنگلیوں پر کچھ لکھتے تھے اپنی نشست اور بات کرنے اور سب کاموں میں تو میں نے اُن سے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اسم ذات ابتدائے سلوک میں لکھا تھا اور اب مجھکو ایسی عادت ہوگئی ہے کہ میں اُس کے چھوڑنے پہ قادر نہیں ہوں واللہ اعلم۔ وَلِلنَّقْشْبَنْدِیَّۃِ کَلِمَاتٌ عَلَیْھَا بِنَاءُ طَرِیْقَتِھِمْ بَعْضُھَا اِشَارَۃٌ اِلٰی ھٰذِہِ الْاَشْغَالِ وَبَعْضُھَا عَلٰی شُرُوْطِ تَاثِیْرِھَا فَلْنَذْکُرْھَا اور مشائخ نقشبندیہ کے چند اصطلاحات ہیں۔ جن پر اُن کے طریقے کی بنا ہے۔ بعضی اصطلاحوں میں تو اُن ہی اشغال مذکور

کلمات نقشبندیہ

کی طرف اشارہ ہے اور بعضی اُن کی تاثیر کی شرطوں پر تو ہم کو اُن کا ذکر کرنا چاہیئے - ھوش در دم نظر بر قدم سفر در وطن خلوت در انجمن یاد کرد بازگشت نگھداشت یادداشت فَهٰذِهِ هِيَ الْمَأْثُوْرَةُ عَنْ خُوَاجَہ عَبْدِ الْخَالِقِ الْغُجْدَوَانِيْ وَبَعْدَهَا ثَلٰثَةٌ مَأْثُوْرَةٌ عَنِ الْخُوَاجَہ نَقْشَبَنْدْ وُقُوْفُ زَمَانِيٌّ وُقُوْفُ قَلْبِيٌّ وُقُوْفُ عَدَدِيٌّ - (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت - تو یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے منقول ہیں اور اُن کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ نقشبند سے مروی ہیں (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی - اَمَّا هوش در دم فَمَعْنَاهُ التَّيَقُّظُ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ فَلَا يَزَالُ مُتَيَقِّظًا مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ هَلْ هُوَ غَافِلٌ اَوْ ذَاكِرٌ هٰذَا الطَّرِيْقُ التَّدْرِيْجِ اِلٰى دَوَامِ الْحُضُوْرِ وَهٰذَا لِلْمُبْتَدِيْ فَاِذَا تَوَسَّطَ فِي السُّلُوْكِ فَلْيَكُنْ مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ طَائِفَةٍ مِّنَ الزَّمَانِ مِثْلُ اَنْ يَّتَاَمَّلَ بَعْدَ كُلِّ سَاعَةٍ هَلْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْهَا غَفْلَةٌ اَوْ لَا فَاِنْ دَخَلَتْ غَفْلَةٌ اِسْتَغْفَرَ وَعَزَمَ عَلٰى تَرْكِهَا فِي الْمُسْتَقْبِلِ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَصِلَ اِلَى الدَّوَامِ وَيُسَمّٰى هٰذَا الْاَخِيْرُ بِوُقُوْفِ زَمَانِيٍّ وَاسْتَخْرَجَهٗ خُوَاجَہ نَقْشَبَنْدْ لِمَا رَاٰى اَنَّ التَّوَجُّهَ اِلٰى عِلْمِ الْعِلْمِ

فِی کُلِّ نَفَسٍ یُشَوِّشُ حَالَ الْمُتَوَسِّطِ فَاِنَّمَا اللَّائِقُ بِہٖ الْاِسْتِغْرَاقُ فِی التَّوَجُّہِ اِلَی اللہِ بِحَیْثُ لَا یُزَاحِمُہٗ عِلْمُ ھٰذَا التَّوَجُّہِ۔ تو ہوش در دم کے معنی ہوشیاری اور بیداری ہے ہر دم کے ساتھ تو ہمیشہ بیدار اور متجسس رہے اپنی ذات سے ہر سانس میں کہ وہ غافل ہے یا ذاکر اور یہ طریقہ ہے بتدریج دوام حضور کے حاصل کرنے کا اور اس طرح کی ہوشیاری مبتدی کے واسطے مخصوص ہے پھر جب آگے بڑھے اور سلوک کے درمیان میں آوے تو چاہیے کھوج کرتا رہے اپنی ذات کا تھوڑی مدت میں اس طرح کہ تامل کرے ہر ساعت کے بعد کہ اس ساعت میں غفلت آئی یا نہیں سو اگر غفلت آگئی ہو تو استغفار کرے اور آیندہ کو اس کے چھوڑنے کا ارادہ کرے اسی طرح مدام تفحص کرتا رہے یہاں تک کہ دوام حضور کو پہونچ جاوے اور یہ پچھلے طریق کی ہوشیاری مسمیٰ بوقوف زمانی ہے اس کو خواجہ رحمہ نقشبند نے استخراج کیا اس واسطے کہ انھوں نے معلوم کیا کہ متوجہ ہونا علم العلم یعنی دانست کو دریافت کرنا ہر دم میں سالک متوسط کے حال کو پریشان کرتا ہے اس کے مناسب تو استغراق ہے توجہ الی اللہ میں اس طرح پر کہ اس کو اپنے متوجہ ہونے کی دانست میں مزاحم حال نہ ہو **فـ** مترجم کہتا ہے ہر دم کا محاسبہ عبارت ہے ہوش در دم سے سو یہ مبتدی کے مناسب ہے نہ متوسط کے اور قدرے مدت کا محاسبہ جس کا نام وقوف زمانی ہے لائق بمرتبہ

وقوف زمانی

متوسط ہے مولانا نے فرمایا کہ وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ[1] کہتے ہیں۔
حدیث میں وارد ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دابا اور
مابعد موت کے واسطے عمل کیا اور امیر المومنین عمرؓ فاروق نے خطبے میں
فرمایا کہ اپنی جانوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جاوے
اور اُن کو وزن کرو قبل اس کے کہ وزن کیے جاویں اور مستعد ہو جاؤ
عرض اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا اس دن تم
سامنے کیے جاؤ گے تمھاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی۔ اَمَّا نظر بر
قدم فَمَعْنَاہُ اَنَّ السَّالِکَ یَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَنْظُرَ فِیْ حَالِ
مَشْیِہٖ اِلَّا اِلٰی قَدَمَیْہِ وَلَا فِیْ حَالِ قُعُوْدِہٖ اِلَّا بَیْنَ یَدَیْہِ
فَاِنَّ النَّظَرَ اِلَی النُّقُوْشِ الْمُخْتَلِفَۃِ وَالْاَلْوَانِ الْمُعْجِبَۃِ یُفْسِدُ
عَلَیْہِ حَالَہٗ وَیَمْنَعُہٗ مِمَّا ھُوَ بِسَبِیْلِہٖ وَفِیْ حُکْمِہٖ الْاِسْتِمَاعُ
اِلٰی اَصْوَاتِ النَّاسِ وَاَحَادِیْثِھِمْ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ
یَقُوْلُ ھٰذَا بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْمُبْتَدِیْ اَمَّا الْمُنْتَھِیْ فَیَجِبُ عَلَیْہِ
اَنْ یَّتَاَمَّلَ فِیْ حَالِہٖ عَلٰی قَدَمِ اَیِّ نَبِیٍّ سَوَادٌ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ
مَنْ یَّکُوْنُ عَلٰی قَدَمِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَلَہٗ
الْجَامِعِیَّۃُ التَّامَّۃُ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّکُوْنُ عَلٰی قَدَمِ مُوْسٰی

[1] اصل سند محاسبے کی یہ آیہ کریمہ ہے سورہ حشر کی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور
یہ حدیث شریف بھی الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز
من اتبع نفسہ وتمنی علی اللہ۔ ۱۲ (دار ۱۲)

عَلَیْہِ السَّلَامُ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ فَاِذَا عَرَفَ مَتْبُوْعَہٗ فَلْتَکُنْ اَحْوَالُہٗ وَوَاقِعَاتُہٗ مُنَاسِبَۃً لِّوَاقِعَاتِ مَتْبُوْعِہٖ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

اور نظر بر قدم سے تو یہ مراد ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنے کے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے سوائے اپنے قدم کے اور نہ اپنے بیٹھنے کی حالت میں دیکھے مگر اپنے آگے اس واسطے کہ نقوش مختلفہ کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگوں کا نظر کرنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور اُس سے روکتا ہے جس کی وہ طلب میں ہے اور حکم نظر میں ہے لوگوں کی آوازوں اور اُن کی باتوں کی طرف کان لگانا اپنے والد مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ یہ یعنی نظر کو نیچے رکھنا بہ نسبت مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل کرے اپنے حال میں کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے اس واسطے کہ بعضے اولیاء سید المرسلین محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے قدم پر ہوتے ہیں اور اُن کو پوری جامعیت کمالات کی حاصل ہوتی ہے اور بعض ولی موسیٰ علیہ السّلام کے قدم پہ ہوتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس پھر جب منتہی اپنے پیشوا کو پہچان لے تو چاہیئے کہ اُس کے حالات اور واقعات اپنے پیشوا کے واقعات کے ساتھ مناسب ہوں واللہ اعلم۔

اَمَّا سفر در وطن نَمْعَنَاہُ الْاِنْتِقَالُ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِیَّۃِ الْخَسِیْسَۃِ اِلَی الصِّفَاتِ الْمَلَکِیَّۃِ الْفَاضِلَۃِ یَجِبُ عَلَی السَّالِکِ اَنْ یَّتَفَحَّصَ عَنْ نَّفْسِہٖ ھَلْ فِیْہِ بَقِیَّۃُ حُبِّ الْخَلْقِ

فَاِذَا عَرَفَ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ اسْتَأْنَفَ التَّوْبَۃَ وَعَلِمَ اَنَّ ذٰلِکَ صَنَمُہٗ ثُمَّ یَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَعْنِیْ نَفَیْتُ عَنْ قَلْبِیَ الشَّیْئَ الْفُلَانِیَّ وَاَثْبَتُّ حُبَّ اللّٰہِ مَکَانَہٗ وَذٰلِکَ لِاَنَّ عُرُوْقَ الْمَحَبَّۃِ فِیْ دَاخِلِ الْقَلْبِ کَثِیْرَۃٌ خَفِیَّۃٌ لَا یُمْکِنُ اَنْ تُسْتَخْرَجَ اِلَّا بِالتَّفَحُّصِ الْبَالِغِ وَیَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یَّتَفَحَّصَ ھَلْ فِیْ قَلْبِہٖ حَسَدٌ لِاَحَدٍ اَوْ حِقْدٌ اَوِ اعْتِرَاضٌ فَلْیَکْسِرْہُ بِمُدَاوَمَۃِ ھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ - اور سفر در وطن کا تو مطلب نقل کرنا ہے صفات بشریہ خبیثہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کی طرف تو سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کا متفحص رہے کہ آیا اُس میں کچھ حُب خلق باقی ہے پھر جب اُس کو جان جاوے تو سرنو سے توبہ کرے اور جانے کہ یہ میرا بُت ہے اس واسطے کہ جو تجھکو خدا سے باز رکھے وہ فی الواقع تیرا بُت ہے پھر کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ سے ارادہ کرے کہ میں نے فلانی چیز کی محبّت کو نفی کر دیا اور اِلَّا اللّٰہُ سے قصد کرے کہ اللہ کی محبت میں نے اُس کے مقام پر ثابت کر دی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ غیر خدا کی محبّت کی رگیں دل کے اندر بہت چھپی ہوئی ہیں اُن کا نکالنا ممکن نہیں مگر کمال تفحص اور تلاش سے اور سالک پر واجب ہے کہ تلاش کرے کہ آیا اُس کے دل میں کسی کا حسد یا کسی کا کینہ یا اعتراض موجود ہے تو اُس کو توڑا کرے اس کلمے کی مداومت سے ف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اللہ کی محبّت کا خالص مزہ چکھا تو اُس نے اُس کو

سفر در وطن

طلب دنیا سے باز رکھا اور سب لوگوں سے اُس کو وحشی کر دیا۔ اَمَّا خلوت در انجمن فمعناہٗ اَنْ یَّشْتَغِلَ بِقَلْبِہٖ بِالْحَقِّ فِی الْاَحْوَالِ کُلِّھَا مِنَ الدَّرْسِ وَ الْکَلَامِ وَ الْاَکْلِ وَ الشُّرْبِ وَ الْمَشْیِ فَیَجِبُ اَنْ یُّحَصِّلَ السَّالِکُ مَلَکَۃَ التَّوَجُّہِ اِلَی الْحَقِّ فِیْ وَقْتِ الْاِشْتِغَالِ بِھٰذِہِ الْاَشْغَالِ قَالَ خُوَاجَہ نقشبند وَ اِلَیْہِ الْاِشَارَۃُ فِیْ قَوْلِہٖ عَزَّ وَجَلَّ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ بَلِ الْحَقُّ اَنَّ التَّوَسُّمَ بِزِیِّ الْفُقَرَآءِ وَدَوَامَ التَّعَلُّقِ بِاللّٰہِ یَکُوْنُ غَالِبًا مَظَنَّۃً لِلرِّیَآءِ وَ السُّمْعَۃِ فَالْاَوْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ الزِّیُّ زِیَّ الْعِلْمِ وَ الدِّیَانَۃِ وَ الْاِجْتِھَادِ فِی الطَّاعَاتِ وَ یَکُوْنُ الْقَلْبُ مَعَ الْحَقِّ دَآئِمًا قَالَ الْخُوَاجَہ عَلِیٌّ بِنْ لَرَّامیتَنِیٌّ بِالْفَارْسِیَّۃِ **شعر**

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

اور خلوت در انجمن کا یہ مطلب ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اپنے جمیع حالات میں پڑھنے میں اور کلام کرنے اور کھانے اور پینے اور چلنے میں تو سالک کو واجب ہے کہ خدا کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنی قوت راسخہ بہم پہونچاوے ان اشغال مذکورہ کی مشغولی کے وقت خواجہ نقشبند رح نے فرمایا کہ اسی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے قول میں کہ مرد وہ لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی مترجم کہتا ہے دل بیار و دست بکار گویا اسی آیت کا ترجمہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ

خلوت در انجمن

بلباس فقر انشان مند ہونا اور ہمیشہ بذکر متعلق خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے اس میں اکثر دکھانے اور سُنانے کا مظنہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس تو علم اور دیانت اور اجتہاد فی الطاعات والوں کا سا ہو اور دل ہمیشہ حق جل شانہ کے ساتھ رہے چنانچہ خواجہ علی رامیتنی رحنے یہی مضمون فارسی کی بیت میں ادا کیا یعنی اندر سے آشنا رہ اور باہر سے بیگانے کے مانند ایسی پیاری چال کمتر ہے جہان میں **ف** مترجم کہتا ہے مصنّف حقّانی نے حق فرمایا کہ اس زمانے میں دفع ریاکاری کے واسطے اس سے بہتر کوئی وضع نہیں یا خدا کے واسطے کہ علما کی وضع اور لباس اختیار کرے اور باحق رہے اکثر عوام کو اُس کے ساتھ عقیدت نہ ہو گی یہی گمان کریں گے کہ یہ مُلّا ہیں کتاب کے کیڑے ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت بخلاف لباس فقرا کے یا مطلق ترک لباس کے **حکایت** ایک شخص نے خواجہ نقشبند رح سے پوچھا کہ کاروبار کی عین مشغولی میں توجہ الی اللہ رکھنا اور غافل نہ ہونا کیونکر متصوّر ہو اور اس پر کیا دلیل ہے خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس آیت سے استدلال کیا کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ وَ اَمَّا یاد کرد فَمَعْنَاهُ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اِمَّا بِالنَّفْيِ وَ الْاِثْبَاتِ اَوْ بِالْاِثْبَاتِ الْمُجَرَّدِ كَمَا مَرَّ تَفْصِيْلُهٗ اور یاد کرو سے مراد ذکر اللہ ہے یا بہ نفی واثبات یا باثبات مجرد چنانچہ اس کی تفصیل مذکور ہو چکی **ف** یاد کرو سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اُس ذکر کو تکرار کرتا رہے جس کو مرشد سے سیکھا ہے یہاں تک کہ حق جل شانہ کی

یاد کرد

حضوری حاصل ہو جاوے خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے
یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم کے
اس واسطے کہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا نام ہے کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ
وَاَمَّا بازگشت فمعناہُ اَنْ یَرْجِعَ بَعْدَ کُلِّ طَائِفَۃٍ مِنَ الذِّکْرِ
ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَوْ خَمْسَ مَرَّاتٍ اِلَی الْمُنَاجَاۃِ فَیَدْعُوْ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ
بِمَجَامِعِ ھِمَّتِہٖ یَا رَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ
لَکَ اَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَارْزُقْنِیْ وُصُوْلَکَ التَّامَّ سَمِعْتُ سَیِّدَنَا
الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَقُوْلُ ھٰذَا شَرْطٌ عَظِیْمٌ فِی الذِّکْرِ فَلَا یَنْبَغِیْ
اَنْ یَّغْفُلَ السَّالِکُ عَنْہُ فَاِنَّا لَمْ نَجِدْ مَا وَجَدْنَا اِلَّا بِبَرَکَۃِ
ھٰذَا۔ اور بازگشت یعنی رجوع کرنا اور پھرنا اُس سے عبارت ہے کہ
قدرے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے سو
یوں دعا کرے اللہ عزوجل سے بحضور دل کہ اے میرے رب تو ہی میرا
مقصود ہے میں نے دنیا اور آخرت کو چھوڑا تیرے ہی واسطے اپنی نعمت کو
مجھ پر پورا کر اور پورا وصال اپنا مجھکو نصیب فرما والد مرشد قدس سرہ
سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ یہ شرط عظیم ہے ذکر میں تو لائق نہیں کہ سالک
اس سے غافل ہو اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اسی کی برکت سے پایا ف مولانا
نے فرمایا کہ ذاکر جب کلمۂ طیبہ کو دل سے کہے تو اُس کے بعد اُسی طرح کہے
الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے یعنی اس ذکر سے
تو ہی مقصود ہے اس واسطے کہ یہ کلمہ ہر خاطر نیک اور بد کا نافی ہے تو

بازگشت

دم بدم اخلاص تازہ کرکے ذکر کو خالص کرنا چاہیے تاکہ باطن ماسوائے حق سے
صاف ہوجاوے اور اگر ذاکر ایسا اخلاص نہ پاوے تو دعائے مذکور کو
بطریق تقلید مرشد کیا کرے تو مرشد کی برکت سے اُس کو انشاء اللہ تعالیٰ
اخلاص حاصل ہوجائے گا اور بازگشت اخلاص حاصل کرنا اس واسطے
ذکر میں شرط عظیم ٹھہرا کہ ذاکر کے دل میں وسوسہ آتا ہے سرور خاطر سے تو
اُس پر مغرور ہوجاتا ہے اور اُسی کو مقصود ذکر قرار دیتا ہے حالانکہ
اُس کے حق میں یہ زہر سے زیادہ تر مضر ہے۔ وَاَمَّا نگاهداشت فَهُوَ
عِبَارَةٌ عَنْ طَرْدِ الْخَطَرَاتِ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ
السَّالِكُ مُتَيَقِّظًا فَلَا يَدَعُ خَطْرَةً تَخْطُرُ فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ خُوَاجَهْ
نَقْشْبَنْد يَنْبَغِيْ اَنْ يَّصُدَّهَا السَّالِكُ فِيْ اَوَّلِ مَا يُظْهَرُ لِاَنَّهَا
اِذَا ظَهَرَتْ مَالَتْ اِلَيْهَا النَّفْسُ وَ اَثَّرَتْهَا فَيَعْسُرُ زَوَالُهَا
فَهٰذَا طَرِيْقُ تَحْصِيْلِ مَلَكَةِ خُلُوِّ لَوْحِ الذِّهْنِ عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ
وَاَحَادِيْثِ النَّفْسِ۔ اور نگاہداشت تو عبارت ہے خطرات اور احادیث
نفس کے ہانکنے اور دور کرنے سے تو سالک کو لائق ہے کہ بیدار اور
ہوشیار رہے سو کسی خیال اور خطرے کو اپنے دل میں نہ چھوڑے کہ خطور
کرسکے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے
کو اُس کے ابتدائے ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہوچکے
گا تو نفس اُس کی طرف مائل ہوجاوے گا اور وہ نفس میں اثر کرے گا پھر
اُس کا دور کرنا مشکل ہوگا تو یہ یعنی نگاہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے

نگاہداشت

ملکۂ خلوّ تختۂ ذہن کا خطرات اور وساوس کے خطور کرنے سے ف مولاناؒ نے فرمایا کہ خطرے کو ساعت دو ساعت بھی دل میں رکھنا نہ چاہیئے بزرگوں کے نزدیک یہ امر مہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت تا زمان دراز حاصل رہتی ہے۔

یاد داشت

وَاَمَّا یاد داشت فَعِبَارَۃٌ عَنِ التَّوَجُّہِ الصِّرْفِ الْمُجَرَّدِ عَنِ الْاَلْفَاظِ وَالتَّخَیُّلَاتِ اِلٰی حَقِیْقَتِہٖ وَاجِبِ الْوُجُوْدِ وَالْحَقُّ اَنَّہٗ لَا یَسْتَقِیْمُ اِلَّا بَعْدَ الْفَنَاءِ التَّامِّ وَالْبَقَاءِ السَّابِغِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور یاد داشت تو عبارت ہے توجہ صرف سے جو خالی ہے الفاظ اور تخیلات سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہیں ہوتا مگر فنائے تام اور بقائے کامل کے بعد واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ یاد داشت ذات مقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعے الفاظ اور تخیلات کے ہو یہ دولت منتہیان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنْھُمْ بِرَحْمَتِہِ الْوَسِیْعَۃِ اٰمِیْنَ

وقوف زمانی

وَاَمَّا وُقُوْفٌ زَمَانِیٌّ فَقَدْ ذَکَرْنَا تَفْسِیْرَہٗ اور وقوف زمانی کی تفسیر کو تو ہم نے ہوش دردم کی تفسیر میں بیان کیا یعنی بعد ہر ساعت کے تامل کرنا کہ غفلت آئی یا نہیں درصورت غفلت استغفار کرنا اور آئندہ کو اُس کے ترک پر ہمت باندھنا

وقوف عددی

وَاَمَّا وُقُوْفٌ عَدَدِیٌّ فَھُوَ الْمُحَافَظَۃُ عَلٰی عَدَدِ الْوِتْرِ وَقَدْ مَرَّ بَیَانُہٗ اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کرنے کا نام ہے اور اُس کا بیان ہو چکا یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا نہ جفت

وقوف قلبی

وَاَمَّا وُقُوْفُ قَلْبِیٌّ فَمَعْنَاہُ التَّوَجُّہُ اِلَی الْقَلْبِ الَّذِیْ ھُوَ مُوْدَعٌ اِلَی الْجَانِبِ الْاَیْسَرِ تَحْتَ الثَّدْیِ وَالْحِکْمَۃُ فِیْ ھٰذَا التَّوَجُّہِ کَالْحِکْمَۃِ فِیْ مُرَاعَاتِ الضَّرَبَاتِ عِنْدَ الْجِیْلَانِیَّۃِ

اور وقوف قلبی عبارت ہے اُس قلب کی طرف جو بائیں طرف چھاتی کے نیچے موضوع ہے اور حکمت اس توجّہ کی ویسی ہے جیسے ضربات کی رعایت میں حکمت ہے۔ مشائخ قادریہ کے نزدیک یعنی تا اپنے غیر کے سوا توجہ نہ باقی رہے اور خطرات بیرونی کا دل میں دخل نہ ہونا بتدریج خدا ہی میں توجّہ منحصر ہو جاوے۔ ف مولانا نے فرمایا توجّہ دلی اس طرح پر ہو کہ اُس پر واقف رہے اثنائے ذکر میں اور دل کو ذکر حق سے مشغول کر لے اور اُس کو ذکر اور اُس کے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چھوڑے خواجہ نقشبندیہ نے حبس نفس اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا اور وقوف قلبی تو اُن کے نزدیک اثنائے ذکر میں لازم ہے چنانچہ رابطۂ مرشد اور مراقبات لازم ہیں بلکہ مقصود ذکر سے دفع غفلت ہے اور یہ حاصل نہیں ہوتا بدون وقوف قلبی کے اور کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ **شعر**

عَلٰی بَیْضِ قَلْبِکَ کُنْ کَاَنَّکَ طَائِرٌ

فَمِنْ ذٰلِکَ الْاَحْوَالُ فِیْکَ تَوَلَّدُ ای نتولد ۱۲

یعنی اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جا اس واسطے کہ اس لزوم سے تجھ میں حالات عجیبہ پیدا ہوں گے۔ وَلِلنَّقْشَبَنْدِیَّۃِ تَصَرُّفَاتٌ عَجِیْبَۃٌ مِنْ جَمْعِ الْھِمَّۃِ عَلٰی مُرَادٍ فَیَکُوْنُ عَلٰی وَفْقِ الْھِمَّۃِ

وَالتَّاثِیْرِ فِی الطَّالِبِ وَدَفْعِ الْمَرَضِ عَنِ الْمَرِیْضِ وَاِفَاضَۃِ التَّوْبَۃِ عَلَی الْعَاصِیْ وَالتَّصَرُّفِ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا وَیُعَظِّمُوْا وَفِیْ مَدَارِکِھِمْ حَتّٰی تَتَمَثَّلَ فِیْھَا وَاقِعَاتٌ عَظِیْمَۃٌ وَالْاِطِّلَاعِ عَلٰی نِسْبَۃِ اَھْلِ اللّٰہِ مِنَ الْاَحْیَاءِ وَاَھْلِ الْقُبُوْرِ وَالْاِشْرَافِ عَلٰی خَوَاطِرِ النَّاسِ وَمَا یَخْتَلِجُ فِی الصُّدُوْرِ وَکَشْفِ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبِلَۃِ وَدَفْعِ الْبَلِیَّۃِ النَّازِلَۃِ وَغَیْرِھَا وَنَحْنُ نُنَبِّھُکَ عَلٰی نَمُوْذَجٍ مِنْھَا - اور نقشبندیوں کے عجائب تصرفات ہیں ہمت باندھنا کسی مراد پر پس ہوتی ہے وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا اضافہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تاکہ وہ محبوب اور معظم ہوجاویں یا اُن کے خیالات میں تصرف کرنا تا اُن میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ ہوجانا اہل اللہ کی نسبت پر زندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پر اور جو اُن کے سینوں میں خلجان کررہا ہے اُس پر مطلع ہونا اور وقائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور بلائے نازل کو دفع کردینا اور سوائے ان کے اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھکو اے کتاب کے دیکھنے والے اُن میں سے بعض تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے -

اَمَّا ھٰذِہِ التَّصَرُّفَاتُ عِنْدَ کُبَرَائِھِمْ اَصْحَابِ الْفَنَاءِ فِی اللّٰہِ وَالْبَقَاءِ بِہٖ فَلَھَا شَانٌ عَظِیْمٌ وَاَمَّا عِنْدَ سَائِرِھِمْ فَالتَّاثِیْرُ فِی الطَّالِبِ اَنْ یَّتَوَجَّہَ الشَّیْخُ اِلٰی نَفْسِہِ النَّاطِقَۃِ وَیُصَادِمُھَا

تصرفات نقشبندیہ

بِالْهِمَّةِ التَّامَّةِ الْقَوِيَّةِ ثُمَّ يَسْتَغْرِقُ فِي نِسْبَتِهِ بِالْجَمْعِيَّةِ
وَهٰذَا بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ نَفْسُ الشَّيْخِ حَامِلَةً لِنِسْبَةٍ مِنْ نِسَبِ
الْقَوْمِ وَكَانَتْ مَلَكَةً رَاسِخَةً فِيْهَا فَتَنْتَقِلُ نِسْبَتُهُ اِلَى الطَّالِبِ
عَلٰى حَسْبِ اِسْتِعْدَادِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشُوْبُ بِهٰذَا التَّوَجُّهِ
الذِّكْرَ وَالضَّرْبَ عَلٰى قَلْبِ الطَّالِبِ وَاِذَا غَابَ الطَّالِبُ فَاِنَّهُمْ
يَتَخَيَّلُوْنَ صُوْرَتَهٗ وَيَتَوَجَّهُوْنَ اِلَيْهَا اور اس قسم کے تصرفات
کاملین نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے لوگ ہیں۔ تو
اُن کی اور ہی شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسطین کے نزدیک
طالب میں تاثیر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی
طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائے پھر ڈوب جائے
اپنی نسبت میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اُس کے بعد ہوگا کہ نفس مرشد
کسی نسبت کا حامل ہو ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا
اُس کو ملکہ راسخہ ہو کہ ہر دم اُس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت
طالب کی طرف منتقل ہوگی۔ اُس کی لیاقت اور استعداد کے موافق اور
بعضے نقشبندی اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب
لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جب کہ طالب غائب ہو تو اُس کی صورت کو
خیال کرتے ہیں اور اُس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ
دیتے ہیں اُس کی صورت کو خیال کر کے وَاَمَّا الْهِمَّةُ فَعِبَارَةٌ عَنْ
اِجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ وَتَاَكُّدِ الْعَزِيْمَةِ بِصُوْرَةِ التَّمَنِّيْ وَالطَّلَبِ

بِحَیْثُ لَا یَخْطُرُ فِی الْقَلْبِ خَاطِرٌ سِوٰی هٰذَا الْمُرَادِ كَطَلَبِ الْمَآءِ لِلْعَطْشَانِ وَاَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِهٖ اَنَّ مِنَ الشُّیُوْخِ مَنْ یَّشْتَغِلُ بِالنَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ وَیَعْنِیْ بِهٖ لَا رَآدَّ بِهٰذِهِ الْاٰفَةِ اَوْ لَا رَازِقَ اَوْ مَا یُنَاسِبُ هٰذَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهٗ الْفَاعِلُ لِهٰذَا الْفِعْلِ اور ہمت تو عبارت ہے اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہو جانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطرہ نہ سماوے سوا اس مراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجھکو خبر دی اس نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات میں مشغول ہوتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کوئی اس آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اس کے مناسب جو مدعا ہو سوائے اللہ کے ف مولانا رحنے فرمایا مخبر موثوق سے مراد آخون محمد دلیل ہیں اور بعضے مشائخ سے مجددی مشائخ مراد ہیں۔ وَاَمَّا رَفْعُ الْمَرَضِ فَعِبَارَةٌ عَنْ اَنْ یَّتَخَیَّلَ نَفْسَهٗ الْمَرِیْضَ وَاَنَّ بِهٖ هٰذَا الْمَرَضَ وَیَجْمَعَ الْهِمَّةَ بِحَیْثُ لَا یَخْطُرُ فِیْ قَلْبِهٖ خَطْرَةٌ دُوْنَ هٰذَا فَاِنَّ الْمَرَضَ یَنْتَقِلُ اِلَیْهِ وَهٰذَا مِنْ عَجَآئِبِ صُنْعِ اللّٰهِ فِیْ خَلْقِهٖ اور بیماری کا دور کرنا اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصور کے

حقیقت ہمت

سلب مرض

تو مریض کی بیماری اُس شخص کی طرف منتقل ہو جاوے گی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اُس کے خلق میں **ف** مولانا رح نے فرمایا کہ سلب مرض کے دو طریقے ہیں ایک یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جاوے یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی طرف متوجہ بخشوع دل ہو اور زبان سے یہی کہے یَا مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ اور اس مناجات اور تضرع کے درمیان میں کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا ابتلائے معصیت زائل ہو جاوے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو مصنف قدس سرہ نے ارشاد کیا وَاَمَّا اِفَاضَةُ التَّوْبَةِ فَصُوْرَتُهٗ اَنْ یَّتَخَیَّلَ نَفْسَهٗ ذٰلِكَ الْعَاصِیْ بَعْدَ اَنْ اَثَّرَ فِیْهِ نَوْعَ تَاثِیْرٍ کَاَنَّ نَفْسَهٗ اَفَاضَتْ اِلٰی نَفْسِهٖ وَوَقَعَ بَیْنَ النَّفْسَیْنِ اِتِّصَالٌ مَّا ثُمَّ یَسْتَانِفُ فَیَنْدَمُ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَاصِیَ یَتُوْبُ عَنْ قَرِیْبٍ اور افاضۂ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اپنی ذات کو وہ عاصی خیال کرے بعد اس کے کہ کچھ اُس میں تاثیر کرے اس طرح پر کہ گویا اُس کی ذات اس کی ذات سے مل گئی اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو گیا پھر از سر نو شروع کرے سو اُس معصیت سے نادم اور شرمندہ ہو اور حق تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ عاصی جلد توبہ کرے گا۔ وَالتَّصَرُّفُ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا اَوْ فِیْ مَدَارِکِهِمْ حَتّٰی یَتَمَثَّلَ فِیْهَا الْوَاقِعَاتُ صُوْرَتُهٗ اَنْ یُّصَادِمَ

وضو کرے اور

نَفْسَ الطَّالِبِ بِقُوَّةِ الْهِمَّةِ وَيَجْعَلُهَا مُتَّصِلَةً بِنَفْسِهِ ثُمَّ يَتَخَيَّلَ صُوْرَةَ الْمَحَبَّةِ اَوِ الْوَاقِعَةِ وَيَتَوَجَّهُ اِلَيْهَا بِمَجَامِعِ قَلْبِهِ فَاِنَّ الْمُتَوَجَّهَ اِلَيْهِ يَتَاَثَّرُ وَيَظْهَرُ فِيْهِ الْحُبُّ وَتَتَمَثَّلُ لَهُ الْوَاقِعَةُ اور تصرف کرنا لوگوں کے دل میں تا اُن میں محبت آجاوے یا اُن کے محل ادراک میں تصرف کرنا تا اُن میں واقعات متمثل ہوجاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمت طالب کے نفس سے بھڑ جاوے اور اُس کو اپنے نفس سے متصل کرلے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو خیال کرے اور اُن کی طرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اُس میں اثر ہوگا جس کی طرف متوجہ ہو اور اُس میں محبت ظاہر ہوجاوے گی اور واقعہ اُس کے ذہن میں صورت پکڑ جاوے گا۔

وَاَمَّا الْاِطِّلَاعُ عَلٰی نِسْبَةِ اَهْلِ اللّٰهِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ بَيْنَ يَدَيْهِ اِنْ كَانَ حَيًّا اَوْ عِنْدَ قَبْرِهٖ اِنْ كَانَ مَيِّتًا وَيُفَرِّغُ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ نِسْبَةٍ وَّيُفْضِيْ بِرُوْحِهٖ اِلٰی رُوْحِ هٰذَا الشَّخْصِ زَمَانًا حَتّٰی يَتَّصِلَ بِهَا وَيَخْتَلِطَ ثُمَّ يَرْجِعَ اِلٰی نَفْسِهٖ فَكُلُّ مَا وَجَدَ مِنَ الْكَيْفِيَّةِ فَهُوَ نِسْبَةُ هٰذَا الشَّخْصِ لَا مُحَالَةَ اور اہل اللہ کی نسبت سے مطلع ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ اُس کے سامنے بیٹھے اگر وہ زندہ ہو یا اُس کی قبر کے پاس بیٹھے اگر وہ مردہ ہو اور اپنی ذات کو ہر نسبت سے خالی کر ڈالے اور اپنی روح کو اُس کی روح تک پہونچاوے چند ساعت یہاں تک کہ اُس کی روح سے متصل ہو اور مل جاوے

طریقہ تصرف در قلوب

طریقہ اطلاع نسبت اہل اللہ

پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے تو البتہ وہی اُس شخص کی نسبت ہے۔ وَاَمَّا الْاِشْرَافُ عَلَی الْخَوَاطِرِ فَطَرِیْقُہٗ اَنْ یُّفَرِّغَ نَفْسَہٗ عَنْ کُلِّ حَدِیْثٍ وَّخَاطِرٍ وَّ یُفْضِیَ بِنَفْسِہٖ اِلٰی نَفْسِ ھٰذَا الشَّخْصِ فَاِنِ اخْتَلَجَ فِیْ نَفْسِہٖ حَدِیْثٌ مِّنْ قَبِیْلِ الْاِنْعِکَاسِ فَھُوَ خَاطِرُہٗ اور اشراف خواطر یعنی دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس کو اُس شخص کے نفس تک پہونچاوے پھر اگر اُس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پرتو پڑنے کے تو وہی بات اُس کے دل کی ہے۔ وَاَمَّا کَشْفُ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبَلَۃِ فَطَرِیْقُہٗ اَنْ یُّفَرِّغَ نَفْسَہٗ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا انْتِظَارَ مَعْرِفَۃِ ھٰذِہِ الْوَاقِعَۃِ فَاِذَا انْقَطَعَ عَنْہُ کُلُّ حَدِیْثٍ وَّکَانَ الْاِنْتِظَارُ کَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ جَعَلَ یَرْبُوْا بِنَفْسِہٖ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی اَوِ السَّافِلِ بِقَدْرِ اسْتِعْدَادِہٖ وَیَتَجَرَّدُ اِلَیْھِمْ فَاِنَّہٗ عَنْ قَرِیْبٍ یَّنْکَشِفُ عَلَیْہِ الْاَمْرُ بِھَتْفِ ھَاتِفٍ اَوْ رُؤْیَۃٍ وَّاقِعَۃٍ فِی الْیَقْظَۃِ اَوْ رُؤْیَا فِی الْمَنَامِ اور وقائع آیندہ کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے سوائے اُس واقعے کے دریافت کے انتظار کے پھر جب اُس کے دل سے ہر خطرہ منقطع ہو جاوے اور انتظار اُس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اپنی روح کو ساعت

طریقہ اشراف خواطر

طریقہ کشف وقائع آیندہ

بساعت ملاء اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے بقدر اپنی استعداد کے اور اُن ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو جلد اُس پر حال کھل جاوے گا خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے میں اس واقعے کو دیکھکر یا خواب میں **ف** ملاء اعلیٰ ملائکہ کرّوبین کو کہتے ہیں جو مقربین بارگاہ صمدیت ہیں اور محل اسرار قضا وقدر ہیں اور ملاء سافل وہ فرشتے ہیں جو مراتب میں اُن سے نیچے ہیں۔ وَاَمَّا دَفْعُ الْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ فَطَرِيْقَةٌ اَنْ يَّتَخَيَّلَ تِلْكَ الْبَلِيَّةَ بِصُوْرَتِهَا الْمِثَالِيَّةِ وَيَتَخَيَّلَ مُصَادَمَتَهَا وَدَفْعَهَا بِقُوَّةٍ ثُمَّ يَجْمَعَ هِمَّتَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ وَيَرْبُوْا بِنَفْسِهٖ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ اِلٰى حَيِّزِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اَوِ السَّافِلِ وَيَتَجَرَّدَ اِلَيْهِمْ فَاِنَّهَا عَنْ قَرِيْبٍ تَنْدَفِعُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ اور بلائے نازلہ کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا کو اُس کی صورت مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اُس کی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوت تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اُس پر مجتمع کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا ملاء سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی واللہ اعلم۔ وَشَرْطُ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ وَمَا يَجْرِيْ مَجْرَاهَا اِتِّصَالُ نَفْسِ الْمُؤَثِّرِ بِنَفْسِ الْمُؤَثَّرِ فِيْهِ وَالْاِلْمَامُ بِهَا وَالْاِنْضِمَاءُ اِلَيْهَا وَاَصْحَابُ التَّجْرِيْدِ مِنْ غَوَاشِى الْبَدَنِ يَعْرِفُوْنَ هٰذَا الْاِتِّصَالَ وَيَقْدِرُوْنَ عَلٰى تَحْصِيْلِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَهٰذَا الَّذِىْ ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْاَشْغَالِ

دفع بلیہ ۱۲

هُوَ الَّذِی کَانَ یَخْتَارُ سَیِّدِی الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّہٗ اور ایسے تصرفات کی شرط اور جو اُن کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے کے نفس کو اُس کے نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اُس کے ساتھ اور اُس تک پہونچا دینا اور جو لوگ کہ بدن کے حجابوں سے پاک ہو گئے ہیں وہ اس اتصال کو پہچانتے ہیں اور اُس کے واصل کرنے پر قادر ہیں واللہ اعلم اور یہ جو اشغال ہم نے مذکور کیے وہ ہیں جن کو ہمارے والد مرشد پسند کرتے تھے۔ وَلِلشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّهْرِنْدِیِّ اَشْغَالٌ اُخْرٰی فَلْنَذْکُرْهَا بِالْاِجْمَالِ اِعْلَمْ اَنَّ اللهَ تَعَالٰی خَلَقَ فِی الْاِنْسَانِ سِتَّ لَطَائِفَ هِیَ حَقَائِقُ مُفْرَدَةٌ بِحِیَالِهَا کَمَا هُوَ ظَاهِرُ کَلَامِ الشَّیْخِ وَاَتْبَاعِهٖ اَوْجِهَاتٌ وَّاِعْتِبَارَاتٌ لِّلنَّفْسِ النَّاطِقَةِ فَهِیَ تُسَمّٰی بِاِعْتِبَارٍ قَلْبًا وَّبِاِعْتِبَارٍ اٰخَرَ رُوْحًا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَهُوَ الَّذِی اخْتَارَهٗ سَیِّدِی الْوَالِدُ وَصَوَّرَ لِی صُوَرَهَا فَرَسَمَ دَائِرَةً وَقَالَ هِیَ الْقَلْبُ ثُمَّ دَائِرَةً اُخْرٰی فِی هٰذِهِ الدَّائِرَةِ فَقَالَ هِیَ الرُّوْحُ اِلٰی اَنْ رَسَمَ الدَّائِرَةَ السَّادِسَةَ وَقَالَ هِیَ اَنَا وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ بَعْضُهَا فِی الْبَعْضِ وَیُسْتَدَلُّ عَلٰی ذٰلِكَ بِالْحَدِیْثِ الدَّائِرِ عَلٰی اَلْسِنَةِ الصُّوْفِیَّةِ اِنَّ فِی جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ قَلْبًا وَّفِی الْقَلْبِ رُوْحًا اِلٰی اٰخِرِهٖ وَلَمْ اَحْفَظْ لَفْظَهٗ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے طریقے میں اور اشغال ہیں تو چاہیئے کہ ہم اُن کو مجمل ذکر کریں معلوم کر کہ حق تعالیٰ نے انسان میں چھ ۶ لطیفے پیدا کیے ہیں جن کے حقائق جدا جدا

اشغال طریقہ مجددیہ

ہیں بذات خود چنانچہ یہی ظاہر ہوتا ہے شیخ رح موصوف کے اور اُن کے تابعین رح
کے کلام سے یا لطائف ستہ جہات اور اعتبارات ہیں نفس ناطقہ کے
تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے مسمّٰی بقلب ہے اور دوسرے اعتبار
سے اُس کا روح نام ہے وعلیٰ ہذا القیاس باقی لطائف اور یہی قول
ہمارے والد مرشد رح کا مختار ہے اور مجھکو اُن لطائف کی صورت بتادی
تو اوّل ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اُس دائرے
کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ روح ہے یہاں تک کہ چھٹا دائرہ
لکھا اور کہا کہ یہ میں ہوں یعنی حقیقت انسانی جس کو آدمی عربی میں اَنَا
تعبیر کرتا ہے اور فارسی میں مَن اور ہندی میں مَیں بولتا ہے اور میں
نے والد سے سُنا فرماتے تھے کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں اور اس مدعا
پر اُس حدیث سے استدلال کرتے تھے جو صوفیوں کی زبان پر دائر اور
مشہور ہے کہ مقر ابن آدم کے جسم میں دل ہے اور دل میں روح ہے
تا آخر لطائف ستہ اور مجھکو اس حدیث کے الفاظ محفوظ نہیں۔ **ف**
مولانا رح نے فرمایا کہ حدیث مذکور کی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل ثابت
نہیں۔ وَبِالْجُمْلَةِ فَغَرَضُ الشَّيْخِ اَحْمَدَ السَّهْرِنْدِيِّ اَنَّ كُلَّ
لَطِيفَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّطَائِفِ لَهٗ اِرْتِبَاطٌ بِعُضْوٍ مِّنَ الْجَسَدِ فَالْقَلْبُ
تَحْتَ الثَّدْيِ الْاَيْسَرِ بِاِصْبَعَيْنِ وَالرُّوْحُ تَحْتَ الثَّدْيِ الْاَيْمَنِ
بِحِذَاءِ الْقَلْبِ وَالسِّرُّ فَوْقَ الثَّدْيِ الْاَيْمَنِ مَائِلًا اِلٰى وَسْطِ
الصَّدْرِ وَالْخَفِيُّ فَوْقَ الثَّدْيِ الْاَيْسَرِ مَائِلًا اِلَى الْوَسْطِ وَالْاَخْفٰى

فَوْقَ الْخَفِیِّ وَ السِّرِّ فِی الْوُسْطِ وَ النَّفْسُ فِی الْبَطْنِ الْاَوَّلِ مِنَ الدِّمَاغِ وَ فِیْ کُلٍّ مِّنْ هٰذِهِ الْاَعْضَاءِ حَرَکَۃٌ نَّبْضِیَّۃٌ فَالشَّیْخُ یَاْمُرُ بِمُحَافَظَۃِ تِلْکَ الْحَرَکَۃِ وَ تَخَیُّلِهَا ذِکْرَ اِسْمِ الذَّاتِ ثُمَّ یَاْمُرُ بِالنَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ مَادًّا لِلَّفْظَۃِ لَا عَلَی اللَّطَائِفِ کُلِّهَا وَ ضَارِبًا لِلَّفْظَۃِ اِلَّا اللّٰہُ عَلَی الْقَلْبِ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ اور خلاصہ یہ کہ شیخ احمد سہرندیؒ کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفے کو تعلق اور ارتباط ہے بدن کے بعض اعضا سے تو قلبؑ کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو اُنگل پر ہے اور روحؑ کا ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل ہے اور سرؑ کا تعلق داہنی چھاتی کے اوپر وسط سینے کی طرف جھکتے ہوئے اور خفیؑ بائیں چھاتی کے اوپر وسط کی طرف مائل ہے اور اخفیؑ کا مقام خفی کے اوپر ہے اور سرؑ وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اوّل میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کے مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح اس حرکت کی محافظت کا اور اس حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا امر فرماتے ہیں پھر نفی اور اثبات کا امر کرتے ہیں لا کی لفظ پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور الا اللہ کے لفظ کو دل پر ضرب لگاکر واللہ اعلم - ف مولاناؒ نے فرمایا کہ شیخ مجددؒ کے تابعین کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر لطیفے کا نور جدا اور رنگ علیحدہ ہے تو قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سُرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے اور سر کا مقام قلب اور اخفی کے مابین ہے اور اخفی سب لطائف میں الطف اور

احسن ہے اور روح الطف ہے قلب سے مشائخ مجددیہ میں معمول ہے کہ ہمت اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں لطائف مذکورہ سے القا کرتے ہیں اور توجہ لینے والا حرکت کو محسوس پاتا ہے اور اُس کے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہیں اور ہر لطیفے کے ذکر قوی ہونے کے بعد نفی اور اثبات کو تعلیم کرتے ہیں کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمۂ لَا کو دماغ تک پہونچاوے اور کلمۂ اِلٰہَ کو داہنے مونڈھے پر پستان راست پر پہونچاوے اور کلمۂ اِلَّا اللّٰہُ کو لطائف خمسہ پر پھیرتا ہوا دل پر ضرب کرے۔

فصل ساتویں

بیان حقیقت نسبت

مَرْجِعُ الطُّرُقِ کُلِّهَا اِلٰی تَحْصِیْلِ هَیْاَةٍ نَفْسَانِیَّةٍ تُسَمّٰی عِنْدَهُمْ بِالنِّسْبَةِ لِاَنَّهَا اِنْتِسَابٌ وَّ اِرْتِبَاطٌ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبِالسَّکِیْنَةِ وَبِالنُّوْرِ مرجع مشائخ کے طریقوں کا ہیئات نفسانی کی تحصیل ہے جس کو صوفی نسبت کہتے ہیں اس واسطے کہ نسبت اللہ عزوجل کی انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور اُن کے نزدیک یہ مسمّٰی بسکینہ اور نور ہے وَحَقِیْقَتُهَا کَیْفِیَّةٌ حَالَّةٌ فِی النَّفْسِ النَّاطِقَةِ مِنْ بَابِ التَّشَبُّهِ بِالْمَلَائِکَةِ اَوِ التَّطَلُّعِ اِلَی الْجَبَرُوْتِ اور نسبت کی حقیقت اور ماہیت کیفیت ہے جو نفس ناطقہ میں حلول کرگئی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان اطلاع پانا طرف عالم جبروت کے وَتَفْصِیْلُهٗ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا دَاوَمَ عَلَی الطَّاعَاتِ وَالطَّهَارَاتِ وَالْاَذْکَارِ حَصَلَ لَهٗ صِفَةٌ قَائِمَةٌ بِالنَّفْسِ النَّاطِقَةِ وَمَلَکَةٌ رَاسِخَةٌ لِهٰذَا التَّوَجُّهِ فَهٰذَانِ جِنْسَانِ لِلنِّسْبَةِ تَحْتَ کُلٍّ مِنْهُمَا

اَلْاَنْوَاعُ کَثِیْرَۃٌ اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بندے نے جب طاعات اور طہارات اور اذکار پر مداومت کی تو اُس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہے اور اس توجہ کا ملکۂ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے صفت قائمہ سے تشبیہ ملکوت مراد ہے اور ملکۂ توجہ سے تطلع جبروت مقصود ہے تو نسبت کی یہ دونوں جنسین ہیں ہر جنس کے نیچے انواع کثیرہ داخل ہیں فَمِنْهَا نِسْبَۃُ الْمَحَبَّۃِ وَالْعِشْقِ فَتَكُوْنُ الْمَحَبَّۃُ صِفَۃً رَّاسِخَۃً فِی الْقَلْبِ سو منجملہ انواع مذکورہ کے محبت اور عشق کی نسبت ہے تو اُس میں محبت کی صفت محکم ہو جاتی ہے قلب کے اندر وَمِنْهَا نِسْبَۃُ کَسْرِ النَّفْسِ وَالتَّبَرِّیْ عَنْ حُظُوْظِهَا وَکَانَ سَیِّدِی الْوَالِدُ یُسَمِّیْهَا نِسْبَۃَ اَهْلِ الْبَیْتِ اور منجملہ انواع مذکورہ نفس شکنی اور بیزاری لذات کی نسبت ہے اور والد مرشد اُس کو نسبت اہلبیت کہتے تھے وَمِنْهَا نِسْبَۃُ الْمُشَاهَدَۃِ وَهِیَ مَلَکَۃُ التَّوَجُّهِ اِلَی الْمُجَرَّدِ الْبَسِیْطِ وَبِالْجُمْلَۃِ فَالْحُضُوْرُ مَعَ اللّٰهِ اَلْوَانٌ بِحَسَبِ اِقْتِرَانِ مَعْنًی مِنَ الْمَحَبَّۃِ اَوْ کَسْرِ النَّفْسِ اَوْ غَیْرِهِمَا بِالْیَادْدَاشْتِ وَالنَّفْسُ تَتَقَوَّمُ بِهَا مَلَکَۃٌ رَّاسِخَۃٌ مِّنْ هٰذَا اللَّوْنِ وَتُسَمّٰی تِلْكَ الْمَلَکَۃُ نِسْبَۃً وَالنِّسَبُ کَثِیْرَۃٌ جِدًّا وَصَاحِبُ السِّرِّ یُدْرِكُ کُلَّ نِسْبَۃٍ عَلٰحِدَتِهَا وَالْغَرَضُ مِنَ الْاَشْغَالِ تَحْصِیْلُ نِسْبَۃٍ وَالْمُوَاظَبَۃُ عَلَیْهَا وَالْاِسْتِغْرَاقُ فِیْهَا حَتّٰی تَکْتَسِبَ النَّفْسُ مِنْهَا مَلَکَۃً رَّاسِخَۃً اور منجملہ اُن کے مشاہدے کی نسبت ہے وہ عبارت ہے ملکۂ توجہ سے مجرد بسیط کی طرف یعنی ذات مقدس کی طرف متوجہ رہنا اسی کا نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام بالا جمال یہ ہے کہ حضور مع اللہ رنگ

برنگ ہے بحسب اتصال معنی محبت یا نفس شکنی یا اُن کے غیر کی یادداشت کے ساتھ اور نفس انسانی میں اس رنگ مخصوص کا ملکۂ راسخہ یعنی کیفیت تو یہ قائم ہو جاتی ہے اور یہی ملکہ اور کیفیت مسمّٰی بہ نسبت ہے اور نسبتیں نہایت بکثرت ہیں اور صاحب اسرار ہر نسبت کو علیحدہ علیحدہ دریافت کرتا ہے! اذ ذ اشغال قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ وغیرہا سے غرض اس نسبت کی تحصیل ہے اور اُس پر دوام اور مواظبت کرنا اور اس میں ڈوبے رہنا تاکہ نفس اس مواظبت اور مشق دائمی سے ملکۂ راسخہ پیدا کرلے۔ ف حاشیہ منہیہ میں ارشاد ہوا کہ مصنف رحؒ نے اول طرق کا مآل کار بیان کیا کہ نسبت ہے پھر اُس کو دو قسم پر تقسیم کیا پھر تطلع الی الجبروت کے چند اصناف شمار کیے پھر ان اصناف کا قاعدۂ کلیہ بتایا سو اس کو تامل کرنا کہ تو راہ یاب ہو۔

وَلَا تَظُنَّنَّ اَنَّ النِّسْبَۃَ لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِہٰذِہِ الْاَشْغَالِ بَلْ ہٰذِہٖ طَرِیْقٌ لِتَحْصِیْلِہَا مِنْ غَیْرِ حَصْرٍ فِیْہَا وَغَالِبُ الرَّاْیِ عِنْدِیْ اَنَّ الصَّحَابَۃَ وَالتَّابِعِیْنَ کَانُوْا یُحَصِّلُوْنَ السَّکِیْنَۃَ بِطُرُقٍ اُخْرٰی فَمِنْہَا الْمُوَاظَبَۃُ عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْبِیْحَاتِ فِی الْخَلْوَۃِ مَعَ الْمُحَافَظَۃِ عَلٰی شَرِیْطَۃِ الْخُشُوْعِ وَالْحُضُوْرِ وَمِنْہَا الْمُوَاظَبَۃُ عَلَی الطَّہَارَۃِ وَذِکْرِ ہَاذِمِ اللَّذَّاتِ وَمَا اَعَدَّہُ اللّٰہُ لِلْمُطِیْعِیْنَ مِنَ الثَّوَابِ وَلِلْعَاصِیْنَ لَہٗ مِنَ الْعَذَابِ فَیَحْصُلُ الْاِنْفِکَاکُ عَنِ اللَّذَّاتِ الْحِسِّیَّۃِ وَالْاِنْقِلَاعُ عَنْہَا وَمِنْہَا الْمُوَاظَبَۃُ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْکِتَابِ وَالتَّدَبُّرِ فِیْہِ وَاسْتِمَاعِ کَلَامِ الْوَاعِظِ وَمَا فِی الْحَدِیْثِ مِنَ الرِّقَاقِ وَبِالْجُمْلَۃِ فَکَانُوْا یُوَاظِبُوْنَ عَلٰی

هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ مُدَّةً كَثِيْرَةً فَتَحْصُلُ مَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ وَّهَيْأَةٌ نَفْسَانِيَّةٌ فَيُحَافِظُوْنَ عَلَيْهَا بَقِيَّةَ الْعُمُرِ وَهٰذَا الْمَعْنٰى هُوَ الْمُتَوَارِثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ طَرِيْقِ مَشَائِخِنَا لَا شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ وَاِنِ اخْتَلَفَ الْاَلْوَانُ وَاخْتَلَفَتْ طُرُقُ تَحْصِيْلِهَا اور یہ گمان نہ کیجیو کہ نسبت مذکورہ نہیں حاصل ہوتی مگر اُن ہی اشغال سے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ اشغال بھی اُس کی تحصیل کا ایک طریق ہے اُن ہی میں کچھ انحصار نہیں اور میرے نزدیک ظن غالب یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ سکینہ یعنی نسبت کو اور ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے سو منجملہ اُن کے طریق تفصیل کے مواظبت ہے صلوات اور تسبیحات پر خلوت میں بشرط خشوع اور حضور کی محافظت کے ساتھ اور منجملہ اُس کے طہارت پر اور موت کی یاد پر جو لذات کی کاٹنے والی ہے محافظت کرنا اور جو حق تعالیٰ نے مطیعوں کے واسطے ثواب مہیا کیا ہے اور جو گنہگاروں کے واسطے عذاب معین فرمایا اُس کو ہمیشہ یاد رکھنا تو اس مواظبت اور یاد کے سبب لذات حسیہ سے انفکاک اور انقطاع حاصل ہو جاتا تھا۔ اور منجملہ اُس کے مواظبت ہے قرآن مجید کی تلاوت پر اور اُس کے معانی غور کرنے پر اور نصیحت کرنے والے کی بات سُننے پر اور اُن احادیث کے تامل کرنے پر جن سے دل نرم ہو جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ اشیائے مذکورہ پر مدت کثیرہ مواظبت اور دوام کرتے تھے تو اُن کو تقرب الی اللہ کا

ف اثبات توارث نسبت طریقت از بدو زمان وحالت الی الآن و دفع ظنون ناقصین ۱۲۔

ملکۂ راسخہ اور ہیئات نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی اور اسی پر محافظت کیا کرتے تھے بقیۂ عمر میں اور یہی مقصود متوارث ہے شارع سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوراثت چلا آیا ہمارے مرشدوں کے طریق میں اس میں کچھ شک نہیں اگرچہ الوان مختلف ہیں اور تحصیل نسبت کے طریقے رنگ برنگ ہیں۔ ف مولانا ؒ نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہ سے سُنا کہ قول فیصل اس بات میں یہ ہے کہ نسبت صحابہ رضؓ اور تابعین ؒ کی نسبت احسانیہ ہے اور وہ نسبت طہارت اور نسبت سکینہ سے مرکب ہے برکات عدالت اور تقویٰ اور سماحتؔ[1] کے اختلاط کے ساتھ تو اُن کے کلام کا محل اصلی اور اُن کے خاص اور عام کا مطمح اولیٰ یہی ہے تو تجھکو لائق ہے کہ اُن حضرات کے احوال اور اقوال کو اسی پر جو ہم نے بتایا محمول کیجیو چنانچہ اُن کے قصص اور حکایات اسی کے شاہد ہیں اور میں نے سُنا مصنف ؒ سے فرماتے تھے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کی ارواح کو میں نے مشاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کے دامن میں چنگل مارے ہے اور اُن کا سلسلہ عالم ارواح میں خطیرۃ القدس کے ساتھ بنہج عجیب و رسوخ غریب متصل ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ اُن کا قول عالم ارواح کے باطن در باطن میں زیادہ تر ہے خارج کی نسبت واللہ اعلم مترجم کہتا ہے حضرت مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اُکھاڑ دیا بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ رضؓ اور تابعین ؒ کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے

[1] سماحت یعنی جوانمردی ۱۲

واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمان رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اس کی تحصیل کے مختلف ہیں تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے اور اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کی جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ رض کو بسبب صفائے طبیعت اور حضور خورشید[1] رسالت کی تحصیل نسبت میں ایسے اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے کہ اُن کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسے صحابۂ کرام کو قرآن اور حدیث کے فہم میں قواعد صرف اور نحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور بالفعل عرب اُس کے محتاج ہیں واللہ اعلم - سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَذْکُرُ وَاقِعَۃً لَّہٗ طَوِیْلَۃً رَاٰی فِیْھَا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَعَلِیًّا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ فَقَالَ سَاَلْتُ عَلِیًّا کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ عَنْ نِّسْبَتِیْ ھَلْ ھِیَ الَّتِیْ کَانَتْ

[1] مثال اُس کی ایسی ہے کہ جب تک آفتاب نکلا ہوا ہے ہر چیز پڑھ سکتا ہے آدمی اور جب آفتاب غروب ہوگیا تو حاجت روشنی کی پڑی پڑھنے کے لئے پس صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں آفتاب رسالت طلوع کئے ہوئے تھا کچھ حاجت اشغال کی حضور مع اللہ کے لئے نہ تھی فقط ایک نظر ڈالنے سے جمال باکمال پر وہ کچھ حاصل ہوتا تھا کہ اب چلوں میں وہ نہیں حاصل ہوتا اور اب چونکہ وہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا حاجت پڑی ان اشغال کی اُس ملکۂ حضور کے حاصل کرنے کے لئے ۱۲ ق -

عِنْدَکُمْ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنِیْ بِالْاِسْتِغْرَاقِ فِیْھَا وَتَاَمَّلْ جِدًّا ثُمَّ قَالَ ھِیَ ھِیَ بِلَا فَرْقٍ والد مرشد قدس سرہ سے میں نے سُنا کہ اپنے طویل خواب کو ذکر کرتے تھے جس میں حسنین اور سید الاولیا علی مرتضیٰ علیہم السلام کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا اپنی نسبت سے کہ آیا یہ وہی نسبت ہے جو تم کو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاصل تھی تو مجھکو امر کیا نسبت میں استغراق کرنے کا اور خوب تامل کیا پھر فرمایا یہ نسبت وہی ہے بلا فرق ثُمَّ لِصَاحِبِ الْمُدَاوَمَۃِ عَلَی السَّکِیْنَۃِ اَحْوَالٌ رَفِیْعَۃٌ تَنُوْبُہٗ مَرَّۃً مَرَّۃً فَلْیَغْتَنِمْھَا السَّالِکُ وَلْیَعْلَمْ اَنَّھَا عَلَامَاتُ قُبُوْلِ الطَّاعَاتِ وَتَاْثِیْرِھَا فِیْ صَمِیْمِ النَّفْسِ وَسُوَیْدَاءِ الْقَلْبِ پھر معلوم کرنا چاہیئے کہ نسبت پر مداومت کرنے والے کے حالات رفیع الشان نوبت بنوبت ہوتے ہیں گاہے کوئی اور کبھی کوئی تو سالک اُن حالات رفیعہ کو غنیمت جانے اور معلوم کرے کہ حالات مذکورہ طاعات قبول ہونے اور باطن نفس اور دل کے اندر اثر کرنے کے علامات ہیں وَمِنْھَا اِیْثَارُ طَاعَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی جَمِیْعِ مَاسِوَاہُ وَالْغَیْرَۃُ عَلَیْہِ فَقَدْ اَخْرَجَ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ رض اَنَّ اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ حَائِطٍ لَّہٗ فَطَارَ دُبْسِیٌّ فَطَفِقَ یَتَرَدَّدُ وَیَلْتَمِسُ مَخْرَجَہٗ فَاَعْجَبَہٗ ذٰلِکَ فَجَعَلَ یَتْبَعُہٗ بَصَرَہٗ سَاعَۃً ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی صَلَاتِہٖ فَاِذَا ھُوَ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَقَالَ قَدْ اَصَابَتْنِیْ فِیْ مَالِیْ ھٰذِہِ الْفِتْنَۃُ فَجَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ لَہُ الَّذِیْ اَصَابَہٗ فِیْ حَائِطِہٖ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَقَالَ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ صَدَقَۃٌ لِلّٰہِ فَضَعْہُ حَیْثُ شِئْتَ وَ قِصَّۃُ سُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْمُشَارُ اِلَیْھَا فِیْ قَوْلِہٖ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مَشْھُوْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ منجملہ احوال رفیعہ کے مقدم رکھنا ہے طاعات الٰہی کا اُس کے جمیع ماسوا پر اور اُس پہ غیرت کرنا سو البتہ امام مالکؒ نے مؤطا میں عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے روایت کی کہ ابو طلحہؓ انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھتے تھے تو ایک چڑیا خوشرنگ اُڑی سو اِدھر اُدھر جھانکتی پھرتی تھی اور نکل جانے کی راہ تلاش کرتی تھی یعنی درخت ایسے پیچاں اور زمین پر جھکے تھے کہ اُس کا نکلنا دشوار ہوا تو ابو طلحہؓ کو یہ امر خوش معلوم ہوا تو ایک ساعت اپنی نظر کو اُس کے ساتھ دوڑایا کیے پھر اپنی نماز کی طرف متوجّہ ہوئے تو یہ معلوم نہ رہا کہ کتنی پڑھی تھی تو کہا کہ یہ میرا مال یعنی باغ میرے حق میں فتنہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرتؐ سے یہ قصّہ نقل کیا اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ باغ خیرات ہے اللہ کی راہ میں اس کو رکھیے اور دیجیے جہاں کہیں چاہیے اور سلیمان علیہ السلام کا قصّہ جس کا اس آیت میں اشارہ ہے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مشہور اور معلوم ہے مترجم کہتا ہے قصۂ مذکورہ مجملاً یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایکبار گھوڑوں کے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ آفتاب ڈوب گیا نماز عصر قضا ہوگئی تو فرمایا کہ گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹی جاویں خلاصہ یہ ہے کہ اہل کمال کے نزدیک طاعت حق ہر امر پر مقدم ہوتی ہے اگر احیاناً کسی چیز کی مشغولی نے طاعتِ حق میں خلل ڈالا تو غیرت اہل کمال اُس چیز کے دفع کرنے کو مقتضی ہوتی ہے۔

ف۔ یہ اسرائیلیات ناقابل قبول علماء ہیں تفسیر کبیر میں صحت یوں کی گئی ہے کہ گھوڑ دوڑ ملاحظہ کرکے حضرت سلیمانؑ نے ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔ (مصحح)

چنانچہ ابو طلحہ رضی نے عمدہ باغ خیرات کر دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کو مروا ڈالا۔ وَمِنْهَا غَلَبَةُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِحَيْثُ يَظْهَرُ عَلٰى ظَاهِرِ الْبَدَنِ وَالْجَوَارِحِ لَهُ اَثَرٌ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ فِي الْاُصُوْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَفِي الْحَدِيْثِ اَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَامَ عَلٰى قَبْرٍ فَبَكٰى حَتّٰى ابْتَلَّتْ لِحْيَتُهُ وَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى بِاللَّيْلِ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ اور منجملہ حالات رفیعہ مذکورہ کے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اس طرح پر کہ اُس کا اثر بدن اور جوارح پر ظاہر ہو جاتا ہے حفّاظ حدیث نے اصول میں یہ حدیث روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو حق تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا یہاں تک کہ پانچواں شخص فرمایا وہ مرد ہے جس نے اللہ کو خالی مکان میں یاد کیا پھر اُس کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور حدیث میں وارد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہوئے

[1] اس کے آگے یہ ہے اُس دن کہ نہیں سایہ ہوگا مگر سایہ اُس کا ایک تو امام عادل اور دوسرا جوان کہ نشو و نما پایا اُس نے اللہ کی عبادت میں اور تیسرا وہ شخص کہ دل اُس کا مسجد ہی میں لگا رہتا ہے جب نکلتا ہے مسجد سے یہاں تک کہ پھر آوے مسجد میں اور چوتھے وہ شخص کہ محبت رکھتے ہیں آپس میں اور جمع بھی ہوتے ہیں محبت پر اور جدا بھی ہوتے ہیں محبت پر یعنی حاضر و غائب محبت یکساں رکھتے ہیں اور پانچواں وہ شخص کہ یاد کیا اللہ کو تنہائی میں پس جاری ہوئیں آنکھیں اُس کی آنسوؤں سے اور چھٹا وہ شخص کہ بلایا اُس کو ایک عورت حسب و جمال والی نے پس کہا اُس نے کہ میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور ساتواں وہ شخص کہ دیا کچھ صدقہ پس پوشیدہ دیا اُس کو یہاں تک کہ نہ جانا بائیں ہاتھ اُس کے نے اُس چیز کو کہ خرچ کیا داہنے ہاتھ اُس کے نے یعنی اس طرح کچھ دیا کہ داہنے ہاتھ والے کو دیا تو بائیں ہاتھ والے کو خبر نہ ہوئی اُس کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے ۱۲ مشکوۃ۔

تو اتنا روئے کہ داڑھی تر ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب تہجد کی نماز پڑھتے تھے تو سینۂ مبارک سے جوش کی آواز آتی تھی دیگ کے جوش کرنے کی طرح یعنی رونے کی ایسی آواز آتی تھی سینۂ مبارک سے جیسے ہانڈی سَن سَن بولتی ہے **ف** مولانا نے فرمایا حدیث میں وارد ہے کہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا وہ مرد جو رویا اللہ کے خوف سے یہاں تک کہ دودھ تھن میں پھر جاوے[لہ] اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرد کثیر البکا تھے آنکھیں نہ تھمتی تھیں آنسوؤں سے جب کہ وہ قرآن پڑھتے تھے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں نے یہ آیت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنی اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ ھُمُ الْخَالِقُوْنَ تو گویا میرا قلب اُڑ گیا خوف سے وَمِنْهَا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ قَدْ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَاَنَّہٗ قَالَ لَنْ یَّبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ یَرَاھَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوْ تُرٰی لَہٗ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَبِہٖ فُسِّرَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اور منجملہ حالات رفیعہ سچا خواب ہے حافظان حدیث نے روایت نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب نیک مرد سے نبوت کے چھیالیس ۴۶ حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے اور آنحضرت صلعم نے

لہ اس کو تعلیق بالمحال کہتے ہیں یعنی جیسے دودھ کا تھنوں میں پھر جانا محال ہے ایسے ہی اس کا دوزخ میں جانا محال ہے ۱۲۔

فرمایا نہ باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے مگر مبشرات صحابہ رضنے کہا اور مبشرات کیا ہیں یارسول اللہ فرمایا نیک خواب جس کو نیک مرد دیکھے یا اُس کے واسطے دوسرا نیک مرد سچا خواب دیکھے وہ نبوت کے چھیالیس ۴۶ حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ اُن کے واسطے بشارت ہے زندگانی دنیا میں تفسیر کیا گیا ہے برویاے صالحہ یعنی اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ بشارت دنیاوی سے سچا خواب مراد ہے **ف** مولانا رح نے فرمایا کہ رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سالکوں کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے تا اینکہ بعد نماز صبح کے جلوس فرماتے اور ارشاد کرتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو اگر کوئی خواب بیان کرتا تو آنحضرت صلعم اُس کی تعبیر فرماتے تھے۔ وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ رُؤْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اَوْ رُؤْيَةُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اَوْ رُؤْيَةُ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرِّكَةِ كَبَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْوَقَائِعِ الْاٰتِيَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ فَتَقَعُ كَمَا رَاٰى اَوِ الْمَاضِيَةِ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ اَوْ رُؤْيَةُ الْاَنْوَارِ وَالطَّيِّبَاتِ كَشُرْبِ اللَّبَنِ اَوِ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ كَمَا هُوَ مَذْكُوْرٌ فِي كِتَابِ الرُّؤْيَا مِنَ الْاُصُوْلِ وَرُؤْيَةُ الْمَلَائِكَةِ فَفِي الْحَدِيْثِ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَهَرَتْ ظُلَّةٌ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ اِلٰى اٰخِرِ الْقِصَّةِ اور رویائے صالحہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت ہے خواب میں یا دیکھنا جنّت اور نار کا یا دیکھنا صالحین اور انبیا علیہم السّلام کا اس کے بعد مکانات متبرکہ کا

خواب میں دیکھنا جیسے بیت اللہ محترم یا مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا دیکھنا یا بیت المقدس کا اس کے بعد رتبہ ہے وقائع آیندہ کے دیکھنے کا کہ مطابق
رؤیت کے واقع ہوں یا وقائع گزشتہ کا دیکھنا ٹھیک ٹھیک یا انوار اور طیبات
کا دیکھنا جیسے دودھ اور شہد اور گھی کا پینا چنانچہ کتب احادیث کی کتاب
الرؤیا میں مذکور ہے اور اسی طرح فرشتوں کا دیکھنا جاگنے کی حالت میں
حدیث میں وارد ہے کہ ایک مرد قرآن پڑھتا تھا ایک رات تو ایک سائبان
ظاہر ہوا جس میں چراغ سے تھے تا آخر قصہ **ف** قصۂ مذکورہ مجملاً صحیحین کی
روایت سے یوں ہے کہ اُسید بن حُضیر رضہ تہجد کے وقت سورۂ بقرہ پڑھتے تھے تو
ایک سائبان آسمان کی طرف سے جس میں چراغوں کے مانند روشنی تھی اتنا قریب آگیا
کہ اُن کا گھوڑا بھڑکنے لگا اُنھوں نے یہ قصہ آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے
عرض کیا فرمایا کہ تجھکو معلوم ہے کہ وہ کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ نہیں فرمایا وہ فرشتے
تھے تیرے قرآن کی آواز سُن کر قریب ہو گئے تھے اگر تو پڑھے جاتا تو صبح کے وقت
اُن کو لوگ دیکھ لیتے وہ مخفی نہ ہوتے **مترجم** کہتا ہے رؤیت نبوی جمیع مقامات
سے اس واسطے مقدم ہوئی کہ صحیحین میں ابی ہریرہ رضہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اُس نے مجھ کو
فی الواقع دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت میں نہیں پکڑ سکتا مولاناؒ نے
فرمایا دودھ اور شہد کے مانند سفید کپڑوں کا بھی خواب ہے احمدؒ اور ترمذیؒ
نے عائشہ رضہ صدیقہ سے روایت کی کہ کسی نے ورقہ بن نوفل کا حال رسول
علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے پوچھا تو خدیجۃ الکبریٰ رضہ نے کہا کہ اُس نے تو

آپ کی تصدیق نبوت کی تھی ولیکن وہ مرگیا قبل آپ کے ظہور کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اُس کو خواب میں دیکھا اُس پر سفید پوشاک تھی اور اگر وہ دوزخی ہوتا تو اُس پر لباس سفید نہ ہوتا وَمِنْهَا الْفِرَاسَةُ الصَّادِقَةُ وَالْخَاطِرُ الْمُطَابِقُ الْوَاقِعَ فَقَدْ جَآءَ فِي الْخَبَرِ اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ اور منجملہ حالات رفیعہ فراست صادقہ ہے اور وہ خاطر جو مطابق ہے واقع کے سو البتہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ بواسطہ نور الٰہی کے نظر کرتا ہے۔
مترجم کہتا ہے فراست صادقہ سے ٹھیک اٹکل مراد ہے وَمِنْهَا اِجَابَةُ الدُّعَآءِ وَظُهُوْرُ مَا يَطْلُبُهُ مِنَ اللهِ تَعَالٰى بِجُهْدِ هِمَّتِهٖ وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ فِي الْحَدِيْثِ رُبَّ اَغْبَرَ وَاَشْعَثَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُعْبَأُ بِهٖ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَاَبَرَّهٗ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذِهِ الْوَقَائِعُ وَاَمْثَالُهَا دَالَّةٌ عَلٰى صِحَّةِ اِيْمَانِ الرَّجُلِ وَقُبُوْلِ طَاعَاتِهٖ وَسِرَايَةِ النُّوْرِ فِيْ صَمِيْمِ قَلْبِهٖ فَلْيَغْتَنِمْهَا اور منجملہ حالات رفیعہ کے دعا کا قبول ہونا ہے اور ظاہر ہونا اُس کا جس کا اللہ سے طالب ہے اپنی ہمت کی کوشش سے اور اسی کی طرف اشارہ حدیث میں ہے کہ بعضا شخص غبار آلودہ پریشان مو پُرانے پھٹے کپڑوں والا جس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ کے بھروسے پر تو حق تعالیٰ اس کی قسم کو سچا کردے یعنی خدا کے نزدیک اُس کی ایسی وجاہت ہے کہ جیسا اُس نے کہا ویسا ہی کردے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حالات رفیعہ جو مذکور ہوئے اور مانند

ان کے اور حالات بلند دلالت کرتے ہیں مرد کی صحت ایمان پر اور اس کی طاعات کے قبول ہونے پر اور نور سرایت کر جانے پر اُس کے قلب کے باطن میں تو سالک ان کو غنیمت جانے ثُمَّ بَعْدَ حُصُوْلِ النِّسْبَةِ عُرُوْجٌ اٰخَرُ وَهُوَ الْفَنَآءُ فِي اللّٰهِ وَالْبَقَآءُ بِهٖ وَالْحَقُّ عِنْدِي اَنَّهٗ لَيْسَ مُتَوَارِثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ الْمَشَآئِخِ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ بَلْ هُوَ مَوْهِبَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَهَبُهٗ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ مِنْ غَيْرِ تَوَارُثٍ وَّمِمَّا يَشْهَدُ لِهٰذَا الْمَعْنٰى مَارُوِيَ اَنَّ خُوَاجَهْ نَقْشْبَنْدْ سُئِلَ عَنْ سِلْسِلَةِ شُيُوْخِهٖ فَقَالَ لَمْ يَصِلْ اَحَدٌ اِلَى اللّٰهِ بِالسِّلْسِلَةِ بَلْ وَصَلَتْ اِلَيَّ جَذْبَةٌ فَاَوْصَانِيْ اِلَى اللّٰهِ قَضِيَّةٌ لِمَا وَرَدَ جَذْبَةٌ مِّنْ جَذَبَاتِ اللّٰهِ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ هٰذَا مَعَ اَنَّ سِلْسِلَةَ شُيُوْخِهٖ مَعْلُوْمَةٌ وَّمَعْرُوْفَةٌ فَمَنْ شَآءَ هٰذَا الْعُرُوْجَ فَلْيَرْجِعْ اِلٰى سَآئِرِ كُتُبِنَا وَاللّٰهُ الْهَادِيْ

پھر بعد حاصل ہونے نسبت کے دوسرا عروج اور ترقی ہے اور وہ عبارت ہے فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے اور میرے نزدیک واقعی یہ امر ہے کہ مرتبۂ فنا اور بقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بواسطہ مشائخ سند متصل سے متوارث نہیں بلکہ یہ تو خدا کی داد ہے جس کو اپنے بندوں میں سے چاہے عنایت کرے بدون توارث کے اور اس مدعا کا شاہد وہ امر ہے جو خواجہ نقشبند سے منقول ہے کہ کسی نے اُن کے پیرون رح کا سلسلہ پوچھا تو فرمایا کوئی شخص اللہ تک اپنے سلسلے کے واسطے سے نہیں پہونچا بلکہ مجھ کو تو

کشش ربانی پہونچ گئی سو اُس نے مجھ کو اللہ تک پہونچا دیا یہ کلام مطابق ہے اُس حدیث مروی کے کہ کششوں ربانیہ سے ایک کشش جن اور انسان کے عمل کے مقابل ہے اس کو یاد رکھنا بالجملہ خواجہ نقشبندؒ کے مرشدوں کا سلسلہ معروف اور مشہور ہے سو اس امر کی جو زیادہ تحقیق چاہے یعنی فنا اور بقا کے وہبی ہونے کی نہ کسبی ہونے کی تو ہماری اور کتابوں کی طرف رجوع کرے اور اللہ جلّ شانہ رہنما ہے۔ **ف** مصنّف قدس سرہ نے حاشیۂ منہیہ میں فرمایا کہ اس مقدمے کو ہم نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بتفصیل بیان کیا ہے جس کو شوق ہو وہ اُس کتاب کو دیکھے۔

فصل آٹھویں

فِیْ شَیْءٍ مِّنْ فَوَائِدِ سَیِّدِی الْوَالِدِ قُدِّسَ سِرُّہٗ اس فصل میں والد مرشد قدس سرہٗ کے بعضے فائدے مذکور ہیں یعنی حضرت مصنّفؒ کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے اَوْصَانِیْ سَیِّدِی الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّہٗ بِمُوَاظَبَۃِ یَا مُغْنِیْ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃً وَّ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَسُوْرَۃِ الْمُزَّمِّلِ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَاِحْدٰی عَشَرَ مَرَّۃً وَّ قَالَ ھٰذَانِ مُجَرَّبَانِ لِلْغِنَی الْقَلْبِیِّ وَالظَّاھِرِیِّ کِلَیْھِمَا والد مرشد قدس سرہ نے مجھ کو وصیت کی یَا مُغْنِیْ کی مواظبت کی ہر دن گیارہ سو بار اور سورۂ مزمّل پڑھنے کی چالیسؔ بار سو اگر نہ ہوسکے تو گیارہؔ بار اور فرمایا کہ یہ دونوں عمل غنائے دلی اور ظاہری

اعمال مجربہ خاندانی حضرت مصنفؒ

دونوں کے واسطے مجرب ہیں[۱] - وَ اَوْصَانِیْ بِمُوَاظَبَۃِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کُلَّ یَوْمٍ وَ قَالَ بِہَا وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا اور مجھ کو وصیت کی درود کی ہمیشگی پر ہر روز اور فرمایا کہ اسی کے سبب سے ہم نے پایا جو پایا[۲] - وَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِذَا جَاءَکَ مَنْ یَّتَأَلَّمُ ضِرْسُہٗ اَوْ رَاْسُہٗ اَوْ تَوَجَّعَہُ الرِّیَاحُ فَخُذْ لَوْحًا طَاہِرًا وَّضَعْ عَلَیْہِ رَمْلًا طَاہِرًا وَّاکْتُبْ بِمِسْمَارٍ اَبْجَدْ ہَوَّزْ حُطِّیْ وَ شَدِّدْ بِالْمِسْمَارِ عَلَی الْاَلِفِ وَ اقْرَاِ الْفَاتِحَۃَ مَرَّۃً وَّ صَاحِبُ الْاَلَمِ وَاضِعٌ اِصْبَعَہٗ عَلٰی مَوْضِعِ الْاَلَمِ بِقُوَّۃٍ ثُمَّ اَسْاَلُہٗ ہَلْ شُفِیْتَ فَاِنْ شُفِیَ فَبِہَا وَ اِلَّا نَقَلْتَ الْمِسْمَارَ اِلَی الْبَاءِ وَ قَرَأْتَ الْفَاتِحَۃَ مَرَّتَیْنِ وَ سَاَلْتَہٗ کَالْاُوْلٰی فَاِنْ شُفِیَ فَبِہَا وَ اِلَّا نَقَلْتَ الْمِسْمَارَ اِلَی الْجِیْمِ وَ قَرَأْتَ الْفَاتِحَۃَ ثَلٰثًا وَّ ہٰکَذَا فَلَا تَصِلُ اِلٰی اٰخِرِ الْحُرُوْفِ اِلَّا وَ قَدْ شَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی - اور سُنا میں نے والد مرشد سے فرماتے تھے کہ جب

درد کے تسکین ظاہری دوا طبی

[۱] اور بعض مشائخ سے پڑھنا سورۂ مزمل کا اکتالیس ۴۱ بار بھی منقول ہے اور بعض سے نماز میں پڑھنا اس کا اس طرح کہ عشا کے بعد دو رکعتوں میں اکتالیس ۴۱ بار پڑھے اس طرح کہ اکیس ۲۱ بار پہلی رکعت میں اور بیس ۲۰ بار دوسری رکعت میں اور مولوی فخر الدین صاحب رحمہ اللہ کے مریدوں میں مجرب اس کا ایک طریق یہ ہے کہ بعد سنت فجر کے ایک بار اور بعد ہر نماز کے پنجگانہ میں سے دو دو بار کہ شب و روز میں گیارہ ۱۱ بار ہو جاوے اور اس فقیر کو ان سب طرق کی اجازت ہے اور جو چاہے پڑھے اس کو بھی میری طرف سے اجازت ہے جَرَّبْتُ ہٰذَا الْعَمَلَ فَوَجَدْتُہٗ کَذَالِکَ ۱۲ ق - [۲] ظفر جلیل میں کچھ فائدے درود شریف کے اور الفاظ اس کے میں نے لکھے ہیں جو چاہے اس میں سے دیکھ لے اور صلوٰۃ تنجینا کا ستر ۷۰ بار ہر روز پڑھنا قضائے حوائج کے لئے ایک بزرگ سے مجھ کو پہونچا ہے اس کی بھی اجازت ہے جو چاہے سو پڑھے ۱۲ -

کوئی تیرے پاس اپنے دانت کے درد یا سر کے درد سے نالاں آوے یا اُس کو ریاح ستاتے ہوں تو ایک تختی یا پٹڑی پاک لے اور اُس پر پاک ریتا ڈالے اور ایک کیل یا کھونٹی سے اُس پر ابجد ہوز حطی الکھ اور کیل کو الف پر زور سے داب اور ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھ اور درد والا آدمی اپنی اُنگلی کو درد کے مقام پر زور سے رکھے رہے پھر اُس سے پوچھ کہ تجھکو آرام ہوگیا اگر درد جاتا رہا تو خوب ہے اور نہیں تو کیل کو دوسرے حرف یعنی بے کی طرف نقل کرے اور دو بار سورۂ فاتحہ پڑھے اور پوچھے پہلی بار کی طرح کہ صحت ہوئی یا نہیں اگر صحت ہو گئی تو فہو المراد اور نہیں تو جیم کی طرف کیل کو نقل کرے اور تین بار الحمد پڑھے اور اسی طرح ہر حرف پر کیل سے دابتا جاوے اور سورۂ فاتحہ کو ہر بار پڑھتا جاوے تو آخر حرف تک تو نہ پہنچے گا مگر یہ کہ خدا اس کے اندر ہی شفا عنایت کرے گا۔ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِذَا عَنَتْ لَکَ حَاجَۃٌ اَوْ کَانَ لَکَ غَائِبٌ فَاَرَدْتَّ اَنْ یَّرْجِعَہُ اللّٰہُ سَالِمًا غَانِمًا اَوْ کَانَ لَکَ مَرِیْضٌ فَاَرَدْتَّ اَنْ یَّشْفِیَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاقْرَأْ سُوْرَۃَ الْفَاتِحَۃِ اِحْدٰی وَ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً بَیْنَ سُنَّۃِ الْفَجْرِ وَ فَرْضِہٖ اور میں نے والد مرشد سے سُنا فرماتے تھے کہ جب تجھکو کوئی حاجت پیش آوے یا کوئی شخص تیرا غائب ہو اور تو چاہے کہ حق تعالیٰ اُس کو سالم اور غانم پھیر لاوے یا کوئی تیرا بیمار ہو سو تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت بخشے تو سورۂ فاتحہ کو اکتالیس ۴۱ بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں پڑھ **ف** مولانا رح نے حاشیے میں فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو فاتحۃ الکتاب کو چالیس ۴۰ بار پانی کے پیالے پر پڑھے اور محموم یعنی تپ والے کے مُنھ پر چھینٹا

مارے تو حق تعالیٰ اس کو فائدہ بخشے وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ عَضَّہُ الْکَلْبُ
الْمَجْنُوْنُ وَخِیْفَ عَلَیْہِ الْجُنُوْنَ فَاکْتُبْ لَہٗ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ
کِسْرَۃً مِّنَ الْخُبْزِ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا ہ وَّ اَکِیْدُ کَیْدًا ہ فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ
اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا ہ وَمُرْہُ اَنْ یَّاْکُلَ کُلَّ یَوْمٍ کِسْرَۃً اور میں نے
سنا اُن ہی حضرت سے فرماتے تھے کہ جس کو باؤلا کتا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے
کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ
کَیْدًا لفظ رُوَیْدًا تک اور اس کہدے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے[۲]
وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ فَاقَۃٌ
اور میں نے اُن حضرت سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ واقعہ کو ہر رات پڑھے
اُس کو فاقہ نہیں ہوتا مترجم کہتا ہے یہ عمل حدیث کے موافق ہے واللہ اعلم

برائے گزیدن سگ دیوانہ

برائے دفع فاقہ

[۱] اور اس فقیر کو ایک بزرگ سے پہونچا ہے کہ جس لڑکے کو مسان کی بیماری ہو تو اس پر الحمد اکتالیس بار
ساتھ وصل میم بسم اللہ کے ساتھ الحمد کے پڑھ کر چالیس روز تک دم کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ
مرض اس کا جاتا رہے گا اور اگر فرصت نہ ہو تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے ۱۲

بیدار شدن از شب

[۲] سُنا اس فقیر نے اپنے اُستاد مولانا اسحق صاحب رحمۃ اللہ سے فرماتے تھے جس کو باؤلا کتا
کاٹے تو ایک ٹکڑا بانات کا تھوڑے سے گڑ میں لپیٹ کر کھلاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ زہر اس کا
کہیں اثر نہ کرے گا ۱۲ ق

[۳] اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے حزب البحر کی شرح میں حدیث سے یا
کسی صحابی رض سے لکھا ہے کہ جو کوئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
سو بار ہر روز پڑھ لیا کرے تو اس کو فاقہ نہیں پہونچے گا۔
۱۲ ق

وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ عِنْدَ نَوْمِہٖ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اِلٰی اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ وَسَأَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّوْقِظَہٗ فِیْ اَیِّ سَاعَۃٍ
اَرَادَ اَیْقَظَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْھَا اور میں نے اُن حضرت سے سُنا فرماتے تھے کہ
جو شخص اپنے سونے کے وقت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سورہ کہف کے آخر تک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ اُس کو جگا دے
جس وقت کا کہ ارادہ کرے تو حق تعالیٰ اُس کو جگا دے گا اُسی وقت مترجم کہتا
ہے سورہ کہف کے آیات مذکورہ یہ ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خَالِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا ۝
قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ
کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰۤی
اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۝ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ
عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا ۝ یہ عمل حدیث کے موافق
ہے چنانچہ دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ
وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اُکْتُبْ ھٰذِہِ الْعُوْذَۃَ وَعَلِّقْھَا فِیْ عُنُقِ الطِّفْلِ
یَحْفَظُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ
التَّآمَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَّامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ
بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ اور سُنا
میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اس تعویذ کو لکھ اور لڑکے کی گردن میں
لٹکا حق تعالیٰ اُس کو محفوظ رکھے گا بسم اللہ سے آخر تک تعویذ مذکور ہے

عمل حفظ اطفال

ترجمہ اُس کا یہ ہے کہ بواسطہ کلمات الٰہیہ کے جو اپنی تاثیر میں پورے ہیں میں پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے اور نظر لگانے والے کی آنکھ کی شر سے میں نے پناہ پکڑی دس لاکھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے قلعے میں[1] وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هٰذَا الدُّعَآءُ اَمَانٌ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ يَقْرَأُ صَبَاحًا وَّ مَسَآءً بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَّاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین رض کے لیے یوں تعویذ کرتے تھے اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم ع تعویذ کرتے تھے ساتھ اس دعا کے اسمٰعیل ع اور اسحٰق ع کو روایت کی یہ مسلم رض نے اور معمول مولانا عبدالعزیز صاحب و مولانا اسحٰق صاحب رحمہما اللہ کا فقط اس دعا لکھنے کا تھا اعوذ بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ ۱۲ ق

الْعَظِيْمِ اور سنا میں نے اُن سے فرماتے تھے کہ یہ دعا یعنی بسم اللہ سے آخر تک امان اور پناہ ہے ہر آفت سے پڑھا کرے اُس کو صبح اور شام ترجمہ اُس کا یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے خداوندا تو میرا رب ہے کوئی معبود برحق نہیں۔ سوائے تیرے تجھی پر میں نے بھروسا کیا اور تو ہی مالک ہے عرش عظیم کا اور نہ بچاؤ ہے گناہ سے اور نہ قوت ہے بندگی پہ مگر اللہ کی توفیق سے جو بلند اور بزرگ جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور مقرر اللہ نے اپنے علم سے ہر چیز کو گھیر لیا ہے اور ہر چیز کو شمار میں کر لیا ہے گن کر خداوندا میں پناہ مانگتا ہوں اپنی ذات کی برائی سے اور ہر چلنے والے جاندار کی برائی سے جس کی چوٹی کو تو تھامے ہے یعنی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے مقرر میرا رب صراط مستقیم پر ہے اور تو ہر چیز کا نگہبان ہے البتہ میرے کام کا بنانے والا اللہ ہے جس نے قرآن اُتارا اور وہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے سو اگر وہ نہ مانیں اور گردن کشی کریں تو کہہ مجھکو اللہ کافی ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اُس کے اُسی پر میں نے اعتماد اور بھروسا کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا وَسَمِعْتُہٗ يَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْيَقُلْ كٓهٰيٰعٓصٓ ۱۳ ۲ كُفِيْتُ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۲۲ حُمِيْتُ ۲ وَيَقْبِضُ كُلَّ اِصْبَعٍ مِّنَ الْيَدِ الْيُمْنٰى عِنْدَ كُلِّ حَرْفٍ مِّنَ اللَّفْظِ الْاَوَّلِ وَمِنَ الْيُسْرٰى عِنْدَ كُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الثَّانِيْ ثُمَّ يَفْتَحُهُمَا جَمِيْعًا فِيْ وَجْهِ مَنْ يَّخَافُ مِنْهُ اور میں نے حضرت والد سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص کسی صاحب

بسم اللہ امان از ہر آفت

برائے خوف از حاکم

حکومت سے ڈرے اُس کو چاہیے یوں کہے کٓھٰیٰعٓصٓ کفیتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمیتُ اور چاہیے کہ داہنے ہاتھ کی ہر اُنگلی کو بند کرے لفظ اوّل کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ اور بائیں ہاتھ کی ہر اُنگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں بند کیے چلا جاوے پھر دونوں کو کھول دے اُس کے سامنے جس سے ڈرتا ہے مترجم کہتا ہے لفظ اوّل سے کٓھٰیٰعٓصٓ اور لفظ ثانی سے حٰمٓعٓسٓقٓ مراد ہے یعنی جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک اُنگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا حرف بولے تو دوسری اُنگلی بند کرے اور یائے تحتانیہ کے بعد تیسری اُنگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرے اور علیٰ ہذا القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک اُنگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ سِتٌّ اٰیَاتٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰی بِاٰیَاتِ الشِّفَآءِ یَکْتُبُھَا لِلْمَرِیْضِ فِیْ اِنَآءٍ فَیَمْحُوْھَا بِالْمَآءِ وَیَشْرَبُ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ اور میں نے سُنا حضرت والد ماجد سے فرماتے تھے کہ چھ آیتیں ہیں قرآن کی جن کا آیات شفا نام ہے بیمار کے واسطے اُن کو ایک برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر پلاوے آیات مذکورہ وَیَشْفِ سے آخر تک ہیں۔ وَسَمِعْتُہٗ

آیات شفا برائے مریض

یَقُوْلُ ثَلٰثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً تَنْفَعُ مِنَ السِّحْرِ وَ تَکُوْنُ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ وَ اللُّصُوْصِ وَالسِّبَاعِ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الْبَقَرَۃِ وَ اٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ وَ اٰیَتَانِ بَعْدَھَا اِلٰی خٰلِدُوْنَ وَ ثَلٰثٌ مِّنْ اٰخِرِ الْبَقَرَۃِ وَ ثَلٰثٌ مِّنَ الْاَعْرَافِ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ اِلَی مُحْسِنِیْنَ وَ اٰخِرُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ وَ عَشْرُ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الصّٰٓفّٰتِ اِلٰی لَازِبٍ وَ اٰیَتَانِ مِنْ سُوْرَۃِ الرَّحْمٰنِ یَامَعْشَرَ الْجِنِّ اِلٰی تَنْتَصِرَانِ وَاٰخِرُ الْحَشْرِ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ وَ اٰیَتَانِ مِنْ قُلْ اُوْحِیَ وَ اَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَآ اِلٰی شَطَطًا نَھٰذِہٖ ھِیَ الْاٰیَاتُ الْمُسَمَّاۃُ بِثَلٰثٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً وَّ کَانَ سَیِّدِی الْوَالِدُ یَزِیْدُ عَلَیْھَا الْفَاتِحَۃَ وَّ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَّ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَ الْمُعَوَّذَتَیْنِ وَیَاْخُذُ مِنْ اَوَّلِ السُّوْرَۃِ قُلْ اُوْحِیَ اِلٰی شَطَطًا اور میں نے حضرت والدؒ سے سُنا فرماتے تھے تینتیس ۳۳ آیتیں ہیں کہ جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیطان اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ ہو جاتی ہیں چار آیتیں سورہ بقرہ کے اوّل سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اس کے بعد کی خَالِدُوْنَ تک اور تین آیتیں آخر سورۂ بقرہ کی یعنی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آخر تک اور تین آیتیں سورۂ اعراف کی اِنَّ رَبَّکُمْ سے مُحْسِنِیْنَ تک اور سورۂ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت یعنی قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے آخر تک اور دس آیتیں صافات کے اوّل سے لَازِبٍ تک اور دو ۲ آیتیں

سی و سہ ۳۳ آیت برائے دفع اثر سحر و حفاظت از دزدان و درندگان

سورۂ رحمٰن کی یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ سے تَنْتَصِرَانِ تک اور آخر سورۂ حشر کی لَوْ اَنْزَلْنَا سے آخر تک اور دو۲ آیتیں سورۂ جن یعنی قُلْ اُوْحِیَ کی وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا سے شَطَطًا تک تو یہی آیات مذکورہ تینتیس ۳۳ آیت سے مسمیٰ ہیں اور ہمارے والد رح مرشد آیات مذکورہ پر سورۂ فاتحہ اور قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس زیادہ کرتے تھے اور سورۂ جن سے اوّل آیت یعنی قُلْ اُوْحِیَ سے شَطَطًا تک لیتے تھے **ف** مترجم کہتا ہے حضرت مصنف رح قدس سرہ نے آیات مذکورہ کا پتا بتایا بطور اختصار کے کہ واقف سمجھ لے گا تو ناواقفوں کے واسطے مناسب معلوم ہوا کہ آیاتِ ممدوحہ کو یہاں پورا ذکر کر دیجئے کہ تلاش نہ کرنی پڑے۔

الٓمّٓ ۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۳ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۰ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۰ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ

الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ
فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ
آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ
بِهِ اللَّهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ
وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ
رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا
كَسَبَتْ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف
وَارْحَمْنَا وقف أَنْتَ مَوْلَانَا وقف فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ
رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۝ ثُمَّ
اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا لا وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ

تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ؕ اِنَّہٗ
لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ ۱۳ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِہَا وَ
ادْعُوْہُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ ۱۴ قُلِ
ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی
وَلَا تَجْہَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِہَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝
۱۵ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ
فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ۝ ۱۶ وَالصّٰٓفّٰتِ
صَفًّا ۝ ۱۷ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ ۱۸ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا ۝ ۱۹ اِنَّ اِلٰـہَکُمْ لَوَاحِدٌ ۝
۲۰ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ ۲۱ اِنَّا زَیَّنَّا
السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَۃِ نِ الْکَوَاکِبِ ۝ ۲۲ وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ
مَّارِدٍ ۝ ۲۳ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ
دُحُوْرًا وَّلَہُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ ۲۴ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَۃَ فَاَتْبَعَہٗ
شِہَابٌ ثَاقِبٌ ۝ ۲۵ فَاسْتَفْتِہِمْ اَہُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا
خَلَقْنٰہُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ۝ ۲۶ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ
اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ
اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ ۲۷ یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا
شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝ ۲۸ لَوْ اَنْزَلْنَا ہٰذَا الْقُرْاٰنَ
عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ؕ ۲۹ وَتِلْکَ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُہَا لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ ۳۰ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ۚ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝
ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ
الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ؕ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝
ھُوَ [۳۱] اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ یُسَبِّحُ لَہٗ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ قُلْ [۳۲] اُوْحِیَ اِلَیَّ
اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْٓ
اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ۚ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ وَّ اَنَّہٗ
تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّ لَا وَلَدًا ۙ وَّ [۳۳] اَنَّہٗ کَانَ
یَقُوْلُ سَفِیْھُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ۝ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِذَا ظَھَرَ مَرَضُ
الْحَصْبَۃِ فَخُذْ خَیْطًا اَزْرَقَ وَاقْرَاْ سُوْرَۃَ الرَّحْمٰنِ وَ کُلَّمَا
مَرَرْتَ عَلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ فَاعْقِدْ
عُقْدَۃً وَّ انْفِثْ فِیْھَا وَعَلِّقِ الْخَیْطَ فِیْ عُنُقِ الصَّبِیِّ یُعَافِہٖ
اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ ذٰلِکَ الْمَرَضِ اور میں نے حضرت والد سے سُنا
فرماتے تھے کہ جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اُس پر
سورۂ رحمٰن پڑھ اور جب بار کہ تو فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ
پر پہونچے تو ایک گرہ دے اور اُس پر پھونک ڈال اور تاگے کو
لڑکے کی گردن میں باندھ دے حق تعالیٰ اُس کو اس بیماری سے آرام
دے گا وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اَسْمَآءُ اَصْحَابِ الْکَھْفِ اَمَانٌ مِّنَ
الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالنَّھْبِ وَالسَّرَقِ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ یَمْلِیْخَا

مَلِکسَلمِینا کَشفَوطَط اَذرَفَطیُونَسُ کَشافَطیُونَسُ تَبیُونَسُ بُوانِسُ بُوسُ وَکَلبُهُم قِطمِیرٌ وَعَلَی اللّٰہِ قَصدُ السَّبِیلِ وَمِنهَا جَائِرٌ اور سُنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحابِ کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے الٰہی سے آخر تک دعا کرے وَسَمِعتُہٗ یَقُولُ اِذَا اعتَرَضَت لَکَ حَاجَۃٌ فَاقرَأ یَا بَدِیعَ العَجَائِبِ بِالخَیرِ یَا بَدِیعُ اَلفًا وَّمِائَتَی مَرَّۃٍ اِثنَا عَشَرَ یَومًا فَاِنَّ اللّٰہَ یَقضِی حَاجَتَکَ هٰذِہٖ عَزَائِمُ اَجَازَنِی سَیِّدِی الوَالِدُ بِهَا فِی جُملَۃِ مَا اَجَازَنِی اور سُنا میں نے حضرت والدؒ سے فرماتے تھے کہ جب تجھکو کوئی حاجت درپیش آوے تو یَا بَدِیعَ العَجَائِبِ بِالخَیرِ یَا بَدِیعُ کو بارہ سو بار پڑھ بارہ دن تک کہ حق تعالیٰ تیری حاجت برلاوے گا اور ان اعمال مذکورہ کی اول فصل سے یہاں تک مجھکو میرے والدؒ مرشد نے اجازت دی ہے منجملہ اور اعمال کے کہ جن میں مجھکو اجازت فرمائی ہے[1]۔ لِقَضَاءِ الحَاجَاتِ المُهِمَّۃِ یَرکَعُ اَربَعَ رَکعَاتٍ یَقرَأُ فِی الاُولٰی بَعدَ الفَاتِحَۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ سُبحَانَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ ۵ فَاستَجَبنَا لَہٗ

نامہائے اصحاب کہف برائے امان از غرق و آتش زدگی و غارت گری و دزدی و برائے حاجت روائی

[1] صلوٰۃ الحاجۃ جو حدیث شریف میں آئی ہے وہ ظفر جلیل وغیرہ کتب حدیث میں مذکور ہے پڑھنا اُس کا افضل سب سے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ ۱۲

نماز برائے قضائے حاجات

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّفِي الثَّانِيَةِ رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ٥ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّفِي الثَّالِثَةِ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ٥ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّفِي الرَّابِعَةِ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَقُوْلُ رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ مِائَةَ مَرَّةٍ حاجات مشکل کے بر آنے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ کو سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ سو بار پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ٥ سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر کرکے رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سو بار ف مولانا نے فرمایا[1] کر

[1] جناب مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے بیچ تفسیر سورۂ نون کے جب یہ آیت لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ الآیۃ کے لکھا ہے کہ مشائخ معتبرین سے واسطے دفع ہر غم و اندوہ کے آیت لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ الآیۃ کا پڑھنا تریاق مجرب ہے اور طریق اُس کے پڑھنے کے دو ہیں ایک تو یہ کہ سوا لاکھ بار بہیئت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے دوسرے یہ کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت کو تین سو بار بعد نماز عشا کے تاریک مکان میں بیٹھکر ساتھ شرائط طہارت اور استقبال قبلہ کے پڑھے اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۲ پر)

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد کیا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ جن کے وسیلے سے جو سوال کرے پاوے اور جو دعا کرے قبول ہو اور مجھ کو تعجب آتا ہے اُس شخص سے کہ بواسطۂ ان کے دعا کرے اور قبول نہ ہو فائدہ جلیلہ حضرت شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے چار باب میں فرمایا کہ جو عمل کہ حصول ہر مطلب میں جلالی ہو یا جمالی حکم میں کبریت احمر کے ہے اور اُس کو اسم اعظم شمار کیا ہے وہ یہ آیت ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵ رسول علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ دعا ذوالنون علیہ السّلام کی ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں فرمائی جو مسلمان جس مطلب کے واسطے اس آیت سے دعا کرے گا قبول ہوگی اور حق یہ ہے کہ یہ دعا نہایت مجرب التاثیر اور کمال سریع الاثر ہے جس امر میں چاہے اس آیت سے دعا کرلے اور مشائخ اُس کی سُرعت تاثیر اور عدم تخلف پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں اور طریقہ دعا کا اُنھوں نے باقسام متعددہ ذکر کیا ہے آسان تر دو طریقے ہیں ایک یہ کہ بارہ دن تک بہ نیت حصول مطلب بارہ ہزار بار پڑھے اور اگر نہ ہو سکے تو بارہ سو بار پڑھے اوّل اور آخر چند بار درود پڑھ کے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی قوت تاثیر میں کچھ

(بقیہ نوٹ ص۱۴۱) پیالہ پانی کا بھر کر اپنے پاس رکھ لیوے اور لمحہ لمحہ اُس پانی میں ہاتھ اپنا ڈال کر اپنے بدن اور منہ پر پھیرتا رہے تین روز یا سات روز یا چالیس روز اسی ترتیب سے پڑھے انتہیٰ۔ اور ظفر جلیل میں در ضمن دعاؤں دفع غم کے قول حضرت امام جعفر صادقؑ کا بیچ فضائل ان چاروں آیتوں کے خوب لکھا ہے جو چاہے سو دیکھ لے ۱۲-

شک نہیں اس واسطے کہ ایسا کوئی عمل نہیں کہ جس کی صحت قرآن مجید سے بھی ہو اور صحیح حدیث سے بھی اور مشائخ کے اقوال سے بھی سوائے اس کے قرآن میں اس کی شان میں وارد ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِمَنْ خَبَطَهُ الشَّيْطَانُ يَقْرَأُ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ اور جس کو شیطان باؤلا کر ڈالے یعنی جس پر آسیب کا خلل ہو تو اُس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے: وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَاَيْضًا يُؤَذِّنُ فِي أُذُنِهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالطَّارِقِ وَاٰخِرَ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَسُوْرَةِ الصّٰفّٰتِ كُلِّهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْتَرِقُ اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ اُس کے کان میں سات بار اذان دے اور سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب النّاس اور آیۃ الکرسی اور سورۂ طارق یعنی والسماء والطارق اور سورۂ حشر کی آیتیں یعنی ہو اللہ الذی سے آخر تک اور سورۂ صافات ساری پڑھے آسیب جل جاوے گا وَاَيْضًا يَقْرَأُ فِي أُذُنِهِ اَفَحَسِبْتُمْ إِلٰى اٰخِرِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور آسیب زدہ کے واسطے یہ بھی عمل ہے کہ اُس کے کان میں آخر سورۂ مومنین کی یہ آیتیں پڑھے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ ۝ وَاَیْضًا یَقْرَأُ عَلٰی مَاءٍ طَاهِرٍ اَلْفَاتِحَۃَ وَ
اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَخَمْسَ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْجِنِّ وَیَرُشُّ بِہٖ
وَجْهَہٗ فَاِنَّہٗ یُفِیْقُ وَاِذَا اَحَسَّ بِالْجِنِّیِّ فِیْ مَکَانٍ فَرَشَّ ۝ مِنْ
ذٰلِکَ الْمَاءِ فِیْ نَوَاحِی الْمَکَانِ فَاِنَّہٗ لَا یَعُوْدُ اِلَیْہِ اور دفع آسیب
کا یہ بھی عمل ہے کہ پاک پانی پر سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں
اول سورۂ جن کی پڑھے اور اُس پانی کا اُس کے مُنھ پر چھینٹا مارے کہ ہوش
میں آجاوے گا اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہو سو اُسی پانی سے اُس مکان
کی نواحی[1] میں چھینٹے مارے تو وہاں پھر نہ آوے گا مترجم کہتا ہے سورۂ
جن کی آیات مذکورہ یہ ہیں: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ
الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ
وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ
صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ۝
وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۝ وَلِاِلْمَامِ
الشَّیْطَانِ بِالْبَیْتِ وَرَمْیِهِمْ بِالْحِجَارَۃِ یَقْرَأُ هٰذِہِ الْاٰیَاتِ اِنَّهُمْ
یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا اِلٰی رُوَیْدًا ۝ عَلٰٓی اَرْبَعَۃِ مَسَامِیْرَ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ
خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ مَرَّۃً ثُمَّ یَدْفِنُهَا فِیْ اَرْبَعَۃِ اَطْرَافِ ذٰلِکَ الْبَیْتِ
اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور اُن کے پتھر پھینکنے کے لئے

ایضاً عمل آیات سورہ جن برائے دفع جن از خانہ

[1] نواحی بمعنی اطراف ۱۲

برائے دفع جن از خانہ

یہ آیت پڑھے اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَّ اَكِيدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ
اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ چار لوہے کی کیلوں پر ہر کیل پر پچیس پچیس بار پڑھ
اُن کو گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونک دے وَ اَیْضًا یُکْتَبُ اَسْمَآءَ
اَصْحَابِ الْكَهْفِ فِی جُدْرَانِ الْبَیْتِ اور یہ بھی دفع جن کا عمل ہے
کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے۔ وَلِلْعَقِیْمَۃِ یُکْتَبُ

ایضاً برائے دفع جن از خانہ

هٰذِهِ الْاٰیَۃَ فِیْ رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَ مَآءِ الْوَرْدِ ثُمَّ یُعَلَّقُ
فِیْ عُنُقِهَا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اِلٰی جَمِيْعًا وَ
اَیْضًا یَقْرَأُ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ قَرَنْفُلًا عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ
اَوْ كَظُلُمٰتٍ اِلٰى نُوْرِهٖ تَاكُلُ كُلَّ يَوْمٍ وَاحِدًا وَّ ابْتَدَأَتْ
مِنْ وَّقْتِ فَرَاغَتِهَا مِنْ غُسْلِ الْمَحِیْضِ وَیُوَاقِعُهَا زَوْجُهَا فِیْ
تِلْكَ الْاَیَّامِ اور عقیمہ یعنی بانجھ عورت کے واسطے ہرن کی جھلی پر

برائے عقیمہ

زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ
الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ
جَمِيْعًا ۝ پھر اس تعویذ کو اُس کی گردن میں باندھے اور یہ بھی عقیمہ کے
واسطے ہے کہ چالیس ۴۰ لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے
اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ط بَعْضُهَا
فَوْقَ بَعْضٍ ط اِذَا اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ
اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ اور ایک لونگ کو ہر دن کھاوے
اور شروع کرے حیض کے غسل کے ہونے سے اور اُن دنوں میں اُس کا

زوج اُس سے صحبت کرتا رہے **ف** مولانا رح نے فرمایا اور شرط اس عمل کی یہ بھی ہے کہ لونگ رات کو کھاوے اُس پر پانی نہ پیئے وَالَّتِیْ تُمْلِصُ جَنِیْنَهَا یَاْخُذُ خَیْطًا مُّعَصْفَرًا عَلٰی مِقْدَارِ طُوْلِهَا وَ یَعْقِدُ عَلَیْهِ تِسْعَ عُقَدٍ یَنْفُثُ فِیْ کُلٍّ مِّنْهَا وَ اصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلٰی مُحْسِنُوْنَ ہ وَ قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اِلٰی اٰخِرِهَا

برائے اسقاط جنین

اور جو عورت بچہ اسقاط کردیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا اُس کے قد کے برابر لے اور اُس پر نو گرہیں لگاوے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ ہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ہ اور قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور پھونکے وَالَّتِیْ ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ یَکْتُبُ فِیْ رُقْعَةٍ وَّ اَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَ تَخَلَّتْ ہ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اِهْیًا اَشَرَاهِیًا وَ یَلُفُّ الرُّقْعَةَ فِیْ ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَّیُعَلِّقُهَا فِیْ فَخِذِهَا الْیُسْرٰی فَاِنَّهَا تَلِدُ سَرِیْعًا قُلْتُ حَفِظْتُ مِنْ کِتَابِ الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ الْاَعْمَشِ اَنَّ هٰذِهِ الْکَلِمَةَ دُعَآءُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مَعْنَاهُ یَاحَیُّ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّ یَاحَیُّ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ

برائے درد زہ

اور جس عورت کو درد زہ یعنی لڑکا پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے:
وَاَلْقَتْ مَافِیْهَا وَ تَخَلَّتْ ہ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ہ اِهْیًا اَشَرَاهِیًا اور اُس پرچے کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اُس کی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی میں کہتا ہوں مجھ کو یاد ہے

جلال الدین سیوطی رح کی کتاب در منثور سے بروایت اعمش رض کہ یہ کلمہ یعنی اِھیًا اشرا اِھیًا جناب موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے معنیٰ اُس کے یہ کہ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے **ف** مترجم کہتا ہے اِھیًا بکسر ہمزہ و اَشرَا ھِیًا بفتح ہمزہ و شین لفظ یونانی ہے یعنی وہ ازلی کہ کبھی اُس کو زوال نہیں اور شرا ھِیًا کہنا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علمائے یہود کے کذا فی القاموس مولانا رح نے فرمایا کہ اگر اول سورۃ سے حقت تک شیرینی پر پڑھے اور حاملہ کو کھلاوے تو بھی جلد جنے وَالَّتِیْ لَا تَلِدُ اِلَّا اُنْثٰی یُکْتَبُ قَبْلَ اَنْ تَمْضِیَ عَلَی الْحَبَلِ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ عَلٰی رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَمَاءِ الْوَرْدِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ ۵ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۵ وَھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ الْاٰیَۃَ ۵ ثُمَّ یَکْتُبُ بِحَقِّ مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنًا صَالِحًا طَوِیْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اور جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ ۵ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۵ اور اس آیت کو لکھے یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ نِ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۵ پھر یہ لکھے : بِحَقِّ مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنًا صَالِحًا

طَوِیْلَ الْعُمْرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ یعنی پھر اس تعویذ کو حاملہ باندھے رہے
وَ اَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِہٖ لِلْمِقْلَاۃِ[1] لَا یَعِیْشُ لَھَا وَلَدٌ یَاْخُذُ نَانْخَوَاہ
وَ الْفِلْفِلَ الْاَسْوَدَ وَ لْیَقْرَأْ عَلَیْھِمَا عِنْدَ ظَھِیْرَۃِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ
اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً سُوْرَۃَ الشَّمْسِ یَبْدَأُ کُلَّ مَرَّۃٍ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ یَخْتِمُ بِھَا تَاْکُلُھَا الْمَرْأَۃُ کُلَّ
یَوْمٍ مِنْ حَمْلِھَا اِلٰی فِطَامِ الْوَلَدِ اور اُس شخص نے جس پر مجھکو اعتماد
ہے خبر دی کہ جس عورت کا لڑکا نہ زندہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ لے
دونوں چیزوں پر دوشنبہ کے دن دوپہر کو چالیس ۴۰ بار سورۃ والشمس
پڑھے ہر بار درود پڑھ کر شروع کرے اور اُسی پر ختم کرے اُس کو
ہر روز عورت کھایا کرے حمل کے دن سے لڑکے کے دودھ چھڑانے تک
وَ اَخْبَرَنِیْ اَیْضًا لِلَّتِیْ لَا تَلِدُ اِلَّا اُنْثٰی اَنْ یَّخُطَّ خَطًّا مُسْتَدِیْرًا
عَلٰی بَطْنِھَا سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ یَقُوْلُ مَعَ اِدَارَۃِ الْاِصْبَعِ
یَا مَتِیْنُ اور یہ بھی اُسی شخص معتمد نے مجھکو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی
کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اس کے پیٹ پر گول[2] لکیر کھینچے ستر بار ہر بار اُنگلی کے
پھیرنے کے ساتھ یا متین کہے ثُمَّ نَعُوْدُ اِلَی الْکَلَامِ الْاَوَّلِ فَنَقُوْلُ مِنْ
تِلْکَ الْعَزَائِمِ لِلصَّبِیِّ الَّذِیْ اَصَابَہٗ عَیْنٌ عَائِنَۃٌ یَخُطُّ خَطًّا
مُسْتَدِیْرًا بِالسِّکِّیْنِ وَ ھُوَ یَقْرَأُ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ

برائے زندگی فرزند مجرب

ایضاً برائے زندگی فرزند مجرب

[1] مقلاۃ بالکسر زنی کہ فرزندش نہ زید ۱۲ ص

[2] گول لکیر یعنی دائرہ ۱۲

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ يَا كَفِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ثُمَّ يَرْكُزُ السِّكِّيْنَ فِيْ وَسْطِ الدَّائِرَةِ وَيَقُوْلُ رَكَزْتُهَا فِيْ قَلْبِ الْعَائِنَةِ ثُمَّ يَسْتُرُهَا تَحْتَ صَحْفَةٍ اَوْ قَعْبٍ پھر ہم رجوع کرتے ہیں پہلے کلام کی طرف تو کہتے ہیں اُن ہی عزیمتوں سے یعنی جن کی والد ماجدؒ سے اجازت ہے یہ عمل ہے اُس لڑکے کے واسطے جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگ گئی اُس عورت کو ڈائن اور ٹھنیا بھی کہتے ہیں ایک گول لکیر چھری سے کھینچے آیۃ الکرسی اور ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے: وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ - پھر یہ دعا پڑھے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ يَا كَفِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ

اعمال برائے خبیثہ زن ساحرہ کہ در ہندی ڈائن و ٹھنیا گویند

وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۵ پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے کہ میں
نے چھری ٹھونک دی نظر لگانے والی کے دل میں پھر اُس کو ڈھاک دے رکابی
کے نیچے یا قعب کے نیچے یعنی طباق کے نیچے وَایضًا مَنْ قَالَ لِلْعَائِنِ اَوِ
السَّاحِرِ یَا فُلَانُ وَدَعَاهُ بِاسْمِہٖ وَقْتَ حِکَایَتِہٖ عَنْ نَّفْسِہٖ بَطَلَ
عَمَلُہٗ اور یہ بھی ہے کہ جو نظر لگانے والے یا جادوگر کو کہے یا فلانے اور اُس کا
نام لے کر پکارے نظر لگانے کے وقت یا اُس وقت جب خود اُس کا ذکر کرے
تو اُس کا اثر باطل ہو جائے گا وَایضًا اِذَا تَحَقَّقَ الْعَیْنُ وَالْعَائِنُ اُمِرَ اَنْ
یَّغْسِلَ وَجْھَہٗ وَذِرَاعَیْہِ وَرِجْلَیْہِ دَاخِلَۃَ اِزَارِہٖ فِیْ اِنَاءٍ وَّصَبَّ
ذٰلِکَ الْمَاءُ عَلَی الْمَعْیُوْنِ بَرَأَ مِنْ سَاعَتِہٖ قُلْتُ اَخْرَجَ مَالِکٌ فِی
الْمُوَطَّا اَمْرَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِعَائِنٍ قَرِیْبًا مِّنْ هٰذِہٖ
الْکَیْفِیَّۃِ اور یہ بھی ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانے والا ثابت
ہو جاوے تو اُس کے مُنھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اُس کی
شرمگاہ کے دھونے کو کہے ایک برتن میں اور اُس پانی کو اُس پر چھڑکے
جس کو نظر لگی تو اُسی دم اچھا ہو جاوے میں کہتا ہوں امام مالک رح نے موطا
میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانے والے کو
اسی طرح کے مانند حکم کیا یعنی شرمگاہ وغیرہ کے دھونے کا ف مولانا رح
نے فرمایا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی
اور جب کوئی تم سے دُھلاوے تو دھو دو یعنی اگر دفع نظر کے واسطے

کوئی تم سے درخواست کرے کہ منہ وغیرہ دھو دیجئے تو دھو دینا چاہیئے کہ شاید تمھاری ہی نظر لگ گئی ہو اس کا بُرا ماننا عبث ہے اور روایت ہے کہ عثمان رضؓ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں کالا[1] ٹیکا لگا دو کہ اس کو نظر نہ لگے مترجم کہتا ہے کہ یہ جو لڑکے کے کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں ہے واللہ اعلم وَ اَیْضًا اِذْرَعْ مِنْ خَیْطٍ طَاهِرٍ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ وَ اتْرُکْهُ عِنْدَ مَنْ یَّحْفَظُهٗ ثُمَّ اقْرَأْ هٰذِهِ الْعَزِیْمَةَ عَلَی الْمَعْیُوْنِ ثُمَّ اذْرَعْ ثَانِیًا فَاِنْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَهُوَ مَعْیُوْنٌ فَکَرِّرِ الْعَمَلَ ثَلٰثًا یَذْهَبُ اَثَرُ الْعَیْنِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّ تَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَ بِنُوْرِ عَظَمَتِهٖ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰی بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اٰشْرَاهِیَا بَرَاهِیَا اٰذُوْنِیَا اَصْبَاؤُتُ اِلٰ شَذَّایْ عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهْتَ بَهْتَ اِنْتَهَتْ یَا قَنْطَاعَ النَّجَا بِالَّذِیْ لَا یَقْوٰی عَلَیْهِ اَرْضٌ وَّلَا سَمَآءٌ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْٓءِ مِنْ

[1] کالا ٹیکا لڑکوں کے واسطے دفع نظر کے اثر سے ترمذی میں ثابت ہے ۱۲

فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ کَمَا اُخْرِجَ یُوْسُفُؑ مِنَ الْمَضِیْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰیؑ فِی الْبَحْرِ طَرِیْقٌ وَ اِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاللّٰہُ تَعَالٰی بَرِیْٓئٌ مِّنْکِ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْٓءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْٓءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ہ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ط فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا ص وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ہ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔ اور یہ بھی چشم زخم کا عمل ہے کہ ایک پاک تاگا تین ہاتھ ناپ اور اُس کے پاس رکھ جو نظر زدہ ہے پھر یہ عزیمت یعنی عزمتُ علیکِ سے آخر تک پڑھ جس پر نظر لگی ہے پھر اُس تاگے کو دوسری بار ناپ سو اگر تین ہاتھ سے بڑھ جائے یا کم ہو جائے تو معلوم کر کہ اُس کو نظر لگی ہے تو اس عمل کو تین بار مکرر کر نظر کا اثر دور ہو گا طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو تین بار پڑھے اور سورۂ فاتحہ کو تین بار پڑھ کر عزیمت مذکورہ شروع کرے اور بجائے فلان بن فلانہ کے اُس کا اور اُس کی ماں کا نام لے۔ وَلِلْمَسْحُوْرِ وَالْمَرِیْضِ الَّذِیْ اَعْیَا الْاَطِبَّآءَ مَرَضُہٗ یَکْتُبُ فِی

ایضاً برائے چشم زخم

برائے دور کرنے اثر سحر و مرض لاعلاج

إِنَاءٍ صِينِيٍّ أَبْيَضَ يَا حَيُّ حِينَ لَا حَيَّ فِي دَيْمُومَةِ مُلْكِهِ وَبَقَائِهِ يَا حَيُّ فَيَمْحُوهُ بِالْمَاءِ وَيَشْرَبُ إِلَى أَرْبَعِينَ يَوْمًا قُلْتُ وَرَأَيْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ يَزِيدُ عَلَيْهِ الْفَاتِحَةَ اور جس پر جادو کا اثر ہو اور اُس بیمار کے واسطے جس کی بیماری نے طبیبوں کو عاجز کر دیا ہو چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھے: یا حی حین لا حی فی دیمومتہ ملکہ وبقائہ یا حی[1] پھر اُس کو پانی سے دھو کر چالیس ۴۰ دن پیے - میں کہتا ہوں میں نے حضرت والد کو دیکھا کہ اس اسم پر سورۂ فاتحہ زیادہ کرتے تھے - وَمَنْ ضَاعَ لَهُ شَيْءٌ فَقَالَ يَا حَفِيظُ مِائَةَ مَرَّةٍ وَتِسْعَ عَشَرَ مَرَّةً مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ ثُمَّ قَرَأَ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ إِلَى يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ط مِائَةَ مَرَّةٍ وَتِسْعَ عَشَرَةَ مَرَّةً رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ ضَالَّتَهُ

برائے گم شدہ

اور جس کی کوئی چیز کھوئی جاوے پھر کہے یَا حَفِيظُ ایک سو انیس ۱۱۹ بار بدون زیادتی اور کمی کے پھر یہ آیت يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ط ایک سو انیس ۱۱۹ بار پڑھے تو حق تعالیٰ اُس کی گم ہوئی چیز کو اُس کے پاس پھر لاوے گا - وَمَعْرِفَةِ السَّارِقِ يَتَقَابَلُ اثْنَانِ وَيُمْسِكَانِ الْإِبْرِيقَ بَيْنَهُمَا وَيَحْمِلَانِهِ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِمَا السَّبَّابَتَيْنِ وَيَكْتُبُ اسْمَ الْمُتَّهَمِ فِي الْإِبْرِيقِ وَيَقْرَأُ سُورَةَ

[1] یعنی اے زندہ اس وقت کہ نہیں تھا کوئی زندہ قائم ہے تو بیچ بادشاہت ہمیشہ اپنی کے اور بقا اپنی کے اے زندہ اچھا کر دے اس بیمار کو ۱۲-

یٰسٓ اِلَی مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ فَاِنْ کَانَ ھُوَ الَّذِیْ سَرَقَ دَارَ الْاَبْرِیْقُ فَاِنْ لَمْ یَدُرْ فَلْیَمْحُ اسْمَہٗ وَلْیَکْتُبْ اِسْمَ غَیْرِہٖ وَھٰکَذَا حَتّٰی یَدُوْرَ قُلْتُ وَیَجِبُ عَلٰی مَنِ اطَّلَعَ عَلَی السَّارِقِ بِاَمْثَالِ ھٰذِہٖ اَنْ لَّا یَجْزِمَ بِسَرِقَتِہٖ وَلَا یُشِیْعَ فَاحِشَتَہٗ بَلْ یَتَّبِعَ الْقَرَائِنَ فَاِنَّمَا ھِیَ طَرِیْقُ اِتِّبَاعِ الْقَرَائِنِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِلَخ

اور چور کے پہچاننے کے واسطے دو شخص آمنے سامنے بیٹھیں اور بدھنی کو اپنے درمیان میں تھامے رہیں اور اُس کو کلمے کی دو اُنگلیوں سے اُٹھائے رہیں اور جس پر چوری کی تہمت ہو اُس کا نام بدھنی میں لکھے اور سورۂ یٰسٓ کو مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنی گھوم جاویگی پھر اگر نہ گھومے تو اُس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے اور وہیں تک پڑھے اور اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکھتا جاوے یہاں تک کہ گھومے میں کہتا ہوں کہ جو شخص یہ عمل یا ایسا کوئی اور عمل کرکے چور پر مطلع ہو تو اُس پر واجب ہے کہ اُس کے چرانے پر یقین نہ کرے اور اُس کو بدنام نہ کرے بلکہ قرائن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی اتباع قرائن کا ایک طریقہ ہے حق تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا اور نہ پیچھے پڑ اُس چیز کے جس کا تجھکو یقین نہیں مقرر کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کا سوال کیا جاوے گا۔ وَاِذَا اُبِقَ لَکَ اٰبِقٌ فَاکْتُبْ فِیْ قِرْطَاسٍ وَّاجْعَلْہُ فِیْ غِطَاءٍ وَّاتْرُکْہُ فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ وَّضَعْہُ بَیْنَ حَجَرَیْنِ وَھِیَ الْفَاتِحَۃُ وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ ثُمَّ اکْتُبْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ بِاَنَّ لَکَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ

فِيْهِنَّ فَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا عَلٰى عَبْدِكَ
فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ اَضْيَقَ مِنْ خَلْقِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ
يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ثُمَّ اكْتُبْ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ اِلٰى فَمَا لَهٗ مِنْ
نُوْرٍ وَّمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ
نَسِيَ خَلْقَهٗ ۝ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ
فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ
الْاٰيَاتِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ
وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ اور
اگر تیرا غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکھ اور اُس کو کسی چیز میں لپیٹ کر
اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے بیچ میں رکھدے یعنی سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی
کو لکھ پھر اللّٰھم سے یا ارحم الراحمین تک لکھ پھر یہ آیت لکھ: اَوْ
كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ
فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ
لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۙ
وَّمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ
خَلْقَهٗ ۝ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝
پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ سے آخر تک، وَاِذَآ اَرَدْتَ اَنْ

لہ معمول مولانا اسحٰق رحمۃ اللہ کا یہ تھا کہ گم ہوئی چیز کے لئے یا کسی کے لڑکے وغیرہ گم ہوئے کیلئے درود شریف لکھکر دیتے تھے کہ اونچی جگہ یعنی درخت یا کھونٹی وغیرہ پر لٹکادے ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم الف الف مرۃ والف الف ذرۃ ۔ ۱۲ق

یُنْجِحَ اللّٰہُ حَاجَتَکَ فَاقْرَأْ سُوْرَۃَ الْفَاتِحَۃِ بِاَنْ تُوْصِلَ مِیْمَ
الْبَسْمَلَۃِ بِلَامِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ تَبْدَأُ مِنْ یَوْمِ الْاَحَدِ بَیْنَ سُنَّۃِ الْفَجْرِ
وَفَرْضِہٖ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً وَّ الْیَوْمَ الثَّانِیْ سِتِّیْنَ وَھٰکَذَا تَنْقُصُ
کُلَّ یَوْمٍ عَشَرَۃً حَتّٰی یَکُوْنَ یَوْمَ السَّبْتِ عَشْرَ مَرَّۃٍ اور جب تو چاہے
کہ حق تعالیٰ تیری مراد بر لاوے تو سورۂ فاتحہ کو پڑھ اس طرح کہ بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد للہ کے لام سے ملاوے یکشنبے کے دن سے
فجر کی سنّت اور فرض کے درمیان میں شروع کرے ستّر بار اور دوسرے
دن اُسی وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار اسی طرح ہر روز دس
دس بار کم کرتا جاوے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھے وَاِذَا اَرَدْتَّ
اَنْ تَرٰی فِیْ مَنَامِکَ مَافِیْہِ مُخْرَجٌ مِمَّا اَنْتَ فِیْہِ مِنَ الضِّیْقِ
فَتَوَضَّأْ وَ الْبَسْ ثِیَابًا طَاھِرَۃً وَ نَمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ عَلٰی یَمِیْنِکَ
وَاقْرَأْ وَ الشَّمْسِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَ الَّیْلِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ
اَحَدٌ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّ فِیْ رِوَایَۃٍ بَدَلَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ سُوْرَۃَ التِّیْنِ
سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلِ اللّٰھُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ
مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَدِلُّ بِہٖ عَلٰی
اِجَابَۃِ دَعْوَتِیْ فَاِنْ رَاَیْتَ مَا یَسُرُّکَ وَاِلَّا فَافْعَلْ مِثْلَ ذٰلِکَ فِی
اللَّیْلَۃِ الثَّانِیَۃِ فَاِنْ رَاَیْتَ وَاِلَّا فِی الثَّالِثَۃِ اِلَی السَّابِعَۃِ لَا یَعْدُوْھَا
الْاَمْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی جَرَّبَھَا جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا اور جب
تو چاہے کہ اپنے خواب میں وہ حال دیکھے جس میں تیری نکاسی ہے اُس

تنگی سے جس میں تو مبتلا ہے تو وضو کر اور پاک کپڑے پہن اور قبلہ رو داہنی کروٹ پر لیٹ اور سورۂ والشمس کو سات بار اور سورۂ واللیل کو سات بار اور قل ہو اللہ کو سات بار پڑھ اور دوسری روایت میں قل ہو اللہ کے عوض سورۂ والتّین کا سات بار پڑھنا آیا ہے۔ پھر یوں کہے خداوندا مجھکو میرے خواب میں ایسا اور ایسا دکھلا دے اور میرے اس حال میں کشادگی اور نکاسی کر دے اور میرے خواب میں وہ چیز دکھادے جس سے میں اپنی دعا کے قبول ہو جانے کو دریافت کر جاؤں تو اگر تو اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جس کو تو چاہتا ہے تو خوب ہوا اور نہیں تو اسی طرح دوسری رات کر سو اگر مطلب حاصل ہو فھو المراد اور نہیں تو تیسری رات بھی اسی طرح کر ساتویں رات تک انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں کے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائے گا اس عمل کا ہمارے صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے۔ رُقْیَۃُ الْمَحْمُوْمِ اَنْ یُّکْتَبَ وَیُعَلَّقَ عَلٰی عَضُدِہٖ یَبْرَأُ سَرِیْعًا بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِلٰی اُمِّ مِلْدَمٍ نِ الَّتِیْ تَاْکُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَھْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَۃً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کُنْتِ یَھُوْدِیَّۃً فَبِحَقِّ مُوْسَی الْکَلِیْمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنْ کُنْتِ نَصْرَانِیَّۃً فَبِحَقِّ الْمَسِیْحِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّا اَکَلْتِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ لَحْمًا وَّلَا شَرِبْتِ لَہٗ دَمًا وَّلَا ھَشَمْتِ لَہٗ عَظْمًا وَّتَحَوَّلِیْ عَنْہُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَآ اِلٰہَ

افسون برائے تپ

إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَإِلَّا فَانْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيٌّ مِّنْكِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ جس کو تپ آتی ہو اُس کا افسون یہ ہے کہ ایک کاغذ میں لکھے اور اُس کے بازو میں باندھے جلد اچھا ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسم اللہ سے آخر تک لکھے ف اُمّ مِلْدَم عرب کی زبان میں تپ کی کنیت ہے اور بجائے فلان بن فلانۃ کے مریض کا اور اُس کی ماں کا نام[1] لکھے: وَاَيْضًا يَقْرَأُ كُلَّ يَوْمٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ سُوْرَةَ الْمُجَادِلَةِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور یہ بھی عمل ہے دفع تپ کا کہ ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورۂ مجادلہ تین بار پڑھے تپ والے پر وَلِمَنْ بِهِ الْخَنَازِيْرُ يَعْقِدُ عَلٰى سَيْرٍ مِّنَ الْاَدِيْمِ عَلٰى مِقْدَارِ طُوْلِ الْمَرِيْضِ اِحْدٰى وَاَرْبَعِيْنَ عُقْدَةً يَنْفُثُ فِيْ كُلِّ عُقْدَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِنُوْرِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجَوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَاءِ اللّٰهِ

[1] معمول مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ اور مولانا اسحٰق رحمہ اللہ کا تپ کے دفع کے لئے یہ تھا کہ گلے میں باندھنے کے لئے یہ لکھ دیتے تھے: قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ○ اور پینے کے لیے بیماری دفع ہونے کے لئے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ط ۱۲

وَجَلَالِ اللّٰہِ وَکَمَالِ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ
شَرِّ مَا اَجِدُ اور جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے
قد کے برابر ہو اکتالیس ۴۱ گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے یعنی بسم اللہ
سے آخر تک وَلِمَنْ ظَهَرَتْ عَلٰی بَدَنِہِ الْحُمْرَۃُ یَرْقِیْهِ بِهٰذَا
الدُّعَاءِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّیُشِیْرُ بِالسِّکِّیْنِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰہِ
الْعَظِیْمِ الْحَکِیْمِ الْکَرِیْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ
بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ وَسُلْطَانِہٖ اَیَّتُهَا الْحُمْرَۃُ جَآءَتْكِ
جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَیْمَانُ اَیَّتُهَا الرِّیْحُ اَجِیْبِیْ
دَاعِیَ اللّٰہِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَمَا لَہٗ مِنْ مَّلْجَاءٍ وَّمَا
لَہٗ مِنْ ظَهِیْرٍ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِالثَّنَاءِ الطَّیِّبِ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰہُ یَکْفِیْكَ
وَاللّٰہُ یَشْفِیْكَ مِنْ کُلِّ دَآءٍ یُّؤْذِیْكَ وَمِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ
تَحْتَرِیْكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ
عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا
کَثِیْرًا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اور جس کے بدن پر سرخ بادہ
ظاہر ہو وہ افسون کرے اس دعا سے سات بار اور اشارہ کرتا جاوے
پڑھنے کے وقت چھری سے وہ دعا بسم اللہ سے آخر تک ہے۔ وَلِمَنْ
یَّشْکُوْ بَصَرَہٗ یَقْرَاُ هٰذِہِ الْاٰیَۃَ فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ
فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ۵ بَعْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ اور جو ضعف

بصارت سے نالاں ہو وہ یہ آیت پڑھا کرے بعد ہر نماز فرض کے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ٥ وَلِمَنِ ابْتُلِىَ بِالصَّرْعِ يَاْخُذُ لَوْحًا مِّنَ النُّحَاسِ فَيَنْقُشُ فِيْهِ اَوَّلَ سَاعَةٍ مِّنْ يَّوْمِ الْاَحَدِ فِىْ طَرَفٍ مِّنْهُ يَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِىْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَهَّارُ وَفِى الطَّرَفِ الْاٰخِرِ يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزٍ سُلْطَانُهٗ يَا مُذِلُّ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ۔ اور جو مرگی میں مبتلا ہو تو تانبے کی ایک تختی لے سو اُس میں یکشنبہ کی پہلی ساعت میں اُس تختی کے ایک طرف یہ کھدواوے: یَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِىْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَهَّارُ اور دوسری طرف یہ کھدواوے: يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزٍ سُلْطَانُهٗ يَا مُذِلُّ اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور مددگار یعنی اعمال کا اثر توفیق اور اعانت ربّانی پر منحصر ہے۔

فصل نویں ۹

مصنّف قدس سرہ نے عالم ربّانی یعنی عالم حقانی جو علم ظاہر اور علم باطن دونوں سے کامل ہے اُس کے آداب اس فصل میں ارشاد کیے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ٥ حق تعالیٰ نے فرمایا سو کیوں نہیں نکلتے ہر قوم سے

چند لوگ تا وہ دین کا فہم حاصل کریں اور تا اپنی قوم کو خدا کی نافرمانی سے ڈراویں جب اُن کی طرف پلٹ جاویں شاید وہ پرہیز کریں نافرمانی سے۔ **ف** مولانا رح نے فرمایا یعنی طالبان علوم دین کو چاہیے کہ اپنی نہایت سعی اور عمدہ غرض فقاہت سے رہنمائی قوم کی اور ڈرانا اُن کا ٹھہراویں۔ اور ڈرانے کو اس واسطے خاص کر ذکر فرمایا نہ مژدہ رسانی کو ڈرانا اہم ہے رہنمائی سے اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ تفقہ اور تذکیر فرض کفایہ ہے یعنی ہر قوم اور ہر شہر اور گانوٗں میں چند لوگوں پر علم دین سیکھنا اور مسائل فقہ کا دریافت کرنا اور باقی لوگوں کو سکھانا ضرور ہے اور اگر بعض اہل شہر علم دینی نہ سیکھیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور معلوم ہوا اس آیت سے کہ علم دین سیکھنے سے یہ غرض ہے کہ خود دین پر قائم ہو اور باقی لوگوں کو دین پر لاوے اور یہ نہیں کہ اپنے علم کے گھمنڈ سے لوگوں کو ذلیل جانے اور خلق اللہ کو اپنی طرف جھکاوے دُنیا حاصل کرنے کو مترجم کہتا ہے حکیم سنائی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا **نظم**۔

علم کز تو ترا نہ بستاند	جہل ازاں علم بہ بود صد بار
نہ بداں لعنت است بر ابلیس	کہ نداند ہمیں یمین و یسار
بل بداں لعنت ست کاندر دین	علم داند بعلم نہ کند کار

اَلْعَالِمُ الرَّبَّانِیُّ الَّذِیْ یَکُوْنُ وَارِثَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ هُوَ مَنْ یُّحَافِظُ عَلٰی اُمُوْرٍ عالم ربانی اور فقیہ حقانی جو انبیاء

اور مرسلین کا وارث ہے وہ ہے جو محافظت کرے چند امور پر ازاں جملہ مصنف حقانی نے پانچ امر یہاں بیان فرمائے: مِنْهَا اَنْ يُدَرِّسَ الْعِلْمَ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالسُّلُوْكِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّشْتَغِلَ بِالْكَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اھ ۔ منجملہ اُن امور کے جن کی محافظت عالم ربّانی پر ضرور ہے یہ ہے کہ پڑھاوے علم کو از قسم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور سلوک اور عقائد اور نحو اور صرف کے اور اُس کو لازم نہیں کہ علم کلام اور اصول اور منطق سے مشغول رہے۔ حق تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس نے بن پڑھوں میں رسول بھیجا اُن ہی میں سے یعنی وہ بھی اُمّی ہے خواندہ نہیں تلاوت کرتا ہے اُن پر آیات خدا کی اور پاک کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب یعنی قرآن مجید اور حکمت یعنی حدیث **ف** مصنف قدس سرہ نے آیت قرآنی سے ثابت کیا کہ علم دین منحصر ہے قرآن اور حدیث میں اور فقہ اور سلوک اور عقائد قرآن اور حدیث سے مستخرج اور مستنبط ہیں کتاب اور سُنت بجائے متن ہیں اور علوم ثلاثۂ مذکورہ بجائے شرح کے اور نحو اور صرف اس واسطے علم دین میں شمار ہوئے کہ فہم کتاب اور سنّت کا اس پر موقوف ہے اور عطف اصول کا کلام پر عطف تفسیری ہے

اس واسطے کہ کلام کو اصول بھی بولتے ہیں اور اصول سے فقہ اصول
حدیث مراد نہیں اس واسطے کہ جب حدیث اور فقہ علم دین ہوئے
تو اُن کے اصول بھی علوم دینیہ میں داخل ہیں۔ مولانا رحؒ نے حاشیے میں
فرمایا عقائد اور کلام میں فرق یہ ہے کہ عقائد علم باللہ اور اُس کی
صفات اور افعال سے عبارت ہے دلائل عقلیہ سے خالص ہو کر اور اگر
دلائل عقلیہ کہیں مذکور بھی ہوں تو بطریق تبرع اور عدم لزوم کے اور علم کلام
میں تو مباحث منطق اور امور عامہ اور جوہر اور عرض اور ہیولی اور صورت
کے مباحث اور نفس وغیرہ کے مباحث داخل ہیں اور وہ یعنی کلام تو مبنی
ہے مقدمات عقلیہ اور دلائل بدعیہ سے وَمَا یَجِبُ فِی التَّدْرِیْسِ
مُرَاعَاتُہٗ اَشْیَآءُ شَرْحُ الْغَرِیْبِ لُغَۃً اور تدریس میں جس کی
مراعات واجب ہے چند چیزیں ہیں۔ (۱) شرح غریب کرنا باعتبار لغت کے
یعنی اگر کوئی لفظ قلیل الاستعمال ہو جس کے معنی نہ مفہوم ہوتے ہوں تو
اُس کو بیان کرے بحسب لغت یا اصطلاح کے وَالْعَوِیْصِ الْمُغْلَقِ
نَحْوًا (۲) اور جو مشکل مغلق ہو بنا بر قواعد نحویہ کے اُس کو بیان کرے
یعنی اگر کوئی صیغہ دشوار یا ترکیب پیچ دار کہ شاگردوں کے ذہن پر
صعب ہو تو اُس کو موافق صرف اور نحو کے حل کردے۔ وَتَوْجِیْہُ الْمَسَائِلِ
بِاَنْ یُّصَوِّرَھَا بِالْاَمْثِلَۃِ الْجُزْئِیَّۃِ وَیُبَیِّنَ حَاصِلَھَا (۳) اور
توجیہ مسائل کی اس طرح پر کرنا کہ اُس کی صورت باندھ دے جزئی مثالوں
سے اور اُن کا حاصل بیان کرے یعنی اگر کتاب میں قواعد کلیہ مذکور ہوں

اور طلبہ کے ذہن میں نہ آتے ہوں تو صاف صاف عبارت سے اُن کی بعض جزئی مثالیں مذکور کرے اور خلاصہ اُن کا اس طرح بیان کرے کہ مخاطبین کے ذہن میں آجاوے وَتَقْرِیْبُ الدَّلَآئِلِ لِتَحْصُلَ النَّتِیْجَۃُ بِلُزُوْمِ بَعْضِ الْمُقَدِّمَاتِ لِبَعْضٍ وَاِنْدِرَاجِ بَعْضِہَا فِیْ بَعْضٍ (۴) اور تقریب دلائل اس طرح پر کرنا کہ نتیجہ حاصل ہو جائے بسبب لازم ہونے بعضے مقدمات کے بعض کو اور داخل ہونے بعض مقدمات کے بعض میں یعنی اگر کتاب میں کسی مسئلہ پر دلیل قائم ہو تو اُس کے مقدمات پیچیدہ کو اس طرح رواں کرے کہ اگر شرطیات سے قیاس مرکب ہے تو لزوم بعض مقدمات سے بعض کو اور اگر حملیات سے قیاس مرکب ہے تو بسبب اندراج بعض کے بعض میں نتیجہ حاصل ہو جاوے تقریب دلیل عبارت ہے سَوق دلیل سے اس طرح پر کہ مستلزم مطلوب ہو۔ وَفَوَائِدِ الْقُیُوْدِ فِی التَّعْرِیْفَاتِ وَالْقَوَاعِدِ الْکُلِّیَّاتِ (۵) اور فوائد قیود کے بیان کرنا تعریفات اور قواعد کلیہ میں یعنی تعریف اور قاعدے میں ہر ہر قید کا فائدہ بیان کرے تا حد جامع اور مانع غیر مستدرک محصل ہو یعنی فلانی قید اس واسطے مذکور ہوئی کہ فلانی فلانی صورت نکل جاوے جو معرف کے افراد میں نہیں ہے مثلاً کلمے کی تعریف میں لفظ اس واسطے مذکور ہوا کہ دوالؔ اربع سے احتراز ہو جاوے اس واسطے کہ وہ کلمے

لہ یعنی خطوط اور اشارات اور منارے میلوں کے اور عقود یعنی انگلیوں سے گننا ۱۲

کے افراد میں نہیں اور اسی طرح سے قواعد کلیہ میں چنانچہ علم اصول میں یوں کہنا کہ حدیث مرسل غیر ثقہ واجب العمل نہیں تو مرسل غیر ثقہ کی قید سے مرسل ثقہ خارج ہو گیا جیسے سعید بن المسیب رضؓ کے مراسیل امام شافعی رحؒ کے نزدیک واجب العمل ہیں کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ وَوُجُوْہُ الْحَصْرِ فِی التَّقْسِیْمَاتِ (۶) اور تقسیمات میں وجوہ حصر کے بیان کرنا یعنی بحسب استقراء یا بدلیل عقلی بیان کرے کہ مطلوب اقسام مذکورہ میں منحصر ہے۔ وَدَفْعُ الشُّبُهَاتِ الظَّاهِرَةِ كَمُخْتَلِفَيْنِ يُرٰى اَنَّهُمَا مُشْتَبِهَانِ اَوْ مُشْتَبِهَيْنِ يُرٰى اَنَّهُمَا مُخْتَلِفَانِ مِنَ الْمَذَاهِبِ وَالتَّوْجِيْهَاتِ وَالْعِبَارَاتِ (۷) اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا جیسے دو مختلف مذہب یا توجیہ یا عبارت کا مشتبہ خیال میں آنا یا دو مشتبہ مذہب وغیرہ کو مختلف گمان کرنا یعنی اگر دو مذہب یا دو توجیہیں یا دو عبارتیں اور اسی طرح دو سوال یا دو جواب جو فی الحقیقت مخالف اور مختلف ہیں وہ ظاہر میں مشتبہ معلوم ہوتے ہوں تو دونوں میں بتقریر واضح فرق بیان کرے اس کو تفریق ملتبسین کہتے ہیں اور دو مشتبہ کو مختلف گمان کرے تو اس کے حل اختلافات کو تطبیق مختلفین بولتے ہیں خواہ اختلاف دونوں کا بدلالت مطابقی ہو یا ایک مطابقی اور دوسرا تضمنی یا التزامی وَكَلُزُوْمِ مَا يَمْتَنِعُ فِي التَّعْرِيْفَاتِ كَالسَّيْدُ رَاكِ وَذِكْرُ الْاَخْفٰى وَالْبَرَاهِيْنِ كَجُزْئِيَّةِ الْكُبْرٰى وَسَلْبِ الصُّغْرٰى اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا چنانچہ لازم آنا اس کا

جو تعریفات میں ممتنع ہے جیسے استدراک اور خفی تر کا ذکر کرنا و علیٰ هذا القیاس عدم جمع و منع یا لازم آنا اُس کا جو براہین میں ممتنع ہے۔ چنانچہ جزئی ہونا کبریٰ اور سالبہ ہونا صغریٰ کا مترجم کہتا ہے استدراک عبارت ہے اُس لفظ سے جو کلام میں زیادہ ہو بلا فائدہ اور تعریف میں اخفی کا لانا چنانچہ نار کی تعریف میں کہنا اُسْطُقُسٌّ فَوْقَ الْاُسْطُقُسَّاتِ اَوْ قَادِحٍ فِي اللُّزُوْمِ وَالْاِنْدِرَاجِ اَوْ مُخَالَفَةٍ لِعِبَارَةٍ اُخْرٰى اَوْ لِكَلَامِ اِمَامٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ یا دفع کرنا اُس کا جو قیاس استثنائی میں لزوم کا اور قیاس اقترانی میں اندراج کا قادح ہے یا دفع کرنا مخالفت کا اُس کتاب کی دوسری عبارت سے یا کسی امام کے کلام سے وہ امام جو اس فن کے اماموں میں داخل ہے یعنی اگر مصنف کی عبارت اُس کی کتاب کی دوسری عبارت سے مخالف ہو یا اُس فن کے امام کے مخالف ہو تو اُس کی توجیہ کرنا چاہیے یا منع اور مناقضہ اجمالیہ مصنفؒ کے کلام پر بادی الرائے میں نظر آتا ہو اور اُس کا مناظرہ قاعدۂ مناظرہ پر نشست نہ کھاتا ہو تو اُس کا دفع کرنا ضرور ہے ہکذا صرح المصنف قدس سرہ فی رسالۃ اخری فَالْعَالِمُ لَا يُفِيْدُ تَلَامِذَتَهٗ فَائِدَةً تَامَّةً حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ ثُمَّ يُنَبِّهَ عَلَيْهَا فِيْ دَرْسِهٖ تو عالم اپنے شاگردوں کو فائدۂ تامّہ کا افادہ نہ کرے گا جب تک اُن سے ان امور مذکورہ کو نہ بیان کر دے پھر ان ہی امور پر اثنائے درس میں

آگاہ کرتا جاوے تا ان قواعد مجملہ کے مواقع مخصوصہ میں شرح اور تفصیل ہوتی جاوے گویا معقول محسوس ہو گیا۔ وَمِنْهَا اَنْ يُّلَقِّنَ الْاَشْغَالَ وَقَدْ ذَكَرْنَاهَا بِالتَّفْصِيلِ وَلْيَكُنْ لَهٗ وَقْتٌ يَجْلِسُ فِيْهِ مَعَ النَّاسِ مُتَوَجِّهًا اِلَيْهِمْ يُلْقِيْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةَ فَاِنَّ حُجَّةَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَتِمُّ اِلَّا بِالْاِسْتِطَاعَةِ الْمُمْكِنَةِ ثُمَّ الْاِسْتِطَاعَةِ الْمُيَسِّرَةِ وَمِنَ الثَّانِيَةِ الصُّحْبَةُ وَالْحَثُّ عَلَى الْاَشْغَالِ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّتَصَرُّفًا بِالْقَلْبِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَيُزَكِّيْهِمْ اور منجملہ اُن امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر لازم ہے یہ ہے کہ اشغال طریقت کی تلقین کرے اور ہم نے اُن کو بتفصیل تمام فصول سابقہ میں ذکر کیا ہے اور اس کے لیے ایک وقت مقرر کرنا چاہیے جس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے اُن کی طرف متوجہ ہو کر ان پر نسبت ڈالنے کو اس واسطے کہ محبت الٰہی تمام نہیں ہوتی مگر استطاعت ممکنہ سے اور بعد اس کے استطاعت میسرہ سے اور قسم ثانی یعنی استطاعت میسرہ سے صحبت ہے اور رغبت دلانا اشغال پر قول سے اور فعل سے اور دل کے تصرف سے واللہ اعلم اور اُسی کی طرف یعنی صفائی دل ببرکت صحبت کے اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اس قول میں وَيُزَكِّيْهِمْ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پاک کرتا ہے اپنے انوار صحبت سے وَمِنْهَا اَنْ يَّتَخَوَّلَهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ وَيَجْتَنِبُ الْقَصَصَ فَقَدْ رُوِّيْنَا

فِی الْاُصُوْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ
کَانُوْا یَتَخَوَّلُوْنَ بِالْمَوْعِظَۃِ وَرُوِیْنَا فِیْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَۃَ وَغَیْرِہٖ
اَنَّ الْقَصَصَ لَمْ تَکُنْ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَلَا فِیْ زَمَانِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَرُوِیْنَا اَنَّ الصَّحَابَۃَ
کَانُوْا یُخْرِجُوْنَ الْقُصَّاصَ مِنَ الْمَسَاجِدِ فَعَلِمْنَا اَنَّ الْقَصَصَ
غَیْرُ مَوْعِظَۃٍ وَّاَنَّہٗ مَذْمُوْمٌ وَّاَنَّہَا مَحْمُوْدَۃٌ اور منجملہ امور مذکورہ
کے یہ ہے کہ لوگوں کا خبر گیر رہے وعظ اور نصیحت سے حق تعالیٰ نے اپنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نصیحت کیا کر اگر نصیحت کرنا
فائدہ دے اور وعظ کہنے والے کو چاہیے کہ قصہ گوئی سے پرہیز کرے
کہ مقرر ہم کو روایت پہونچی ہے کتب حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب رضؓ اُن کے بعد خبر گیری کیا کرتے تھے مسلمین
کی وعظ اور نصیحت سے اور ہم کو روایت پہونچی ہے سنن ابن ماجہ وغیرہ
میں کہ قصہ خوانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اور نہ
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اور ہم کو بروایت ثابت ہوا ہے کہ
صحابۂ کرام قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیتے تھے تو ہم نے ان
روایات سے معلوم کیا کہ قصہ گوئی اور چیز ہے وعظ اور نصیحت کے سوا
اور یہ معلوم ہوگیا کہ قصہ گوئی شرع میں مذموم اور معیوب ہے کہ زمانۂ صحابہؓ
میں نہ تھی اور وہ قصہ خوانوں کو نکال دیتے تھے اور وعظ اور نصیحت
محمود اور پسندیدہ ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کرام کا فعل ہے۔ فَالْقَصَصُ هُوَ اَنْ يَّذْكُرَ الْحِكَايَاتِ الْعَجِيْبَةَ النَّادِرَةَ وَيُبَالِغُ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اَوْ غَيْرِهَا بِمَا لَيْسَ بِحَقٍّ وَلَا يَقْصِدُ فِيْ ذٰلِكَ تَدْرِيْجَ تَلْقِيْنِهِمُ السُّنَّةَ وَتَمْرِيْنِهِمْ بِهَا بَلِ التَّشَدُّقَ وَالْاِعْجَابَ وَالتَّمَيُّزَ عَنِ النَّاسِ بِالْفَصَاحَةِ وَحُسْنِ اِيْرَادِ الْحِكَايَاتِ وَالْاَمْثَالِ وَبِالْجُمْلَةِ فَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا اَمْرٌ مُهِمٌّ وَسَنَعْقِدُ لَهٗ فَصْلًا۔ سو قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ حکایات عجیبۂ نادرہ کو مذکور کرے اور فضائل اعمال یا اُس کے غیر کو بمبالغۂ تمام بیان کرے جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اس گفتار سے اُس کو یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو اتباعِ سنّت کی تلقین بتدریج کرے اور آہستہ آہستہ اُن کو اتباع سنّت کا خوگر کردے بلکہ مقصود اظہار زبان آوری اور اعجوبہ گفتاری اور لوگوں میں ممتاز ہونا فصاحت بیانی سے اور حسن ایراد حکایات اور برمحل مثل گوئی سے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قصّہ گوئی اور وعظ میں فرق کرنا ضروری امر ہے اور اس کے بعد ہم ایک فصل بیان کریں گے شرائط تذکیر اور وعظ گوئی میں **ف** مولانا نے فرمایا حکایات عجیبۂ نادرہ جیسے قصۂ کربلا اور قصۂ وفات اور قصۂ معراج کا نہایت طویل عریض کرکے نقل کرنا جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اسی طرح صحابہؓ کبار کے قصص صحیح اور غلط روایات کو ملا کر ذکر کرنا جس سے اہل علم کے کان بہرے ہوجاویں ایسی ہی حکایات مصداق ہیں اس حدیث کے جو صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میری پچھلی امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو تم سے ایسی حدیثیں نقل کریں گے کہ تم نے اور تمھارے باپوں نے نہیں سنی ہوں گی تو اُن کی صحبت سے آپ کو بچائیو اور دور رہیو۔ وَمِنْهَا الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فِي الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ بِاَنْ يَّرٰى اَحَدًا لَا يَسْتَوْعِبُ الْغُسْلَ فَيُنَادِيْ وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ وَلَا يُتِمُّ الطُّمَانِيْنَةَ فَيَقُوْلُ صَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ وَفِي اللِّبَاسِ وَالْكَلَامِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَالْاٰدَابُ فِيْهِمَا الرِّفْقُ وَاللِّيْنُ وَاِنَّمَا الْعُنْفُ وَالشِّدَّةُ شَانُ الْاُمَرَآءِ وَالْمُلُوْكِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ اور منجملہ امور مذکورہ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے وضو میں اور نماز میں کہ اگر دیکھے کسی کو کہ پاؤں کو پورا نہیں دھوتا ہے تو پکار کے کہے کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا یا کوئی تعدیل ارکان بہ طمانیت نہیں کرتا تو کہے کہ نماز پھر پڑھ کہ البتہ تو نے نماز نہیں پڑھی ہکذا فی الحدیث اور پوشاک اور گفتگو اور اُن کے سوا اور امور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے حق تعالیٰ فرماتا ہے اور چاہیے کہ تم میں بعضے لوگ دعوت الی الخیر کریں اچھے کام کا امر کریں اور بُرے کام خلاف شرع سے روکیں اور وہی لوگ رستگار فلاح یاب ہیں اور امر بالمعروف اور

نہی عن المنکر میں تلطف اور نرم کلامی آداب ہے اور سختی اور جھڑکنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں امرا اور سلاطین کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مجادلہ کر اُن سے اُس طریقہ پر جو نیک تر ہے یعنی تلطف اور نرمی سے وَمِنْهَا مُوَاسَاةُ الْفُقَرَآءِ وَطَالِبِي الْعِلْمِ بِقَدْرِ الْاِمْكَانِ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ وَكَانَ لَهٗ اِخْوَانٌ مُّوَافِقُوْنَ حَرَّضَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلَى الْمُوَاسَاةِ فَاِذَا وُجِدَتْ هٰذِهِ الصِّفَاتُ مُجْتَمِعَةً فِيْ شَخْصٍ وَّاحِدٍ فَلَا تَشُكَّنَّ اَنَّهٗ وَارِثُ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاَنَّهُ الَّذِيْ يُدْعٰى فِي الْمَلَكُوْتِ عَظِيْمًا وَّاَنَّهُ الَّذِيْ يَدْعُوْ لَهٗ خَلْقُ اللّٰهِ حَتَّى الْحِيْتَانِ فِيْ جَوْفِ الْمَآءِ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَازِمْهُ لَا يَفُوْتَنَّكَ فَاِنَّهُ الْكِبْرِيْتُ الْاَحْمَرُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور منجملہ امور مذکورہ کے خبرگیری اور حسن سلوک ہے فقرا اور طالب علموں سے بقدر امکان کے اور اگر مقدور نہ ہو اور اُس کے برادران دینی موافق مزاج مقدور والے ہوں تو اُن کو تحریص اور ترغیب دلاوے اُن کے ساتھ سلوک کرنے کی تو اگر یہ صفات جو مفصل مذکور ہو چکے ایک شخص میں مجتمع ہوں تو ہرگز شک نہ کرنا اُس کے وارث الانبیاء والمرسلین ہونے میں اور یہی شخص ملکوت آسمانی میں عظیم الشان مشہور ہے اور ایسے ہی شخص کو خلق اللہ دعا دیتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر دعا کرتی ہیں چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے تو اے مخاطب اُس کا ساتھ نہ چھوڑیو کہیں

ایسے شخص کی صحبت نہ فوت ہو جاوے اس واسطے کہ بلاشک یہ تو کبریت احمر
اور اکسیر اعظم ہے واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے
کہ فضیلت[1] عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمھارے ادنی شخص پر اور
آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام دو گروہ پر گذرے اور طالبان علم کی فضیلت
ذکر کرکے اُن ہی میں بیٹھے اور فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی میں تعلیم کے
واسطے مبعوث ہوا ہوں اور شاید کہ اس میں بھید یہ ہے کہ علم حقانی فی
نفسہ کمال ہے اور ایسی فضیلت ہے جس سے انسان رب العالمین کا مظہر
ہو جاتا ہے اور یہی سر ہے خلافت کا اس واسطے کہ اسی کے سبب سے
قوت علمیہ اور قوت عملیہ کی تکمیل ہوتی ہے خلق میں اور اسی کی طرف اشارہ ہے
اس آیت میں هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ولہذا اس
فصل کے سرے پر مصنف قدس سرہ اس آیت کو لائے وَاعْلَمْ اَنَّ
کُلَّ مَنِ انْتَصَبَ مَنْصِبَ الْهِدَایَةِ وَالدَّعْوَةِ اِلَى اللّٰهِ مَتٰى
مَا اَخَلَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ فِیْهِ ثُلْمَةً حَتّٰی
یَسُدَّهَا اور معلوم کر کہ جو شخص ہدایت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر
قائم ہوا جبکہ وہ خلل انداز ہوگا کسی امر میں امور مذکورہ سے تو اُس میں
رخنہ ہے تا اینکہ اُس کو بند کرے یعنی اُس صفت کو حاصل کرے تب
کامل ہو ف یعنی کامل مطلق فی الواقع وہ ہے جو علم ظاہر اور باطن دونوں کا

[1] فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم الحدیث ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالی

جامع ہو والا نقصان سے خالی نہیں عالم ظاہر تحصیل نسبت باطن کا محتاج ہے اور باطنی نسبت والا کتاب اور سنت کے حاصل کرنے کا حاجت مند ہے تا جامع النورین اور مجمع البحرین اور یادگار اولیائے سابقین اور وارث الانبیاء والمرسلین ہو جاوے۔ وَاَنَا اُوْصِیْ طَالِبَ الْحَقِّ بِاُمُوْرٍ مِنْهَا اَنْ لَّا یَصْحَبَ الْاَغْنِیَآءَ اِلَّا لِدَفْعِ مَظْلِمَةٍ عَنِ النَّاسِ اَوْ لِبَعْثِ عَامَّتِهِمْ عَلَی الْخَیْرِ وَهٰذَا هُوَ وَجْهُ التَّوْفِیْقِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ الدَّآلَّةِ عَلٰی ذَمِّ صُحْبَةِ الْمُلُوْكِ وَبَیْنَ مَا صَحِبَهُمْ كَثِیْرٌ مِّنَ الْعُلَمَآءِ الْبَرَرَةِ۔ اور میں وصیت کرتا ہوں طالب حق کو چند امور کی از انجملہ یہ ہے کہ اغنیا اور اُمرا سے صحبت نہ رکھے مگر یہ نیت دفع کرنے ظلم کے خلق پر سے یا اُن کو مستعد کرنے کے واسطے خیر پر اور یہ وہی وجہ ہے جس سے اُن احادیث کے درمیان میں جو صحبت ملوک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں اور درمیان اُس کے اکثر علمائے صالحین نے اُن کی صحبت اختیار کی ہے اتفاق ہو کر تعارض دفع ہوتا ہے۔ وَمِنْهَا

سلہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینہما فقد تحقق یعنی جو صوفی ہوا اور فقہ نہ حاصل کی پس بلاشبہ زندیق ہوا یعنی ٹھیٹ کافر اس لیے کہ امن میں نہیں ہوتا دین کے برباد کرنے سے اور جو کوئی فقیہ ہوا اور تصوف نہ حاصل کیا پس بلاشبہ زاہد خشک اور پھیکا پھاکا ملا ہے اور جس نے جمع کیا تصوف اور فقہ میں پس بلاشبہ محقق ہوا۔ ۱۲ ق

اَنْ لَا یَصْحَبَ جُھَّالَ الصُّوْفِیَّۃِ وَلَا جُھَّالَ الْمُتَعَبِّدِیْنَ وَلَا الْمُتَقَشِّفَۃَ مِنَ الْفُقَھَاءِ وَلَا الظَّاھِرِیَّۃَ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَلَا الْغُلَاۃَ مِنْ اَصْحَابِ الْمَعْقُوْلِ وَالْکَلَامِ بَلْ یَکُوْنُ عَالِمًا صُوْفِیًّا زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا دَائِمَ التَّوَجُّہِ اِلَی اللّٰہِ مُنْصَبِغًا بِالْاَحْوَالِ الْعَلِیَّۃِ رَاغِبًا فِی السُّنَّۃِ مُتَتَبِّعًا لِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاٰثَارِ الصَّحَابَۃِ طَالِبًا لِشَرْحِھَا وَبَیَانِھَا مِنْ کَلَامِ الْفُقَھَاءِ الْمُحَقِّقِیْنَ الْمَائِلِیْنَ اِلَی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّظَرِ وَاَصْحَابِ الْعَقَائِدِ الْمَاْخُوْذَۃِ مِنَ السُّنَّۃِ النَّاظِرِیْنَ فِی الدَّلِیْلِ الْعَقْلِیِّ تَبَرُّعًا وَّاَصْحَابِ السُّلُوْکِ الْجَامِعِیْنَ بَیْنَ الْعِلْمِ وَالتَّصَوُّفِ غَیْرِ الْمُتَشَدِّدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَالْمُدَقِّقِیْنَ زِیَادَۃً عَلَی السُّنَّۃِ وَلَا یَصْحَبُ اِلَّا مَنِ اتَّصَفَ بِھٰذِہِ الصِّفَاتِ - اور ازاں جملہ یہ وصیّت ہے کہ صحبت نہ اختیار کرے صوفیان جاہل کی اور نہ جاہلان عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں اور نہ اصحاب معقول اور کلام کی جو منقول کو ذلیل سمجھکر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں بلکہ طالب حق کو چاہیئے کہ عالم صوفی ہو دنیا کا تارک ہردم اللہ کے دھیان میں حالات بلند میں ڈوبا سنّت مصطفویہؐ میں راغب حدیث اور آثار صحابہ کرام کا متجسس حدیث اور آثار کی شرح اور بیان کا طلب کرنے والا اُن فقیہان محققین کے کلام سے جو حدیث کی طرف مائل ہیں نظر سے اور اُن اصحاب عقائد کے

کلام سے جن کے عقائد ماخوذ ہیں سنت سے جو ناظر ہیں دلیل عقلی میں بطریق تبرع اور عدم لزوم کے اُن اصحاب سلوک کے کلام سے جو جامع ہیں علم اور تصوف کے تشدد کرنے والے نہیں اپنے نفوس پر اور نہ دقت کرنے والے سنتِ نبویہ پر بڑھکر اور نہ صحبت اختیار کرے مگر اُس شخص کی جو متصف بصفات مذکورہ ہے۔ **ف** مصنف قدس سرہ نے مرد حق پرست کو غایت شفقت سے اہل نقصان کی صحبت سے منع فرمایا تا صحبت اُن اشخاص کی راہزن دین نہ ہو حافظ شیراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ **شعر**

نخست موعظت پیر صحبت ایں سخن ست ۔۔۔ کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

صوفی جاہل اور عابد بے علم بدعت اور الحاد سے کمتر خالی ہوتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ **شعر**

خیالات نادان خلوت نشین ۔۔۔ بہم بر کند عاقبت کفر و دین

اور فقیہ زاہد خشک نور باطن اور برکات قلبیہ سے ناواقف اور ظاہری محدثین فہم دقیق اور مغز شریعت سے محروم اور غالیان اصحاب معقول اکثر عقائد اسلامیہ میں متردد یا منکر اور برکات ایمانیہ اور نور عبودیت سے بیگانہ بخلاف اس مرد کامل الوجود کے جو کمالات ظاہرہ اور باطنہ کی جامعیت سے مجمع البحار اور مطلع الانوار ہوکر وارث سید الابرار ہے۔ ایسے فرد کامل کی صحبت کیمیائے سعادت ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت بے غایت سے ہم کو نصیب کرے آمین ثم آمین وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِي تَرْجِيْحِ مَذْهَبِ الْفُقَهَاءِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ بَلْ يَضَعُهَا كُلَّهَا عَلَى الْقَبُوْلِ بِجُمْلَتِهَا

وَیَتَّبِعَ مِنْهَا مَا وَافَقَ صَرِیْحَ السُّنَّۃِ وَمَعْرُوْفَهَا فَاِنْ کَانَ الْقَوْلَانِ کِلَاهُمَا مُخَرَّجَیْنِ اتَّبَعَ مَا عَلَیْهِ الْاَکْثَرُوْنَ فَاِنْ کَانَ سَوَآءً فَهُوَ بِالْخِیَارِ وَیَجْعَلَ الْمَذَاهِبَ کُلَّهَا کَمَذْهَبٍ وَّاحِدٍ مِّنْ غَیْرِ تَعَصُّبٍ

اور ازانجملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے فقہائے کبار کے مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر بلکہ جمیع مذاہب حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور اُن میں سے اُس پر چلے جو صریح اور مشہور سنت کے موافق ہو سو اگر کسی صورت میں فقہا کے دو قول ہوں اور دونوں ماخوذ اور مستنبط ہوں سنت سے تو اُس قول پر چلے جس پر اکثر فقہا ہیں اور اگر دونوں طرف کثرت فقہا برابر ہے تو وہ مختار ہے چاہے اس قول پر عمل کرے چاہے دوسرے پر اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کو ایک مذہب جانے بدون تعصب کے **ف** چونکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک مذاہب اربعہ میں حق دائر ہے لہذا سب کو جملاً حق جاننے کو فرمایا اور ترجیح مذہب کی گفتگو سے اس واسطے منع کیا کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا اکثر اذہان میں مذاہب باقیہ کی تنقیص اور تذلیل کا باعث ہو جاتا ہے چنانچہ اسی سبب سے بعضے حنفی امام شافعیؒ کے مذہب کو بُرا کہنے لگتے ہیں اور بعضے شافعی متعصب مذہب حنفی پر طعن کرتے ہیں اسی بھید سے افضل الخلق علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام سے مجکو افضل نہ کہو واللہ اعلم مصنفؒ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا صریح سنت سے وہ مراد ہے جس کا مطلب ماہرین لغت عرب کے افہام میں متبادر ہو اور معروف سے مراد وہ ہے جو

بخاری اور مسلم میں متفق علیہ ہو ترمذی اور ابوداؤد اور اُن کے سوا اور ائمۂ حدیث نے اُس کی روایت اور تصحیح کی ہو اور سب مذاہب فقہا کو ایک مذہب کر ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا اعتقاد کرے کہ فی مابین شافعیہ اور حنفیہ کا اختلاف ویسا ہے جیسے بعضے حنفیوں کا اختلاف بعض کے ساتھ آپس میں تو وہ شخص درصورت اختلاف مختار ہے یا طالب ترجیح ہو کثرت قائلین سے یا موافق حدیث صریح سے اور مخرج سے مراد وہ جس پر صریح نص نہ دلالت کرے لیکن نص اُس کی نظیر میں وارد ہے سو فقہا نے اُس پر قیاس کر لیا ہے یا سنت سے قاعدۂ کلیہ ظاہر ہوا ہے جس سے جواب اس مسئلے کا نکلتا ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ وہ نص دوسرے مقدمے کے ساتھ مل کر جواب مسئلے کی مقتضی ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ اس حکم کی طرف مشیر ہے مترجم کہتا ہے کہ موافقت حدیث صریح معروف کو جو مرجحات عمل سے قرار دیا سو اس عالم محقق ماہر الحدیث کے حق میں ہے جو اسانید اور مُتُون حدیث پر محیط ہے اور معرفت صحیح اور غیر صحیح ناسخ اور منسوخ موؤل اور غیر موؤل پر قادر ہو حدیث صحیح صریح غیر معارض کی امتیاز رکھتا ہو چنانچہ مصنف قدس سرہ اور سائر[1] علمائے

---

[1] سچ ہے یہ بات اس لیے کفایہ میں لکھا ہے۔ العامی اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذ بظاہر الجواز ان یکون مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بخلاف الفتوی انتہی اور تقریر شرح تحریر میں مولانا عبدالعلی لکھتے ہیں لیس للعامی الاخذ بظاہر الحدیث لجواز کونہ مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہا، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس وقت کے علماء عامیوں میں داخل ہیں چہ جائے جہلا کما لا یخفی علی العقلاء ۱۲ ق

محققین کی تصانیف سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے اور وہ کم مایہ مخاطب اس کلام کا نہیں جو مشکوٰۃ یا کوئی اور کتاب حدیث کا فقط ترجمہ دریافت کر کے آپ کو محدث قرار دیتا ہے۔ **شعر**

تکیہ برجاے بزرگاں نتواں زد بگزاف مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِیْ تَرْجِيْحِ طُرُقِ الصُّوْفِيَّةِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا يُنْكِرَ عَلَى الْمَغْلُوْبِيْنَ مِنْهُمْ وَلَا عَلَى الْمُؤَوِّلِيْنَ فِی السَّمَاعِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يَتَّبِعَ هُوَ نَفْسُهٗ اِلَّا مَا هُوَ ثَابِتٌ فِی السُّنَّةِ وَمَشٰى عَلَيْهِ اَصْحَابُ الْعِلْمِ مِنَ الْمُحَقِّقِيْنَ الرَّاسِخِيْنَ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ۔ اور ازاں جملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے صوفیوں کے طریقے میں بعض کو بعض پر ترجیح دے کر اور جو اُن میں مغلوب الحال ہیں اُن پر انکار نہ کرے اور نہ اُن پر جو سماع وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں اور خود پیروی نہ کرے مگر اُس کی جو سنت سے ثابت ہے اور جس پر وہ اہلِ علم چلے ہیں اور جو منجملۂ محققین راسخین ہیں اور حق تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور مددگار **ف** اولیائے طریقت کے طریقہ میں حصول نسبت اور وصول الی اللہ کے جامع ہیں پھر یوں کہنا کہ طریقہ نقشبندیہ افضل اور راجح ہے قادریہ اور چشتیہ سے بعکس اس کے کہنا بے فائدہ ہے جو سہل معلوم ہو اور پسند آوے وہ اُس کو

اختیار کرے اور یہ جو فرمایا کہ سالک مغلوب الحال[1] وغیرہ پر انکار نہ کرے سو بیان ہے خواجہ نقشبند کے قول کا کہ نہ انکار می کنم و نہ ایں کار می کنم یعنی مغلوبین اہل سماع وغیرہ پر انکار اس واسطے نہیں کہ وہ تاویل سے یہ فعل کرتے ہیں تحلیل حرام صریحًا نہیں کرتے جو اُن کا انکار واجب ہو اور پیروی اُن کی اس واسطے منع فرمائی کہ یہ امر مسنون نہیں چنانچہ حضرت مصنف رح نے دوسرے رسالے میں فرمایا خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ نسبت صوفیہ غنیمت کبریٰ ست و رسوم ایشاں ہیچ نمی ارزد۔

فصل دسویں

اس فصل میں آداب تذکیر اور وعظ گوئی کے مذکور ہیں جس کے بیان کا مصنف قدس سرہ العزیز نے وعدہ کیا تھا: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۵

[1] ظاہرا مغلوبین سے مجاذیب و مغلوب الحال مراد ہیں اور مؤولین فی السماع سے وہ صوفی مراد ہیں کہ سماع میں اظہار شوق الٰہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض احادیث سے سننا غنا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پس مجاذیب پر عدم انکار ظاہر ہے کہ وہ دائرہ تکلیف سے خارج ہیں اور مؤولین کی وجہ عدم انکار کی وہی ہے جو مترجم علیہ الرحمۃ نے لکھی لیکن مقلدین مذہب حنفی کو بجز قائل ہونے حرمت کے کچھ نہیں بنتی کہ در المختار و بنایہ اور بحر وغیرہا سے صریح حرمت غنا کی ثابت ہے اگرچہ بعض نے اعراس و اعیاد میں مباح بھی لکھا ہے لیکن بحسب قاعدہ اذا اجتمع الحلال مع الحرام کے مباح کرنا درست نہیں ہے واللہ اعلم ۱۲۔

وَقَالَ لِکَلِیْمِہٖ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیَّامِ اللّٰہِ فَالتَّذْکِیْرُ رُکْنٌ عَظِیْمٌ وَّ لْنَتَکَلَّمُ فِیْ صِفَۃِ الْمُذَکِّرِ وَکَیْفِیَّۃِ التَّذْکِیْرِ وَالْغَایَۃِ الَّتِیْ یَلْمَحُھَا الْمُذَکِّرُ وَمِنْ اَیِّ عِلْمٍ اِسْتِمْدَادُہٗ وَمَاذَا اَرْکَانُہٗ وَمَا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِیْنَ وَمَا الْاٰفَاتُ الَّتِیْ تَعْتَرِیْ فِیْ وُعَّاظِ زَمَانِنَا وَمِنَ اللّٰہِ الْاِسْتِعَانَۃُ حق تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ سمجھایا بجھایا کر تو ہی مذکر اور واعظ ہے اور اپنے ہم کلام موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اُن کو یاد دلایا کر وقائع سابقہ کو تو نص[1] قرآنی سے معلوم ہوا کہ تذکیر اور وعظ گوئی دین میں رکن عظیم ہے اور ہم کو چاہیے کہ کلام کریں مذکر کی صفت میں[2] اور تذکیر کی کیفیت میں اور اُس غایت میں جو مذکر کا مقصود اصلی ہے اور کس علم سے وعظ گوئی کی استمداد ہے اور تذکیر کے کیا ارکان ہیں اور وعظ سننے والوں کے کیا آداب ہیں اور کیا کیا آفتیں ہمارے زمانے کے واعظوں کے وعظ میں پیش آتی ہیں اور اللہ سے درخواست مددگاری کی ہے فَاَمَّا الْمُذَکِّرُ فَلَا بُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ مُکَلَّفًا عَدْلًا کَمَا اشْتَرَطُوْا فِیْ رَاوِی الْحَدِیْثِ وَالشَّاھِدِ سو مذکر اور واعظ کو ضرور ہے کہ مکلف یعنی مسلمان عاقل بالغ ہو اور عادل یعنی متقی ہو جیسا کہ راوی حدیث و شاہد میں علمانے

---

[1] اور فرمایا وذکر فان الذکری تنفع المومنین یعنی نصیحت کیا کر کہ نصیحت نفع دیتی ہے مومنوں کو ۱۲

[2] مذکر وعظ کہنے والا اور تذکیر وعظ کہنا اور نصیحت کرنی ۱۲

تکلیف اور عدالت شرط کی ہے **ف** مولانا نے فرمایا کہ لڑکا اور دیوانہ اور کافر اور فاسق اور صاحب بدعت جیسے شیعہ اور خارجی لائق تذکیر کے نہیں مُحَدِّثًا مُفَسِّرًا عَالِمًا بِجُمْلَةٍ کَافِیَةٍ مِّنْ اَخْبَارِ السَّلَفِ الصَّالِحِیْنَ وَ سِیَرِ تِہِمْ اور واعظ کو ضرور ہے کہ محدث اور مفسر ہو اور سلف صالح یعنی صحابہؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے اخبار اور سیرت سے فی الجملہ بقدر کفایت کے واقف ہو وَنَعْنِیْ بِالْمُحَدِّثِ الْمُشْتَغِلَ بِکُتُبِ الْحَدِیْثِ بِاَنْ یَّکُوْنَ قَرَاَ لَفْظَهَا وَفَهِمَ مَعْنَاهَا وَعَرَفَ صِحَّتَهَا وَسُقْمَهَا وَلَوْ بِاَخْبَارِ حَافِظٍ اَوِ اسْتِنْبَاطِ فَقِیْهٍ وَکَذٰلِکَ بِالْمُفَسِّرِ الْمُشْتَغِلَ بِشَرْحِ غَرِیْبِ کِتَابِ اللّٰہِ وَ تَوْجِیْهِ مُشْکِلِہٖ وَبِمَا رُوِیَ عَنِ السَّلَفِ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اور محدث سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ کتب حدیث یعنی صحاح ستہ وغیرہا سے شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ حدیث کے الفاظ کو اُستاد سے پڑھ کر سند کر چکا ہو اور اُن کے معانی کو بوجھا ہو اور احادیث کی صحت اور ضعف کو معلوم کر چکا ہو اگرچہ معرفت صحت اور سقم کی حافظ حدیث یا استنباط فقہ سے ثابت ہو گئی ہو اور اسی طرح مفسر سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ قرآن کی شرح غریب سے مشغول ہو اور آیات مشکلہ کی توجیہ اور تاویل سے واقف ہو اور جو سلف سے تفسیر قرآن روایت ہوئی ہے اُس کو جانتا ہو وَ یُسْتَحَبُّ مَعَ ذٰلِکَ اَنْ تَکُوْنَ فَصِیْحًا لَّا یَتَکَلَّمُ مَعَ النَّاسِ اِلَّا قَدْرَ فَهْمِهِمْ وَ اَنْ یَّکُوْنَ لَطِیْفًا ذَا وَجْہٍ وَ مُرُوَّۃٍ اور اس کے ساتھ مستحب یہ ہے کہ فصیح یعنی صاف بیان ہو نہ گفتگو کرتا ہو لوگوں کے

ساتھ مگر بقدر اُن کے فہم کے اور یہ کہ مہربان صاحب وجاہت اور مروت ہووے مولانا رح نے فرمایا بالاتر از فہم کی گفتگو اس واسطے منع ہوئی کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ گفتگو کیا کرو لوگوں سے اُس قدر جتنا اُن کی سمجھ میں آوے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور رسول ؐ کی لوگ تکذیب کریں یعنی جب لوگ ایسا کلام سُنیں گے جو اُن کی عقل میں نہیں آتا ہو تو اُس کا انکار کریں گے مترجم کہتا ہے پس معلوم ہوا کہ واعظ کو دقائق تقدیر اور حقائق توحید اور مسائل مشکلہ فقہ کے عوام کے روبرو ذکر کرنا بہتر نہیں کہ اس میں ضلالت کا خوف ہے مولانا رح نے فرمایا کہ واعظ کی وجاہت یعنی بزرگی اس واسطے مستحب ہوئی کہ جو شخص لوگوں میں بے حقیقت ہے اُس کا کلام اثر نہیں کرتا اگرچہ وہ حق کہتا ہو اور واعظ میں مروت یعنی جوانمردی اور حسن سلوک کا عمل اس واسطے مطلوب ہوا کہ جس میں یہ صفت حاصل نہیں وہ اُن لوگوں کے مشابہ ہے جن کا قول فعل کے موافق نہیں تو ایسے شخص کے وعظ سے فائدہ تذکیر کا حاصل نہیں وَاَمَّا کَیْفِیَّۃُ التَّذْکِیْرِ اَنْ لَّا یُذَکِّرَ اِلَّا غِبًّا وَّ لَا یَتَکَلَّمَ وَ فِیْھِمْ مَلَالٌ بَلْ اِذَا عَرَفَ فِیْھِمُ الرَّغْبَۃَ وَ یَقْطَعَ عَنْھُمْ وَ فِیْھِمْ رَغْبَۃٌ اور کیفیت وعظ گوئی کی یہ ہے کہ وعظ نہ کہے مگر فاصلہ دے کر یعنی ہر روز یا ہر وقت نہ کہا کرے اور نہ کلام کرے اُس حالت میں جب سامعین کو ملال اور افسردگی ہو بلکہ اُس وقت وعظ شروع کرے جب لوگوں میں رغبت اور

شوق کو دریافت کرلے اور قطع کلام کرے درصورتیکہ اُن میں رغبت باقی ہو
ف مترجم کہتا ہے اس واسطے کہ سماع بلا رغبت میں تاثیر نہیں ہوتی
سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا مصرع

'ازان پیش بس کن کہ گویند بس'

وَاَنْ يَّجْلِسَ فِيْ مَكَانٍ طَاهِرٍ كَالْمَسْجِدِ وَاَنْ يَّبْدَأَ الْكَلَامَ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَخْتِمُ بِهِمَا وَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عُمُوْمًا وَلِلْحَاضِرِيْنَ خُصُوْصًا
اور یہ کہ وعظ کہنے کو پاک مکان میں بیٹھے چنانچہ مسجد میں اور یہ کہ حمد اور درود سے کلام کو شروع کرے اور ان ہی پر ختم بھی کرے اور دعا کرے اہل ایمان کے واسطے عموماً اور حاضر لوگوں کے واسطے خصوصاً وَلَا يَخُصَّ فِي التَّرْغِيْبِ اَوِ التَّرْهِيْبِ فَقَطْ بَلْ هُوَ يَشُوْبُ كَلَامَهٗ مِنْ هٰذَا وَمِنْ ذٰلِكَ كَمَا هُوَ سُنَّةُ اللّٰهِ مِنْ اِرْدَافِ الْوَعْدَةِ بِالْوَعِيْدِ وَالْبِشَارَةِ بِالْاِنْذَارِ اور یہ کہ مخصوص نہ کرے کلام کو فقط خوشخبری سُنانے اور شوق دلانے میں یا فقط خوف دلانے اور ڈرانے میں بلکہ کلام کو ملاتا جلاتا رہے کبھی اس سے اور کبھی اُس سے جیسا کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے قرآن مجید میں وعدے کے پیچھے وعید کا لانا اور بشارت کے ساتھ انذار اور تخویف کو ملانا ف اس واسطے کہ فقط ترغیب سے آدمی بے باک ہو جاتا ہے اور فقط ترہیب سے یاس اور ناامیدی حاصل ہوتی ہے تو ہر ایک کو اپنے اپنے

موقع پر ذکر کرنا چاہیئے۔ مصرع

'چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است'

وَاَنْ یَّکُوْنَ مُیَسِّرًا لَا مُعَسِّرًا وَّ یُعَمِّمَ بِالْخِطَابِ وَلَا یَخُصَّ طَائِفَۃً دُوْنَ طَائِفَۃٍ وَّاَنْ لَّا یُشَافِہَ بِذَمِّ قَوْمٍ اَوِالْاِنْکَارِ عَلٰی شَخْصٍ بَلْ یُعَرِّضَ مِثْلَ اَنْ یَّقُوْلَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّفْعَلُوْنَ کَذَا وَ کَذَا اور واعظ کو لازم ہے کہ آسانی کرنے والا ہو نہ سختی کرنے والا اور یہ کہ خطاب کو عام کرے اور خاص نہ کرے ایک گروہ کے خطاب کو دوسرے گروہ کو چھوڑ کر اور کسی قوم مخصوص کی مذمت یا کسی شخص معیّن پر انکار بالمشافہہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ کہے چنانچہ یوں کہے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ ایسا ایسا کرتے ہیں **ف** مولانا نے فرمایا کہ بالمشافہہ مذمت اور انکار واعظ کی عداوت باطنی پر محمول ہوگا اُس قوم اور شخص معیّن کے ساتھ تو بعید نہیں ہے کہ بعضے سامعین کا دل منقبض ہو اور دلوں سے اُس کی دیانت اور صداقت جاتی رہے تو تذکیر کا فائدہ نہ حاصل ہوگا وَلَا یَتَکَلَّمَ بِسَقَطٍ وَّھَزْلٍ اور وعظ میں کلام ساقط الاعتبار اور بیہودہ نہ بولے **ف** اس واسطے کہ کلام سخیف اور خوش طبعی کی بات رعب اور ہیبت کو کھو دیتی ہے تو غرض تذکیر میں خلل واقع ہوگا وَیُحَسِّنَ الْحَسَنَ وَیُقَبِّحَ الْقَبِیْحَ وَیَاْمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَا یَکُوْنَ اِمَّعَۃً اور خوبی بیان کرے نیک بات کی اور بُرائی کھول دے امر قبیح کی اور معروف شرعی کا امر کرے اور منکر سے نہی کرے اور

مرد ہرجائی رکابی مذہب نہ ہو کہ جس محفل میں جاوے اُن کی خواہش نفسانی کے موافق وعظ شروع کرے۔ وَ اَمَّا الْغَایَۃُ الَّتِیْ یَلْمَحُھَا فَیَنْبَغِیْ اَنْ یُّزَوِّرَ فِیْ نَفْسِہٖ صِفَۃَ الْمُسْلِمِ فِیْ اَعْمَالِہٖ وَ حِفْظِ لِسَانِہٖ وَ اَخْلَاقِہٖ وَ اَحْوَالِہِ الْقَلْبِیَّۃِ وَ مُدَاوَمَتِہٖ عَلَی الْاَذْکَارِ ثُمَّ لِیُحَقِّقَ فِیْھِمْ تِلْکَ الصِّفَۃَ بِکَمَالِھَا بِالتَّدْرِیْجِ عَلٰی حَسْبِ فَھْمِھِمْ فَیَاْمُرَ اَوَّلًا فَضَائِلَ الْحَسَنَاتِ وَ مَسَاوِیَ السَّیِّئَاتِ فِی اللِّبَاسِ وَ الزِّیِّ وَ الصَّلٰوۃِ وَ غَیْرِھَا فَاِذَا تَاَدَّبُوْا فَلْیَاْمُرْ بِالْاَذْکَارِ فَاِذَا اَثَّرَ فِیْھِمْ فَلْیُحَرِّضْھُمْ عَلٰی ضَبْطِ اللِّسَانِ وَ الْقَلْبِ وَ لْیَسْتَعِنْ فِیْ تَاْثِیْرِ ھٰذِہٖ فِیْ قُلُوْبِھِمْ بِذِکْرِ اَیَّامِ اللّٰہِ وَ وَقَائِعِہٖ مِنْ بَاھِرِ اَفْعَالِہٖ وَ تَصْرِیْفِہٖ وَ تَعْذِیْبِہٖ لِاُمَمٍ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ بِھَوْلِ الْمَوْتِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ شِدَّۃِ یَوْمِ الْحِسَابِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ کَذٰلِکَ بِتَرْغِیْبَاتٍ عَلٰی حَسْبِ مَا ذَکَرْنَا اور غایت وعظ کی جو مقصود ہے سو مناسب یوں ہے کہ اپنے دل میں تصور کرے مسلمان کی صفت کو اُس کے اعمال میں اور اُس کے حفظ لسان اور اخلاق میں اور اُس کے حالات قلبی اور اُس کے اذکار کی مداومت میں پھر چاہیے کہ اسی صفت متخیلہ کو علی وجہ الکمال سامعین میں ثابت اور متحقق کردے اندک اندک اُن کے فہم کے موافق تو پہلے حسنات کی خوبیوں اور سیئات کی برائیوں کا امر کرے لباس اور شکل اور نماز وغیرہ میں پھر جب اس کے خوگر ہو جاویں تو اُن کو اذکار کی تلقین کرے پھر جب اُن میں ذکر کا اثر معلوم ہو تو اُن کو رغبت اور شوق

دلاوے زبان اور دل کے روکنے پر اقوال قبیحہ اور اخلاق ذمیمہ سے اور اُن کے دلوں میں ان امور کی تاثیر کرنے میں اعانت چاہیے ایام سابقہ اور وقائع گذشتہ کے ذکر کرنے سے منجملہ حق تعالیٰ کے افعال ظاہرہ اور اُس کی تصریف اور تعذیب کے جو اگلی امتوں پر دنیا میں ہو چکی ہے پھر استعانت چاہیے موت کی دہشت اور قبر کے عذاب اور شدت یوم الحساب اور دوزخ کے عذاب ذکر کرنے سے اور اسی طرح ذکر ترغیبات سے استعانت چاہیے اُس کے موافق جیسا ہم مذکور کر چکے ہیں وَاَمَّا اِسْتِمْدَادُہٗ فَلْيَكُنْ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَلٰى تَاوِيْلِهِ الظَّاهِرِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَاَقَاوِيْلِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ مِّنْ صَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَيَانِ سِيْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور وعظ گوئی کی استمداد کو کتاب اللہ سے چاہیے اُس کی ظاہر تاویل یعنی تفسیر کے موافق اور حدیث نبوی سے جو محدثین کے نزدیک معروف ہے اور صحابہؓ اور تابعینؒ اور ان کے سوا اور مومنین صالحین کے اقوال سے اور سیرت نبوی کے بیان کرنے سے **ف** مولاناؒ نے فرمایا کہ قرآن کی تاویل ظاہر سے وہ مراد ہے جو لفظ قرآن کے اندر سے مفہوم عند الاطلاق ہو اور اعتبارات صوفیانہ اور اشارات فاضلانہ اور نکات اور لطائف شاعرانہ کو مقام وعظ میں ذکر کرنا ہرگز لائق اور مناسب نہیں اس واسطے کہ سامعین چونکہ مفہوم ظاہر اور اشارے میں فرق نہیں کرتے تو اعتبارات اور اشارات کو تفسیر پر محمول

کریں گے اور گمراہ ہوں گے چنانچہ ہمارے زمانے کے واعظین میں سے ایک واعظ نے مقطعاتِ قرآنیہ کے معنی میں خوض شروع کیا مانند نکات شاعرانہ کے یہاں تک اُس کی جہالت کی نوبت پہونچی کہ اُس نے طٰہٰ کی تفسیر کی بحساب جمل کہ چودہ ۱۴ عدد ہوئے تو یہ خطاب ہے خدا کا اپنے نبی سے علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے کہ اے چودھویں رات کے چاند تو غور کر کہ اس واعظ کی جہالت اور بے امتیازی اس کو کہاں کھینچ لے گئی اور یہ جو فرمایا کہ حدیث معروف کو ذکر کرے تو معلوم ہوا کہ موضوعات اور منکرات اور اُن احادیث کا ذکر کرنا جن کی کچھ اصل اہل حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے جائز نہیں وَلَا یَذْکُرُ الْقَصَصَ الْمُجَازَفَۃَ فَاِنَّ الصَّحَابَۃَ اَنْکَرُوْا عَلٰی ذٰلِکَ اَشَدَّ الْاِنْکَارِ وَاَخْرَجُوْا اُولٰئِکَ مِنَ الْمَسَاجِدِ وَضَرَبُوْھُمْ وَاَکْثَرُ مَا یَکُوْنُ ھٰذَا فِی الْاِسْرَائِیْلِیَّاتِ الَّتِیْ لَا یُعْرَفُ صِحَّتُھَا وَفِی السِّیْرَۃِ وَشَانِ نُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ۔ اور واعظ کو چاہیے کہ بیہودہ قصّوں کو جو بروایت صحیح ثابت نہیں ہیں ذکر نہ کرے اس واسطے کہ صحابہ کرامؓ نے قصّہ خوانی پر سخت انکار کیا ہے اور قصّہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے اور اُن کو مارا ہے اور یہ واہی قصّے اکثر اہل کتاب کی روایات میں ہوتے ہیں جن کی صحت معلوم نہیں اور سیرت اور قرآن کی شان نزول میں وَاَمَّا اَدْکَانُہٗ فَالتَّرْغِیْبُ وَالتَّرْھِیْبُ وَالتَّمْثِیْلُ بِالْاَمْثَالِ الْوَاضِحَۃِ وَالْقَصَصِ الْمُرَقِّقَۃِ وَالنِّکَاتِ النَّافِعَۃِ فَھٰذَا طَرِیْقُ التَّذْکِیْرِ

وَالشَّرْح اور وعظ کے ارکان تو ترغیب اور ترہیب ہے اور مثال گذرانا کھلی مثالوں سے اور صحیح قصّے دل کے نرم کرنے والے اور نکات منفعت بخش سو یہ طریقہ ہے تذکیر اور شرح کا وَالْمَسْئَلَۃُ الَّتِیْ یَذْکُرُھَا اِمَّا مِنَ الْحَلَالِ اَوِالْحَرَامِ اَوْ مِنْ بَابِ اٰدَابِ الصُّوْفِیَّۃِ اَوْ مِنْ بَابِ الدَّعْوَاتِ اَوْ مِنْ عَقَائِدِ الْاِسْلَامِ فَالْقَوْلُ الْجَلِیُّ اِنَّ ھُنَالِکَ مَسْئَلَۃً یَعْلَمُھَا وَ طَرِیْقًا فِیْ تَعْلِیْمِھَا اور جس مسئلے کو واعظ ذکر کرے چاہیے کہ وہ قسم حلال سے ہو یا حرام سے یا آداب صوفیہ سے یا دعوات کے باب سے یا عقائد اسلام سے پس ظاہر قول یہ ہے کہ بیان کرے واعظ وہ مسئلہ جس کو جانتا ہو اور اُس کے سکھانے کا طریق معلوم ہو وَاَمَّا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِیْنَ فَاَنْ یَّسْتَقْبِلُوا الْمُذَکِّرَ وَلَا یَلْعَبُوْا وَلَا یَلْغَطُوْا وَلَا یَتَکَلَّمُوْا فِیْ مَا بَیْنَھُمْ وَلَا یُکْثِرُوا السُّؤَالَ مِنَ الْمُذَکِّرِ فِیْ کُلِّ مَسْئَلَۃٍ بَلْ اِذَا عَرَضَ خَاطِرٌ فَاِنْ کَانَ لَا یَتَعَلَّقُ بِالْمَسْئَلَۃِ تَعَلُّقًا قَوِیًّا اَوْ کَانَ دَقِیْقًا لَا یَتَحَمَّلُہٗ فَھُوْمُ الْعَامَّۃِ فَلْیَسْکُتْ عَنْہُ فِی الْمَجْلِسِ الْحَاضِرِ فَاِنْ شَآءَ سَاَلَہٗ فِی الْخَلْوَۃِ وَاِنْ کَانَ لَہٗ تَعَلُّقٌ قَوِیٌّ کَتَفْصِیْلِ اِجْمَالٍ وَشَرْحِ غَرِیْبٍ فَلْیَنْتَظِرْ حَتّٰی اِذَا انْقَضٰی کَلَامُہٗ سَاَلَہٗ اور وعظ کی سماعت کرنے والوں کے آداب سو یہ ہیں کہ مذکر کے سامنے ہوں اور لہو ولعب نہ کریں اور شور نہ مچاویں اور آپس میں وعظ کے اندر باتیں نہ کریں اور ہر امر میں واعظ سے سوال نہ کریں بلکہ اگر سامع کو کوئی خطرہ عارض ہو تو اگر اُس کو مسئلہ مذکورہ کے ساتھ

تعلق قوی نہ ہو یا تعلق ہو مگر مسئلہ دقیق ہو جس کو عوام کی فہم نہیں اُٹھا سکتی تو اُس سوال سے سکوت اختیار کرے حاضرین مجلس میں پھر اگر چاہے تو اُس کو خلوت میں پوچھ لے اور اگر اُس کو مسئلے کے ساتھ قوی تعلق ہو جیسے مفصل کرنا مجمل کا اور مشکل لغت کا دریافت کرنا تو منتظر رہے تا اینکہ اُس کا کلام آخر ہو تو دریافت کرلے وَلْيُعِدِ الْمُذَكِّرُ كَلَامَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور چاہیے کہ وعظ کا کہنے والا اپنے کلام کو تین بار اعادہ کرے ف بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب کلام فرماتے تھے تو تین[له] بار اعادہ فرماتے تھے تا خوب بوجھ میں آجاوے فَإِنْ كَانَ هُنَالِكَ اَهْلُ لُغَاتٍ شَتّٰى وَالْمُذَكِّرُ يَقْدِرُ اَنْ يَّتَكَلَّمَ عَلٰى اَلْسِنَتِهِمْ فَلْيَفْعَلْ ذٰلِكَ وَلْيَجْتَنِبْ دِقَّةَ الْكَلَامِ وَاِجْمَالَهُ سو اگر مجلس وعظ میں کئی قسم کی بولی والے لوگ ہوں اور واعظ ان کی زبان پر قادر ہو تو اُس کو یہ کرنا چاہیئے یعنی ہر زبان میں کلام کرے اور پرہیز کرنا چاہیئے دقیق اور مجمل کلام سے یعنی اس واسطے کہ کلام باریک اور مجمل سے علی العموم فائدہ حاصل نہیں وَاَمَّا الْاٰفَاتُ الَّتِیْ تَعْتَرِی الْوُعَّاظَ فِیْ زَمَانِنَا فِيْهَا عَدَمُ تَمْيِيْزِهِمْ بَيْنَ الْمَوْضُوْعَاتِ وَغَيْرِهَا بَلْ غَالِبُ كَلَامِهِمُ الْمَوْضُوْعَاتُ الْمُحَرَّفَاتُ وَذِكْرُهُمُ الصَّلَوَاتِ وَالدَّعَوَاتِ الَّتِیْ عَدَّهَا الْمُحَدِّثُوْنَ مِنَ الْمَوْضُوْعَاتِ اور وہ آفتیں جو ہمارے زمانے

له لیکن شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ یہ تکرار کلام بہتم بالشان میں ہوتی تھی نہ ہر کلام میں ۱۲ نواب قطب الدین خان مرحوم

کے واعظوں کو پیش آتی ہیں سو اُن میں سے ایک عدم تمیز ہے درمیان موضوعات
اور غیر موضوعات کے بلکہ غالب کلام اُن کا موضوعات اور محرفات ہیں اور مذکور
کرنا اُن کا اُن نمازوں اور دعاؤں کو جن کو اہل حدیث نے موضوعات میں
شمار کیا ہے ف سبب اس کا یہ ہے کہ علم حدیث اور آثار کو اہل حدیث
سے سند نہیں کیا اور شوق ہوا وعظ گوئی کا جو روایت اور قصہ کسی کتاب
میں عوام فریب پایا اُس کو بے تمیزی سے ذکر کر دیا حالانکہ حدیث صحیح میں
ثابت ہے کہ جو عمداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے گا
وہ جہنمی ہے مترجم کہتا ہے کہ اہلِ ایمان پر واجب ہے کہ بلا تحقیق اور
بلا سند حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے اور سوائے
اہل حدیث کی کتابوں مشہورہ کے ہر کتاب سے حدیث نقل نہ کرے اس واسطے
کہ خود جھوٹ باندھنا یا جھوٹی حدیث کو بے تحقیق نقل کرنا دونوں برابر ہیں
عذاب میں وَمِنْهَا مُبَالَغَتُهُمْ فِي شَيْءٍ مِنَ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ اور
ازاں جملہ بمبالغہ ذکر کرنا واعظوں کا کسی شے میں ترغیب اور ترہیب سے
ف چنانچہ یوں کہنا کہ اگر دو رکعت فلانی فلانی سورۃ سے فلانے دن اور فلانی
ساعت میں پڑھے تو تمام عمر کی قضائے نماز کا عذاب دور ہو جاتا ہے یا جو کوئی
بھنگ پیے اُس نے گویا اپنی ماں سے کعبہ معظمہ میں فعل بد کیا حق تعالیٰ بے تمیزی
اور بے احتیاطی اور افترا پردازی سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔ وَمِنْهَا
قَصَصُهُمْ قِصَّةَ كَرْبَلَا وَالْوَفَاةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَخُطَبُهُمْ فِيْهَا
اور ازاں جملہ قصہ کربلا اور وفات کی قصہ خوانی اور اُس کے سوائے اور

موسموں میں قصہ گوئی اور ان میں خطبہ خوانی کرنا ف اس واسطے کہ ایسے امور کا رواج قرون سابقہ میں نہ تھا اور روایات موضوعہ اور ضعیفہ سے کمتر خالی ہے بلکہ ہر سال نئے مضمون کا مرثیہ تیار ہوتا ہے تا رقت اور گریہ زیادہ ہو سبحان اللہ کیا اُلٹا زمانہ ہوگیا ہے کہ اگر نماز نہ پڑھے اور فرائض ایمانیہ کو نہ ادا کرے اور مساجد میں جمعہ اور جماعت کے واسطے نہ حاضر ہو کوئی اُس پر طعن اور تشنیع نہیں کرتا اور اگر کوئی محفل تعزیہ داری میں نہ جاوے اور ان کے بدعات میں نہ شریک ہو تو مطعون خلق ہوتا ہے بلکہ اُس کے ایمان میں حرف آتا ہے کہ فلانا شخص معاذاللہ خارجی اور دشمن اہلبیت ہے۔ شعر

کم معتقد خدا و بسیار بشرع ۔۔۔ ببریدہ ز اصل کار و پیوستہ بفرع

فصل گیارھویں

اس فصل میں مصنف قدس سرہ نے اپنے سلاسل طریقت کو ذکر کیا ہے

صُحبَتُنَا وَ تَعَلُّمُنَا لِاٰدَابِ الطَّرِیْقَۃِ وَالسُّلُوْكِ مُتَّصِلَۃٌ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالسَّنَدِ الصَّحِیْحِ الْمُسْتَفِیْضِ الْمُتَّصِلِ وَاِنْ لَّمْ یَثْبُتْ تَعَیُّنُ الْاٰدَابِ وَلَا تِلْكَ الْاَشْغَالَ - ہماری صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح سند اور متصل ہے یعنی مصنف رح سے تا مبدء رسالت بیچ میں کوئی واسطہ منقطع نہیں اگرچہ تعین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں یعنی باعتبار آداب معینہ اور اشغال مخصوصہ

کے اتصال تفصیلی نہیں بلکہ اجمالی ہے۔ فَالْعَبْدُ الضَّعِیْفُ وَلِیُّ اللّٰہِ
عَفَا اللّٰہُ عَنْہُ وَاَلْحَقَہٗ بِسَلَفِہِ الصَّالِحِیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ الشَّیْخَ
الْاَجَلَّ عَبْدَ الرَّحِیْمِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ دَھْرًا طَوِیْلًا
وَتَعَلَّمَ مِنْہُ الْعُلُوْمَ الظَّاھِرَۃَ وَتَاَدَّبَ عَلَیْہِ بِاٰدَابِ الطَّرِیْقَۃِ
وَرَاٰی مِنْہُ الْکَرَامَاتِ وَسَاَلَہٗ عَنِ الْمُشْکِلَاتِ وَسَمِعَ مِنْہُ
کَثِیْرًا مِّنْ فَوَائِدِ الطَّرِیْقَۃِ وَالْحَقِیْقَۃِ وَمَا جَرٰی عَلَیْہِ
وَعَلٰی شُیُوْخِہٖ مِنَ الْوَاقِعَاتِ وَالْاَحْوَالِ وَالْکَرَامَاتِ
جَزَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْہُ وَعَنْ سَائِرِ مُسْتَفِیْدِیْہِ خَیْرًا
تو بندۂ ضعیف ولی اللہ نے کہ حق تعالیٰ اُس سے عفو کرے اور اُس کو اس کے
سلف صالحین کے ساتھ ملا دے زمانہ دراز صحبت رکھی اپنے والد شیخ اجل
عبد الرحیم کی خدا راضی ہو اُن سے اور اُن کو راضی کرے اور اُن ہی سے
علوم ظاہرہ اور آداب طریقت کے سیکھے اور اُن سے کرامات دیکھے اور
مشکلات پوچھے اور اُن سے اکثر فوائد طریقت اور حقیقت کے سُنے اور
جو اُن پر اُن کے مرشدوں پر واقعات اور حالات اور کرامات گزرے
اُن سے مسموع ہوئے اللہ سبحانہ مؤلف اور باقی ان کے مستفیدوں
کی طرف سے ان کو نیک بدلہ دے۔ وَصَحِبَ ھُوَ شُیُوْخًا کَثِیْرًا
اَجَلُّھُمْ ثَلٰثَۃٌ اَوَّلُھُمْ خُوَاجَہ خُرْدُ صَحِبَ الشَّیْخَ اَحْمَدَ
السَّھْرِنْدِیَّ وَالشَّیْخَ اِلٰہْدَادْ وَخُوَاجَہ حُسَامَ الدِّیْنِ صَحِبُوْا
خُوَاجَہ مُحَمَّدْ بَاقِیْ وَثَانِیْھِمُ السَّیِّدُ عَبْدُ اللّٰہِ صَحِبَ الشَّیْخَ

اٰدَمَ الْبَنُوْرِیْ صَحِبَ الشَّیْخَ اَحْمَدَ السَّهْرَنْدِیَّ صَحِبَ خَوَاجَہ مُحَمَّدْ بَاقِیْ وَثَالِثُهُمْ اَلْخَلِیْفَۃُ اَبُوالْقَاسِمِ صَحِبَ مُلَّا وَلِیَّ مُحَمَّدٍ صَحِبَ الْاَمِیْرَ اَبَا الْعُلَا اور شیخ عبدالرحیم بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں سے تین مرشد ہیں اوّل اُن میں خواجہ خرد ہیں جو شیخ احمد سہرندی اور شیخ الہداد اور خواجہ حسام الدین کی صحبت میں رہے اور تینوں خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد شیخ عبدالرحیم کے سیّد عبداللہ ہیں جو شیخ آدم بنوری کی صحبت میں رہے اور وہ شیخ احمد سہرندی کی صحبت میں رہے اور وہ خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور وہ امیر ابوالعلا کی صحبت میں رہے ف سہرند شہر لاہور کے قریب اور بنور بر وزن تنور قصبہ ہے سہرند کے توابع سے ثُمَّ الْخَوَاجَہ مُحَمَّدْ بَاقِیْ صَحِبَ خَوَاجَہ مُحَمَّدَ اَمْکَنْکِیْ صَحِبَ اَبَاہُ مَوْلٰنَا مُحَمَّدْ دَرْوِیْش صَحِبَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدْ زَاهِدْ صَحِبَ خَوَاجَہ عُبَیْدَ اللّٰہِ الْاَحْرَارَ وَالْاَمِیْرُ اَبُوالْعُلَا صَحِبَ الْاَمِیْرَ عَبْدَ اللّٰہِ صَحِبَ الْاَمِیْرَ یَحْیٰی صَحِبَ خَوَاجَہ عَبْدَ الْحَقِّ صَحِبَ خَوَاجَہ عُبَیْدَ اللّٰہِ الْاَحْرَارَ الْمَذْکُوْرَ۔ پھر خواجہ محمد باقی خواجہ محمد امکنکی کی صحبت میں رہے وہ اپنے باپ مولانا درویش محمد کی صحبت میں رہے وہ مولانا محمد زاہد کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبید اللہ احرار کی صحبت میں رہے اور امیر ابوالعلا امیر عبداللہ کی صحبت میں رہے وہ امیر یحیٰی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبدالحق کی صحبت میں رہے

وہ خواجہ عبید اللہ مذکور کی صحبت میں رہے - وَالْخُوَاجَہْ اَحْرَارُ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ مِنْہُمْ مَوْلٰنَا یَعْقُوْبُ الْچَرْخِیُّ وَخَوَاجَہْ عَلَاءُ الدِّیْنِ الْغِجْدَوَانِیُّ صَحِبَا خُوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ بِلَا وَاسِطَۃٍ وَّصَحِبَ الْاَوَّلُ اَیْضًا خُوَاجَہْ عَلَاءُ الدِّیْنِ عَطَّارْ وَالثَّانِیْ خُوَاجَہْ مُحَمَّدْ پَارْسَا وَھُمَا مِنْ کِبَارِ اَصْحَابِ خُوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ اور خواجہ احرار نے بہت شیوخ کی صحبت حاصل کی اُن میں سے مولانا یعقوب چرخی رح اور خواجہ علاء الدین غجدوانی رح ہیں وہ دونوں خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے بلا واسطہ اور مرشد اول یعنی مولانا یعقوب چرخی رح خواجہ علاء الدین عطار رح کی بھی صحبت میں رہے اور مرشد ثانی یعنی خواجہ علاء الدین خواجہ محمد پارسا رح کی صحبت میں رہے اور دونوں یعنی عطار اور پارسا خواجہ نقشبند کے عمدہ مریدوں سے ہیں - ف چرخ قریہ ہے غزنی کے توابع سے اور غجدوان بکسر غین معجمہ ایک موضع ہے بخارا کے توابع سے اور نقشبند کمخاب باف کو کہتے ہیں خواجہ نقشبند اور اُن کے والد یہی پیشہ کرتے تھے وَالْخُوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّہُمْ خُوَاجَہْ مُحَمَّدْ بَابَا سَمَّاسِیْ وَخَلِیْفَتُہُ الْاَمِیْرُ سَیِّدُ کُلَالُ وَالْخُوَاجَہْ مُحَمَّدْ صَحِبَ خُوَاجَہْ عَلِیِّ نِ الرَّامِیْتَنِیْ صَحِبَ خُوَاجَہْ مَحْمُوْدْ اَبَا الْخَیْرِ الْفَغْنَوِیْ صَحِبَ خُوَاجَہْ عَارِفْ رِیُوْگَرِیْ صَحِبَ خُوَاجَہْ عَبْدَ الْخَالِقِ الْغِجْدَوَانِیْ صَحِبَ خُوَاجَہْ یُوْسُفَ الْھَمْدَانِیْ صَحِبَ

عَلِیِّ بْنِ الْفَارْمِدِیِّ اور خواجہ نقشبند بہت شیوخ کی صحبت میں رہے بزرگتر
اُن میں خواجہ محمد بابا سماسی اور اُن کے خلیفہ امیر سید کلال اور خواجہ
محمد بابا سماسی خواجہ علی رامیتنی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ محمود
ابوالخیر فغنوی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عارف ریوگری کی صحبت
میں رہے وہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ یوسف
ہمدانی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ علی فارمدی کی صحبت میں رہے
ف سماس بفتح سین وتشدید میم قریہ ہے طوس کے توابع سے اور رامتین
قصبہ ہے بخارا کے توابع سے اور فغنہ بفتح فا و سکون غین معجمہ قریہ ہے
بخارا کے توابع سے اور ریوگر بکسر رائے مہملہ قریہ ہے بخارا کے مضافات
سے اور فارمد قریہ ہے طوس کے توابع سے صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ
اَجَلُّهُمُ اثْنَانِ اَحَدُهُمَا الْاِمَامُ اَبُوالْقَاسِمِ الْقُشَیْرِیُّ صَحِبَ
اَبَاعَلِیِّ نِ الدَّقَّاقَ صَحِبَ اَبَاالْقَاسِمِ النَّصْرَاٰبَادِیَّ وَاَبُوالْحُسَیْنِ
الْحَضْرَمِیَّ صَحِبَ الشِّبْلِیَّ صَحِبَ سَیِّدَ الطَّائِفَۃِ الْجُنَیْدَ
الْبُغْدَادِیَّ وَالثَّانِیْ خُوَاجَہ اَبُوالْقَاسِمِ الْکُرْگَانِیُّ صَحِبَ
اَبَاعُثْمَانَ الْمَغْرِبِیَّ صَحِبَ اَبَاعَلِیِّ نِ الْکَاتِبَ صَحِبَ اَبَاعَلِیِّ
نِ الرُّوْدْبَارِیَّ صَحِبَ جُنَیْدَ نِ الْبُغْدَادِیَّ - علی فارمدی بہت مشائخ
کی صحبت میں رہے بزرگتر اُن میں سے دو ہیں ایک امام ابوالقاسم قشیری
وہ ابو علی دقاق کی صحبت میں رہے وہ ابوالقاسم نصر آبادی اور ابوالحسین
حضرمی کی صحبت میں اور دونوں یعنی نصر آبادی اور حضرمی شبلی کی صحبت

ہیں رہے وہ سید الطائفہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد علی فارمدی کے ابو القاسم گرگانی ہیں جو ابو عثمان مغربی کی صحبت میں رہے وہ ابو علی کاتب کی صحبت میں رہے وہ ابو علی رودباری کی صحبت میں رہے وہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے۔ ف ابو القاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف ہیں جو حقیقت ولایت اور اولیاء اللہ کے بیان میں نہایت عمدہ کتاب ہے قشیر قبیلہ ہے عرب کا اور دقاق بفتح دال و تشدید قاف ہے اور گرگان بضم کاف عربی و تشدید رائے مہملہ و کاف عجمی ایک گانوں کا نام ہے اور رودباری منسوب بناحیہ کہ اُن کے آبار کا تھا۔ وَالْجُنَیْدُ الْبَغْدَادِیُّ صَحِبَ خَالَہُ السَّرِیَّ السَّقَطِیَّ صَحِبَ مَعْرُوْفَ الْکَرْخِیَّ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ اثْنَانِ اَحَدُھُمَا الْاِمَامُ عَلِیُّ بْنُ مُوْسَی الرِّضٰی صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ مُوْسَی الْکَاظِمَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ جَعْفَرَنِ الصَّادِقَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ مُحَمَّدَنِ الْبَاقِرَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ حُسَیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ صَحِبَ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ ثَانِیْھِمَا دَاؤُدُ الطَّائِیُّ صَحِبَ فُضَیْلًا وَحَبِیْبَانِ الْعَجَمِیَّ وَذَا النُّوْنِ صَحِبُوْا شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَتَبَعِھِمْ اَجَلُّھُمْ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ صَحِبَ ھٰٓؤُلَآءِ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ اَنَسٌ خَادِمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَافِظُ

سُنَّتِہٖ فَھٰذِہٖ سِلْسِلَۃُ الصُّحْبَۃِ لَا شَکَّ فِیْ صِحَّتِھَا وَ اِتِّصَالِھَا۔
اور جنید بغدادی اپنے ماموں سری[1] سقطی کی صحبت میں رہے وہ معروف کرخی کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں دو مرشد ہیں ایک تو امام علیؑ بن موسی رضا ہیں وہ اپنے والد امام موسیٰ کاظمؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام جعفرؑ صادق کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام محمد باقرؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام زین العابدینؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام حسینؑ کی صحبت میں رہے۔ وہ اپنے والد امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کی صحبت میں رہے وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی کے دوسرے مرشد داؤد طائی ہیں جو فضیل عیاض اور حبیب عجمی اور ذو النون مصری کی صحبت میں رہے اور تینوں حضرات تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت بزرگوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں سے حسن بصری ہیں اور یہ تابعین اصحاب کبار کی صحبت میں رہے اُن میں سے انسؓ بن مالک ہیں جو خادم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اُن کے احادیث کے حافظ تو یہ سلسلہ ہے صحبت کا اس کی صحت اور اتصال میں کچھ شک نہیں ف مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ولی نعمت یعنی مصنفؒ سے پوچھا کہ شیخ ابو علی فارمدی کو ابو الحسن خرقانی کے ساتھ نسبت

[1] سری بفتح اول وکسر ثانی ویائے تحتانی مشدد بمعنی جوانمرد وسردار و سقطی یعنی پارچہ فروش کہ حبشت کو پرانچہ کہتے ہیں ۱۲

رکھتے ہیں اس رسالے میں کیوں نہ ذکر کیا فرمایا کہ یہ نسبت اویسیت کی ہے
یعنی روحی فیض ہے اور اس رسالے میں غرض یہ ہے کہ نسبت صحت کی من
وعن عالم شہادت میں جو ثابت ہے مذکور ہو ولیکن اویسیت کی نسبت قوی
اور صحیح ہے شیخ ابوعلی فارمدی کو ابوالحسن خرقانی سے روحی فیض ہے اُن کو
بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور اُن کو امام جعفر صادقؓ کی روحانیت
سے تربیت ہے چنانچہ رسالۂ قدسیہ میں خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ نے
مذکور کیا وَلِلْاِمَامِ جَعْفَرِنِ الصَّادِقِ اَیْضًا اِنْتِسَابٌ اِلٰی جَدِّہٖ اَبِی
اُمِّہٖ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِی بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ عَنْ
اَبِی بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اور امام جعفر صادقؓ کو انتساب ہے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر
صدیق رضؓ کی طرف بھی اور قاسم بن محمد کو انتساب ہے سلمان فارسی سے
اُن کو ابی بکر صدیق رضؓ سے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وَمِنْھَا سَلَاسِلُ اُخْرَی الْاِتِّصَالُ فِیْ طَرَفٍ مِّنْھَا بِالصُّحْبَۃِ وَفِیْ
طَرَفٍ بِالْبَیْعَۃِ اَوِ الْخِرْقَۃِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فَالْعَبْدُ الضَّعِیْفُ وَلِیُّ اللّٰہِ
اَخَذَ الطَّرِیْقَۃَ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ عَبْدِ الرَّحِیْمِ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ اللّٰہِ
عَنِ الشَّیْخِ اٰدَمَ عَنِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّھْرِنْدِیِّ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ
عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ شَاہِ کَمَالٍ اور ہمارے اور بھی سلاسل ہیں جن کے
بعض میں بنابر صحبت کے اتصال ہے اور بعض میں بنابر بیعت یا خرقہ پوشی
کے تو بندۂ ضعیف ولی اللہ نے طریقہ لیا اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے

اُنھوں نے سیّد عبد اللہ سے اُنھوں نے شیخ آدم بنوری سے اُنھوں نے شیخ احمد سہرندی سے اُنھوں نے اپنے والد شیخ عبد الاحد سے اُنھوں نے شاہ کمال سے وَ اَیضًا عن شیخ سِکَندَر عن جدِّہٖ شیخ کمالِ نِ المذکُورِ عَنِ السَّیِّدِ فُضَیلٍ عَنِ السَّیِّدِ گدا رحمٰن عَنِ السَّیِّدِ شمسِ الدِّینِ عَارِفٍ عَنِ السَّیِّدِ گدا رحمٰن بنِ اَبی الحَسَنِ عَن شمسِ الدِّینِ الصَّحراَئی عَنِ السَّیِّدِ عَقِیلٍ عَنِ السَّیِّدِ بَھَاۤءِ الدِّینِ عَنِ السَّیِّدِ عَبدِ الوَھّابِ عَنِ السَّیِّدِ شَرَفِ الدِّینِ قتَّالٍ عَنِ السَّیِّدِ عَبدِ الرَّزَّاقِ عَن اَبِیہِ اِمَامِ الطَّرِیقِ اَبِی مُحَمَّدٍ عَبدِ القَادِرِ الجِیلَانِیِّ عَن اَبِی سَعِیدِ نِ المُخَرَّمِیِّ عَن اَبِی الحَسَنِ القُرَشِیِّ عَن اَبِی الفَرَجِ الطَّرطُوسِیِّ عَن اَبِی الفَضلِ عَبدِ الوَاحِدِ التَّمِیمِیِّ عَن اَبِیہِ الشَّیخِ عَبدِ العَزِیزِ التَّمِیمِیِّ عَن اَبِی بَکرِ نِ الشِّبلِیِّ بِسَنَدِہِ المَذکُورِ اور شیخ احمد سہرندی کو شیخ سکندر سے بھی طریقہ ملا اور اُن کو اپنے دادا شیخ کمال مذکور سے اُن کو سیّد فضیل سے اُن کو سیّد گدا رحمٰن سے اُن کو سیّد شمس الدین عارف سے اُن کو سیّد گدا رحمٰن بن ابو الحسن سے اُن کو شمس الدین صحرائی سے اُن کو سیّد عقیل سے اُن کو سیّد بہاء الدین سے اُن کو سیّد عبد الوہاب سے اُن کو سیّد شرف الدین قتال سے اُن کو سیّد عبد الرزاق سے اُن کو اپنے والد امام طریقت ابو محمد عبد القادر جیلانی رح سے ان کو ابو سعید مخرمی سے اُن کو ابو الحسن قرشی سے اُن کو ابو الفرج طرطوسی سے اُن کو ابو الفضل عبد الواحد تمیمی سے اُن کو

اپنے باپ شیخ عبد العزیز تمیمی سے اُن کو ابو بکر شبلی سے اُن کو اُس سند سے
جو قبل اس کے مذکور ہو چکی یعنی جنید رح بغدادی سے تا شاہ ولایت علی مرتضیٰ رض
ف اور شرف الدین کا لقب قتال ہوا بسبب نفس کشی کی ریاضت کے مُخرّم
بضم میم و تشدید رائے مہملہ مشددہ مفتوحہ بغداد کا ایک کوچہ ہے
وَاَیْضًا تَاَدَّبَ شَیْخُنَا عَبْدُ الرَّحِیْمِ عَلٰی رُوْحِ جَدِّہٖ لِاُمِّہٖ الشَّیْخِ
رَفِیْعِ الدِّیْنِ مُحَمَّدٍ وَّ اَجَازَ لَہٗ قَبْلَ اَنْ یُّوْلَدَ بِسِنِیْنَ بِطَرِیْقِ
خَرْقِ الْعَادَۃِ عَنْ اَبِیْہِ قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ نَجْمِ الْحَقِّ چَاپَیْلَدَّہ
عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبد الرحیم ادب آموز
ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد کی روح سے اور اُنھوں نے اُن کو
اجازت طریقت دی اُن کے پیدا ہونے سے چند سال کے پہلے بطریق کرامت
کے اور شیخ رفیع الدین محمد کو اپنے والد قطب عالم سے اور اُن کو نجم الحق
چاپیلدہ سے اُن کو شیخ عبد العزیز سے جو رسالۂ عزیزیہ کے مصنف ہیں
وَلَہٗ طُرُقٌ اُخْرٰی اَجَازَ لَہُ السَّیِّدُ عَظْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْبَرْ اٰبَادِیُّ
عَنْ اٰبَائِہٖ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ قَاضِیْ خَانْ یُوْسُفَ
النَّاصِحِیِّ عَنْ حَسَنِ بْنِ طَاھِرٍ عَنْ سَیِّدِ رَاجِیْ حَامِدْ شَاہْ
عَنِ الشَّیْخِ حُسَامِ الدِّیْنِ الْمَانِکْ پُوْرِیِّ عَنْ خُوَاجَہ نُوْرِ
قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ اَبِیْہِ عَلَاءِ الْحَقِّ بْنِ اَسْعَدَ اللَّاھُوْرِیِّ
الْبَنْگَالِیِّ عَنْ اَخِیْ سِرَاجِ عُثْمَانَ الْاَوْدِیِّ عَنِ الشَّیْخِ نِظَامِ الدِّیْنِ
اَوْلِیَا عَنِ الشَّیْخِ فَرِیْدِ الدِّیْنِ گَنْجْ شَکَرْ عَنْ خُوَاجَہ

قُطْبُ الدِّیْنِ بَخْتِیَارْ کَاکِیْ عَنْ خَوَاجَہْ مُعِیْنُ الدِّیْنِ السَّنْجَرِیْ عَنْ خُوَاجَہْ عُثْمَانَ هَارُوْنِیْ عَنْ حَاجِیْ شَرِیْفِ الزَّنْدَنِیْ عَنْ خُوَاجَہْ مَوْدُوْدْ چِشْتِیْ عَنْ اَبِیْہِ خُوَاجَہْ یُوْسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سِمْعَانَ چِشْتِیْ عَنْ خَالِہٖ خُوَاجَہْ مُحَمَّدْ چِشْتِیْ عَنْ اَبِیْہِ خُوَاجَہْ اَبِیْ اَحْمَدْ چِشْتِیْ عَنْ خُوَاجَہْ اَبِیْ اِسْحٰقَ الشَّامِیْ عَنْ مُمْشَادْ عُلْوِ الدِّیْنَوَرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُبَیْرَۃَ الْبَصْرِیِّ عَنْ حُذَیْفَۃَ الْمَرْعَشِیِّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اَدْهَمَ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ عِیَاضٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اور شیخ عبدالرحیم کے اور بھی طرق ہیں ان کو اجازت دی سید عظمت اللہ اکبر آبادی نے ان کو سند حاصل ہے اپنے باپ دادوں سے اُن کو شیخ عبد العزیز سے اُن کو قاضی خان یوسف ناصحی سے اُن کو حسن بن طاہر سے اُن کو سید راجی حامد شاہ سے اُن کو شیخ حسام الدین مانک پوری سے اُن کو خواجہ نور قطب عالم سے اُن کو اپنے والد علاء الحق بن اسعد سے جو اصل میں لاہوری ہیں اور مسکن میں بنگالی اُن کو اخی سراج عثمان اودھی سے اُن کو سلطان المشائخ نظام الدینؒ اولیا سے اُن کو شیخ فرید الدین گنج شکر سے اُن کو خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی سے اُن کو خواجہ معین الدینؒ سنجری یعنی سیستانی سے اُن کو خواجہ عثمانؒ ہارونی سے اُن کو حاجی شریف زندنی سے اُن کو خواجہ مودود چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ محمد بن سمعان چشتی

سے اُن کو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ ابواحمد چشتی سے
اُن کو خواجہ ابواسحق شامی سے اُن کو ممشاد علو دینوری سے اُن کو ابوہبیرہ
بصری سے اُن کو حذیفہ مرعشی سے اُن کو ابراہیم بن ادھم سے اُن کو
فضیل بن عیاض سے اُن کو عبدالواحد بن زید سے اُن کو حسن بصری سے اُن کو
امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اُن کو سیّد المرسلین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے **ف** مولانا رح نے فرمایا مانک پور پورب میں ایک قصبہ
ہے الٰہ آباد کے قریب اور اودھ ایک شہر ہے پورب میں جس کو اب فیض آباد
کہتے ہیں اور سجزی بکسر سین مہملہ وسکون جیم وزائے معجمہ منسوب ہے
سجستان کی طرف جو معرّب ہے سیستان کا اور ہر چند اولیا جمع ہے ولی کی
لیکن حضرت نظام الدین رح کا اس واسطے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیائے
کثیر کے مانند ہے چنانچہ قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کو اُمّت فرمایا اور
اُس کی مثالیں بہت ہیں جیسے عبید اللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا
احبار اور زندنہ ایک پرگنہ ہے بخارا کے سات پرگنوں میں سے اور ہارون
قریہ ہے زندنہ سے آدھ کوس پر اور چشت شہر ہے درۂ کوہ میں واقع ہے
دو منزل ہرات سے اور اب اُس کو شاقلان کہتے ہیں اور مرعش ایک شہر
ہے شام کے توابع سے وَتَأَدَّبَ سَیِّدِی الْوَالِدُ اَیْضًا بِحَسْبِ الْبَاطِنِ
مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَذٰلِکَ اَنَّہٗ رَاٰہُ
فِیْ مُبَشِّرَۃٍ فَبَایَعَہٗ وَعَلَّمَہُ النَّفْیَ وَالْاِثْبَاتَ وَاَیْضًا مِنْ زَکَرِیَّا
النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّہٗ عَلَّمَہٗ اِسْمَ الذَّاتِ

اور میرے والد مرشد ادب آموز طریقت کے ہوئے بجسب باطن کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی باین طریق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو خواب میں دیکھا سو اُن سے بیعت کی اور آپ نے اُن کو نفی اور
اثبات کی تعلیم فرمائی اور حضرت زکریا پیغمبر سے بھی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام
ادب آموز ہوئے کہ اسم ذات کی اُنھوں نے تعلیم فرمائی۔ وَ اَیْضًا
مِّنْ رُّوْحِ الْاَئِمَّۃِ الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ
وَالْخَوَاجَہ بَہَاءِ الدِّیْنِ مُحَمَّدٌ نَقْشَبَنْدُ وَالْخَوَاجَہ مُعِیْنِ الدِّیْنِ
بْنِ الْحَسَنِ الْچِشْتِیِّ وَ اِنَّہٗ رَاٰھُمْ وَ اَخَذَ مِنْھُمُ الْاِجَازَۃَ
وَعَرَفَ نِسْبَۃَ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ عَلٰی حِدَتِھَا مِمَّا فَاضَ مِنْھُمْ
عَلٰی قَلْبِہٖ وَ کَانَ یَحْکِیْ لَنَا حِکَایَتَھَا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَنْھُمْ
اَجْمَعِیْنَ اور بھی والد مرشد نے فیض پایا ائمہ طریقت کی ارواح سے
یعنی شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی اور خواجہ بہاء الدین رح محمد نقشبند اور
خواجہ معین الدین رح بن حسن چشتی کی روح سے اور اُن کو خواب میں
دیکھا اور اُن سے اجازت لی اور ہر بزرگ کی نسبت اُن سے علیحدہ
علیحدہ دریافت کی جس کا فیض ہوا اُنھی حضرات کی طرف سے اُن کے
دل پر اور حضرت والد ہم سے اُس کی حکایت بیان فرماتے تھے حق تعالیٰ
اُن سے اور اُن حضرات سب سے راضی ہو۔ وَ اَمَّا الْعُلُوْمُ الظَّاھِرَۃُ
مِنَ التَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ وَالْفِقْہِ وَ الْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَ الصَّرْفِ
وَ الْکَلَامِ وَ الْاُصُوْلِ وَ الْمَنْطِقِ فَقَدْ تَعَلَّمْنَا مِنْ سَیِّدِی الْوَالِدِ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ قَرَأَ صِغَارَ الْکُتُبِ عَلٰی اَخِیْہِ اَبِی الرِّضٰی مُحَمَّدٍ وَّ الْکِبَارَ مِنْھَا عَلٰی اَمِیْرِ زَاھِدِ نِ الْھَرْوِیِّ صَاحِبِ الْحَوَاشِی الْمَشْھُوْرَۃِ عَنْ مِیْرِزَا فَاضِلٍ عَنْ مُلَّا یُوْسُفَ الْکُوْسَجِ عَنْ مِیْرِزَا جَانْ وَغَیْرِہٖ عَنِ الْمُحَقِّقِ مُلَّا جَلَالِ الدَّوَّانِیِّ عَنْ اَبِیْہِ اَسْعَدَ وَغَیْرِہٖ عَنْ تَلَامِذَۃِ الْعَلَّامَۃِ التَّفْتَازَانِیِّ وَالْعَلَّامَۃِ الشَّرِیْفِ الْجُرْجَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ

اور علوم ظاہرہ منجملہ تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نحو اور صرف اور کلام اور اصول اور منطق کے سو اُن کو ہم نے پڑھا اپنے مرشد والد سے رضی اللہ عنہ اور والد نے چھوٹی کتابیں اپنے بھائی ابوالرضا محمد رح سے پڑھیں اور بڑی کتابیں امیر زاہد ہروی رح سے پڑھیں جو مصنف ہیں حواشی مشہور درسیہ کے اور امیر زاہد نے میرزا فاضل سے اُنھوں نے ملا یوسف کوسج سے اُنھوں نے میرزا جان وغیرہ سے اُنھوں نے محقق ملا جلال دوانی سے اُنھوں نے اپنے باپ اسعد وغیرہ تلامذۂ علامہ تفتازانی اور علامہ میر سید شریف جرجانی سے رضی اللہ عنہم ف علامہ تفتازانی اور علامہ سید شریف جرجانی کی سند علما میں مشہور اور معلوم ہے لہٰذا مصنف رح نے اُس کو نہ ذکر فرمایا وَاَجَازَنِیْ مِشْکٰوۃَ الْمَصَابِیْحِ وَصَحِیْحَ الْبُخَارِیِّ وَغَیْرَہٗ مِنَ الصِّحَاحِ السِّتِّ الثِّقَۃُ الثَّبْتُ حَاجِیْ مُحَمَّدْ اَفْضَلُ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ مُحَمَّدْ سَعِیْدٍ عَنْ جَدِّہٖ شَیْخِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّھْرِنْدِیِّ بِسَنَدِہٖ

الطَّوِيْلِ الْمَذْكُوْرِ فِيْ مَقَامَاتِهٖ وَهٰذَا اٰخِرُ مَا اَرَدْنَا اِيْرَادَهٗ
فِيْ هٰذِهِ الرِّسَالَةِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا
اور مجھکو اجازت دی مشکوۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی
معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل نے شیخ عبد الاحد سے اُنھوں نے
اپنے والد شیخ محمد سعید سے اُنھوں نے اپنے دادا شیخ طریقت شیخ احمد رح
سہرندی سے اُن کی سند طویل مذکور ہے اُن کے مقامات اور تصانیف میں
اور یہ تمامی ہے اُس مضمون کی جس کے لانے کا ہم نے اس رسالے میں
ارادہ کیا تھا اور شکر ہے حق تعالیٰ کا ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی اور
ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی مترجم کہتا ہے الحمد للہ کہ اُس کے حسن
توفیق سے ترجمہ **قول الجمیل** کا چوبیسویں ربیع الآخر سنہ ۱۲۶۰ ہجری
(بارہ سو ساٹھ ہجری) میں پورا ہوگیا - حق تعالیٰ میری بھول چوک اور
کج فہمی کو بہ برکت ارواح طیبہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے معاف کرے
اور اُن حضرات رح کے نور باطن سے میرے ظلمت کدۂ دل کو نورانی فرماوے
آمین اور اہل اسلام کو اس ترجمے سے فائدہ بخشے اور کج فہمی سے
پناہ میں رکھے آمین ثم آمین -

خاتمۃ الطبع

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى نَوَالِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَمَّا بَعْدُ یہ

کتاب فیض انتساب **قول الجمیل** تصنیف لطیف عارف کامل عالم فاضل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مع ترجمہ موسومہ بہ **شفاء العلیل** مولوی خرم علی صاحب بلہوری مرحوم اور فوائد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور حواشی مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی -

بہ تصحیح

محقق پاکستانی حافظ محمد یوسف صاحب عزیز الملک سلیمانی علیگ

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی "مشہور محل"

میکلوڈ روڈ کراچی

اصلی مدنی بہشتی زیور

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کی

وہ بے نظیر تصنیف جس سے ہر مسلمان بخوبی واقف ہے اس میں پیدائش سے لے کر موت تک کے جملہ حالات جو ہر مسلمان کو زندگی میں پیش آتے ہیں اُن کا حل قرآن و سنّت کی روشنی میں درج ہے۔ اس لحاظ سے اسے تکمیل اسلامی کورس کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اب تک لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر فروخت ہو چکا ہے۔

اس مرتبہ ہم نے انتہائی اہتمام و صحت کے ساتھ عمدہ کتابت کرا کے بہترین سفید کاغذ پر طبع کیا ہے۔ ہر صفحہ کے حاشیہ پر رنگین بیل کا مزید اضافہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے خوبصورتی میں مزید چار چاند لگ گئے ہیں۔ ٹائٹل حسین بلاک سے طبع شدہ ہے۔ جلد عمدہ مضبوط ولایتی کپڑے سے تیار کر کے سنہری ڈائی سے مزین کی ہے۔

قیمت انتہائی رعایتی مقرر کی گئی ہے۔ سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۸۰۴

قیمت، مجلد صرف چھ روپے پچاس پیسے۔

مدینہ پبلشنگ کمپنی، مشہور محل، میکلوڈ روڈ، کراچی

اعمالِ قرآنی

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں آفات سماوی وارضی نیز دفعیہ امراض کے لئے قرآن پاک سے منتخب شدہ اعمال، وظائف نیز بہترین ومجرب تعویذات درج فرمائے ہیں۔ قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔ کاغذ گلیز، کتابت وطباعت دیدہ زیب، رنگین سرورق - ھدیہ ایک روپیہ

طب روحانی

حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب کی اس بے نظیر تالیف کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے علامہ موصوف نے اپنی اس تالیف میں تمام اعضا جسمانی کے جملہ امراض وسانپ بچھو کاٹنے کے علاج نیز جن بھوت اور آسیب کے عمل وجھاڑ پھونک کے طریقے درج فرمائے ہیں۔ قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔ قیمت دو روپے پچیس پیسے۔

معمولات اولیاءؒ

از مولانا زاہد القادری صاحب چشتی۔ اس میں ترقی رزق، دست غیب، تسخیر حکام، تسخیر محبوب، زن وشوہر وادائیگی قرض، مقہوری دشمن اور مختلف امراض دور کرنے کے لئے مشہور اولیاء کرام کے صدہا وظائف، عملیات ومجرب ترین تعویذات درج ہیں۔ ہدیہ ایک روپیہ۔

مدینہ پبلشنگ کمپنی "مشہور محل" میکلوڈ روڈ، کراچی